

غزلیات حافظ شیرازی

منظوم اردو ترجمہ



ڈاکٹر خالد حمید ایم ای

غزلیاتِ حافظ شیراز

منظوم از دو ترجمه

غزل گفتی و در سُفتی بیا و خوش بجوای حافظ
که بر نظم تو افتاند فلک عقده شریار

غزلیتِ حرفِ شیراز

(منظوم اردو ترجمہ)

ڈاکٹر خالد حمید (ایم ڈی)

مطبوعاتِ اقدار

۲۰۷ گھڑ پالی بلڈنگ نمٹ صدقہ کراچی ۳ (پاکستان)

مجلہ حقوق بحق مترجم محفوظ

اشاعت — (اول فروری، ۱۹۹۷ء)

طباعت — فیروز سنز، پرنٹرز، کراچی

مستورق — دلاور مرزا

تشریح و خطاطی — رشید شاہد

خوشنودیسی — خالد محمود

نمایش — مطبوعات اقدار، صدر، کراچی ۳ (پاکستان)

مترجم — ڈاکٹر خالد جمیل (ایم ڈی)

6821, PINE CREEK DRIVE

TOLEDO, OHIO (U.S.A) 1275-43617

قیمت (پاکستان) ۲۵۰ روپے

قیمت (غیر ملکی) ۲۰ امریکی ڈالر

والد ماجد مولانا عبد المجید خاں (مرحوم)

مُذیر ”مولوی“ دہلی

اور

استادِ مکرم حضرت مُعینِ احسنِ جذبی

کے نام

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پُرس
اے مدعیِ انزاع تو با پردہ دارِ چسیت

عرض و معذرت

بلاشبہ شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی صرف ایران ہی کے نہیں بلکہ ساری دنیا کے ممتاز شعراء میں سے ہیں۔ کہتے ہیں ۷۲۶ھ میں پیدا ہوئے تھے اور کوئی ۶۵ سال بعد ۷۹۱ھ یا ۷۸۹ھ میں انتقال فرما گئے۔ زندگی ساری شیراز ہی میں گزری۔ گو کچھ دن کے لئے یزد اور اصفہان گئے۔ قسمتی سے ہندوستان (دکن) آتے آتے رہ گئے۔ براہوسندر کی طوفان سامانی کا۔ پھر بھی تھوڑا یاد کر لیا۔ "غال ہندو" اور "سیاہ پشمان کشمیری" کہہ کر۔

خواجہ صاحب کا بچپن یتیمی اور ناداری میں گزرا مگر کیونکہ خوبی و کمال خدا داد تھے اور تصور عرش پر تھا، غربت کے باوجود علم و فضل حاصل کیا اور حافظ قرآن بھی ہو گئے۔ باقی عمر آرام سے گزری، البتہ شاہان و

وزراء کی مدح خوانی اور قصیدہ گوئی ضرور کرنی پڑی۔

حافظ کے کلام میں حُسن بندش، غنائیت اور خوش بیانی کی تعریف میرے بیان سے باہر ہے مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ خدا کی قسم لا جواب ہیں۔ ان میں رندی بھی ہے، شوخی بھی اور رویشی بھی اور ان میں چولی دامن کا ساتھ ہے — رندی و بادہ خواری میں کسی سے کم نہ تھے مگر۔

اللہ اللہ کیا تصرف تیرے مینے میں ہے
مے میں وہ مستی کہاں جو تیرے دیوانے میں ہے

اور پھر۔

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفت گو
بفتی نہیں ہے بادہ و ساغر کے بغیر
اس لئے میرے خیال میں جو لوگ اُن کو ولی سمجھتے ہیں اور لسان الغیب
کہتے ہیں ٹھیک ہی کرتے ہیں۔ حافظ نے تو خود بھی کہا ہے :

رازِ درون پر وہ ز رندان مست پُرس

اے مدعی نزاع تو با پردہ دارِ حقیقت

مستور و مست ہر دو چو از یک قبیلہ اند

مادل بعشۃ کہ دھیم اختیارِ حقیقت

اب میری روداد سنئے۔ بچپن میں میرے والد محترم مرحوم مولانا عبدالحیّد خان مدیر مولوی دہلی نے میرا فارسی سے تعارف کرا دیا تھا اور علی گڑھ میں اُس کی نشوونما میرے استاد مکرم معین احسن جنبی نے تھوڑی بہت کر دی تھی مگر پھر خلاص۔ لاہور میں ڈاکٹری پڑھی، پاکستانی فوج میں سپہ گری کی اور اُس کے بعد ۱۹۵۷ء میں فکرِ معاش شمالی امریکہ لے آئی۔ کوئی چالیس سال سے یہاں طبابت اور پرنسپل کر رہا ہوں۔ فارسی تو فارسی اردو بھی بولنے یا پڑھنے کا موقع نہ مل سکا۔

بہر حال بڑھاپا آیا تو بچپن یاد آیا۔ پاکستان گیا تو قاضی سجاد حسین کا لفظی ترجمہ حافظہ ساتھ لے آیا۔ پڑھنے بیٹھا تو سوچا کہ اس کا تو منظوم ترجمہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ سو اس میں لگ گیا۔ ترجمہ تو کیا مگر صرف ان غزلوں کا جن کے قافیے اردو کے لگ بھگ تھے۔

کام ختم ہونے والا تھا کہ میرے بہنوئی ڈاکٹر انیس الرحمان نے (جو سعودی عرب میں مہندی کرتے ہیں اور صاحبِ ذوق ہیں) بتایا کہ منظوم ترجمہ تو سچا پس سال پہلے مولوی احتشام الدین حقی کر چکے ہیں مگر وہ اب ناپید ہے۔ سن کر ہوش جاتے رہے۔ انجمن ترقی اردو کے رُوح و رواں جمیل الدین عالی اور اسلم فرخی کی مہربانی سے وہ کتاب مل گئی۔ پڑھی تو اچھی لگی۔ پھر سوچا کہ جب یہ کام کر لیا ہے

توضائع کیوں جائے قسمت ضرور آزمائی چاہیے۔ پاکستان کچھ غزلیں
 بھیجیں تو مہربانوں نے رسالوں میں شائع کر دیں اور خاص طور پر
 شبینہ رومانی صاحبہ مدیر اقدار کراچی نے بہت بہت افزائی
 فرمائی۔

بس اب اسی لئے یہ گستاخی کر رہا ہوں۔ شاعری تو میرے
 باپ دادا نے نہیں کی میں کیا کروں گا۔ ہاں، تنگ بندی سے کام
 نکالنا سیکھ لیا ہے۔ اس مجبوری میں تین سو غزلیں پیش خدمت کر
 رہا ہوں، اس اُمید پر کہ ان میں سے ایک دو غزلیں ہی آپ کو
 پسند آجائیں اور اگر پسند نہ بھی آئیں تو شاید خیرات کی داد ہی مل
 جائے۔

قائد حمید (ایم ڈی)

۶۸۲۱ یان کریک ڈرائیو۔ تولید و۔ اوہائیو
 ایڈیشن ۱۳۷۵-۱۳۶۱ھ



اَلَا يَا اَيُّهَا السَّاقِي اِدْرِكَا سَاقِنَا وَلِمَا
کہ عشق آساں نمود اول وے افتاد مشکبہا

پلا کے مئے کر اے ساقی دولے درد بسمل ہا
کہ عشق آساں لگا پہلے پٹریں پھر پیش مشکل ہا

بہوئے نافہ کا خضر صبا ز آں طر و بکشايد
ز تاب جود مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

تری خوشبوئے نافہ جب صبا طرے سے کھولے گی
کرے گی زلف مشکیں کی شکن صد پارہ دل ہا

بے ستجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بخیر نبود ز راہ و رسم منزلہا

مصلیٰ رنگ لومے سے کہ ڈر پیر مغاں کو ہے
بھلا دیو سے کہیں سالک نہ راہ و رسم منزل ہا

مراد در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جزس فریادی دارد کہ بر بندید مملہا

ہیں کیا منزل جاناں میں امن و عیش جب ہر دم
جزس فریاد کرتا ہے کہ باندہ صو چل کے محل ہا

شب تار یک بیم موج و گردابے چنینی بائل
بکجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

شب تار یک ہے طوفاں پہا و گرداب میں کشتی
ہمارا حال کیا جانیں سبکساران ساحل ہا

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
ہنہاں کے ماند آں رازے کرو سازندہ مخملہا

بدی کے کام سے آخر میں بدنامی تو ہوتی ہے
چھپتے رہتے نہیں وہ راز جو ہیں سازِ محفل ہا

حضورِ گزہی خواہی از و غائب شو حافظ
مَنْ مَاتَ لِقَاءَ مَنْ تَصَوُّوْهُ مِنَ الدُّنْيَا وَ اَمْلَحْهَا

حضورِ چاہتا ہے تو، تو غائب ہونے کوں حافظ
وہ مل جائے تو کر دے ترک دنیا سے مراسم ہا

اسے فروغِ مہاجرِ حسن اذروئے رخشانِ شما
 آبروئے خوبی اذ چہ از سخندانِ شما
 چاند کی تنویر ہے رخسارِ تاباں آپ کا
 آبروئے حسن ہے چاہِ زرخندانِ آپ کا
 عزمِ دیدار تو دارِ حبانِ برب آمد و
 باز گردو یا بر آید چہیست فرمانِ شما
 جان اب ہونٹوں پہ ہے دیدار کی خواہش لیے
 کیا خوشی ہے آپ کی اور کیا ہے فرماں آپ کا؟
 دیکھیے قدرت کو ہو کب ان کی یکجائی قبول
 دل ہمارا، صلفِ زلفِ پریشاں آپ کا
 کس بد و زنگستِ طرفیہ نیست از عافیت
 یہ کہ بغر و شہد مستوری بہستانِ شما
 بیچ دیں مستوں کے ہاتھوں پارسائی کیوں نہ ہم
 چین کب بیتا ہے ز گس چشمِ احساں آپ کا
 بختِ خواب آلود ما بیدار خواہد شد مگر
 زانکہ زو بردید آگے روئے رخشانِ شما
 شاید اب کی بار اپنا بختِ خفہ جاگ اٹھے
 آنکھ پر مارے ہے پھینکے روئے رخشاں آپ کا
 اپنے رخ کا ایک گلدستہ بھی مہراہ صبا
 تاکہ سونگھیں ہم بھی عطرِ خاکِ بستانِ آپ کا
 دل خرابی می کشد دلدار را آگہ کنید
 زمیندار اے دوستانِ جانِ من و جانِ شما
 دل کی یہ خند ہے اُسے احوال سے آگاہ کر
 دوستو! کیا مشورہ ہے کیا ہے فرماں آپ کا



عمرِ تباہِ دادِ دراز لے ساقیانِ بزمِ جم
ساقیانِ بزمِ جم! تم خوش رہو زندہ رہو
گرچہ جامِ مانشد پر سے بدورانِ شما
گو مرا ساغرِ بہتی ہے یہ ہے فیضانِ آپ کا
اے صبا باسکناں شہرِ یزدانِ مانگو
ساکناں یزد کو جا کر بشارت لے صبا
کائے سرِ حق ناشناساں گوئے میدانِ شما
ہے سرِ حق ناشناساں گوئے میدانِ آپ کا
گرچہ دورِ ہم از بساطِ قربِ ہمت دورِ نصرت
دور ہوں میں آپ سے لیکن مجھے مست محبوبیے
بندۂ شاہِ شامیم و شمنِ خوانِ شما
بندۂ ناچیز ہوں پر ہوں شمنِ خواں آپ کا
دور دار از خاکِ خوں دامنِ چو بر ما بگذری
جائیے دامنِ بچا کے خاکِ خوں سے اڑیں
کا ندیں ردِ کشتہ بسیادند قربانِ شما
ہے یہاں ہر شخصِ مقتولِ خسراں آپ کا
اے شہنشاہِ بلند اختر خدا را ہستے
خاکِ در میں کیوں نہ چوموں اے شہنشاہِ لیلی
تا بہوسم ہچو گردوں خاکِ ایوانِ شما
چومتا ہے آسماں جب جھک کے ایوانِ آپ کا
می کند حقائقِ دعا ئے بشنو آئیے بگو
کیوں نہ ہو حافظ کو اس کے چومنے کی آرزو
روزے ما با دلِ شکر افشانِ شما
جب کہ لعل لب ہے ایسا شکر افشاں آپ کا

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل سارا
 اگر منظور دل سید ہوا سس ترک دل آرا کو
 بخال ہندوشس بخشم سمرقند و بخارا را
 ندائے خال و خد کردوں سمرقند و بخارا کو
 بد ساقی مئے باقی کہ در جنت نخواہی یافت
 پلا شیراز میں ساقی کہ جنت میں نہ پائیں گے
 کنار آب رُکنا باد و گلگشتِ مصلیٰ را
 کنار جوئے رُکنا باد و گلگشتِ مصلیٰ کو
 فغان کیں لولیان شوخ شیریں کارِ شہر آشوب
 دُحالی ہے کہ معشوقانِ شیریں کارِ شہر آشوب
 چنان بردند صبر از دل کہ ترکاں خوانِ نغمہ را
 دلوں کو لوٹتے ہیں جیسے ترکاں خواںِ نغمہ کو
 ز عشقِ ناتمام ما جبالِ یارِ مستغنی ست
 ہمارے عشق کی پروا کرے کیوں حسن بے پروا
 بآبِ رنگِ خال و خط چہ حاجتِ بونئے زیارا
 ضرورتِ آبِ خال و خط کی ہے کب بونئے زیارا کو
 من از آن حسنِ روزافزوں کہ یوسف داشتِ ہستم
 علامتِ مت کرو اس کی خطا ہے حسنِ یوسف کی
 کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را
 کیا دیوانگئی شوق نے رسوا زلیخا کو
 حدیث از مطربِ مئے گوئی و رازد ہر کمتر جو
 کروستانہ پن میں جستجو اسرارِ دنیا کی
 کہ کس نکشود و نکشاید بحکمتِ ایں معیارا
 خبرِ حسیں نہیں کرتے ہیں عاقل اس معیار کو
 نصیحت گوش کن جانماں کہ از جاں دستِ تیر دارند
 نصیحت سن کہ اے پیارے عزیز از جان رکھتے ہیں
 جوانانِ سعادت مند پسندِ پیسہ دانا را
 جوانانِ سعادت مند پسندِ پیسہ دانا کو
 برم گفتی و خر سندی عفاک اللہ نگو گفتی
 برا مجھ کو کہا خوش ہوں بہت اچھا کیا تو نے
 جوب تلخ می زید لبِ لبِ شکر خارا
 نوائے تلخ زیبا ہے لبِ لبِ شکر خارا کو
 عزل گفتی و در صفتی بیا و خوش بخواں حافظ
 عزل تو نے کہی سوئی پوئے شعر پڑھ حافظ
 کہ بر نظرم تو افشاں فلکِ عتدِ ثریا را
 لائے گانک فن پر ترے عتدِ ثریا کو



ہملا زبانِ سلطان کہ رسا نہ ایں دعا را
 کہ بیشکر پادشاہی ز نظر مراں گدرا
 چہ قیامت است جانان کہ بجا شفاں فرموی
 رُخِ ہچو ماہِ تاباں دلِ ہچو سنگِ خارا
 زرقیبِ دیو سیرت بخدا ہی پناہم
 مگر آں شہابِ ثاقب مدھے کند خدا را
 دلِ عالمے بسوزی چو عذار بر فروزی
 تو از ایں چہ شود اری کہ نمی کنی مدرا
 مژدہ سیامت ار کردہ بخون ما اشارت
 ز فریبِ او بندیش غلط کن نگارا
 ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیم صبح گاہی
 بہ پیامِ آشنائی بنوازد آشنارا
 دلِ درد مند عاشق کہ زہ ہجرت پُرخوں
 چہ شود گردشِ رسائی بوصولِ غولش یارا
 دلِ مست مند میرا جو پھنسا ہے گیسوؤں میں
 اے کس کے یوں نہ باندھو کرو رحم کچھ خدا را

ز قریب چشم مست دل درد مند خوش شد
 ہوا چشم مست سے یہ دل درد مند زخمی
 نظرے بکن بجاشش بت دلر با خدارا
 اسے اک نظر تو دیکھو بت دلر با خدارا
 چو طبیب درد منداں لب لعل یار باشد
 دل درد مند عاشق تہ کہ جو یہ ایں دوارا
 دل درد مند عاشق کی دعا ہے گڑ تو یہ ہے
 کہ طبیب درد منداں لب لعل ہو تہمارا
 خبرے ز حال عاشق بر یار باز گوئید
 کیا یاد کوئے جانناں نے ہمارا دل معطر
 میرسد مگر زلفش اثر مشام مارا
 ذرا کھول کر جو اُس نے کبھی زلف کو سنوارا
 بخدا کہ جرمہ وہ تو بجا فطر سحر خیز
 بخدا پلاؤ حافظ کو شراب ناب پہکھ تو
 کہ دعائے صبح گاہی اثرے کند شمارا
 کہ دعائیں لے کے اُس کی ہو نصیب خوش ہمارا



تاکے بدرود، جسہ کھنی نا تو اں مرا کب تک کرے گا بھر سے تو نا تو اں مجھے
 یکدم بوجھل خویش بکن شاد ماں مرا کر اپنے وصل سے بھی کبھی شاد ماں مجھے
 میخواستی، ہمیشہ گرفتار، بھر خود تھی آرزو تری، میں سدا، بھر میں رہوں
 دیدی بکام خویش تن آخر چناں مرا حسبِ مراد، دیکھ لیا ہے کہاں مجھے
 نبود ہیچ وجہ دے از تو ام گریز اک لمحے کو بھی تجھ سے گورا نہیں گریز
 ز آں رو کہ نیست جز تو کے رجاں مرا سارے جہاں میں تو بے عزیز جہاں مجھے
 در حیرتم کہ بے تو چہاں زندگی کنم گزرے گی زندگی مری کیسے ترے بغیر
 چوں نیست خواب و خور ز عزت کی زباں جب غم مجالِ خواب نہ لے یک زماں مجھے
 افتادہ ام بکنج غم و حسد فغاں و آہ گھیرا ہے غم نے یوں کہ سوائے فغاں و آہ
 نے یار غمگسارے و نے ہمزباں مرا حاصل ہے یار جاں نہ کوئی ہمزباں مجھے
 بودم ہمیشہ شاد ز وصلت وے کنوں وہ دن بھی تھے کہ شاد تھا قربت میں آپ کی
 کاہے ز بھر تو نبود جز فغاں مرا فرقت میں کام کچھ بھی نہیں جز فغاں مجھے
 حافظِ عجب مدار اگر می کشد بغم کرتا ہے گروہ قتل تو حافظِ عجب نہیں
 از دردِ فرقت آں مہ نامہر باں مرا دردِ فراق سے مہ نامہر باں مجھے

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
 آج مسجد سے سوئے میخانہ آتا پیر ہے
 چیت یار ان طریقت بعد از تین سیر
 اُس کی یار ان طریقت اس میں کیا تدبیر ہے
 در خراباتِ مغان مایز ہم منزل شویم
 ہم خراباتِ مغان میں پیر کے ہمد مہینے
 کاک چنیں رفت ست در عہد ازل تقدیر ما
 اپنی تو عہد ازل سے بس یہی تقدیر ہے
 ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں اکرم چوں
 رو بسوئے کعبہ کیسے ہم مرید اُس کے کریں
 رو بسوئے خانہ خسار دارد پیر ما
 خانہ خسار جب قبلہ بنا تا پیر ہے
 عقل گردانہ کہ دل در بند زلفش چوں خوش است
 عقل ہوئے آشنائے عیش بند زلف جب
 عاقلان دیوانہ گردند از پیئے زنجیر ما
 کیسے ہر عاقل کے پاؤں میں پڑے زنجیر ہے
 ردئے خوبت آیت از لطف بر کشف کرد
 جب سے ردئے یار نے دی آیتِ لطف و کرم
 ز آن سبب جز لطف و خوبی نیست تفسیر ما
 مہربانی کے سوا کچھ بھی نہ اور تفسیر ہے
 بادلِ گلنیت آیا، مسج در گیر شبے
 آہِ آتش بار و سوزِ نالہ شبِ گیر کی
 آہِ آتش بار و سوزِ نالہ شبِ گیر ما
 سنگِ دل پر ایک ذرہ بھی نہ کچھ تاثیر ہے
 مرغِ دل را صیدِ جمعیت بدم افتادہ بود
 زلفِ بکشادی و باز از دست شد زنجیر ما
 سلطانِ تھار ح دل چھندے میں اُسکی زلف کے
 کھول کر گیسو پریشاں کر دیا زنجیر ہے
 بار بر زلف تو آمد شد جہاں بر من سیاہ
 جب ہوا گیسوئے جاناں کو بتاتی ہے گھٹا
 نیست از سودائے زلفت بیش ازین توقیر ما
 کرتی اور سودائے زلفِ یار کی توقیر ہے



تیرا آہِ سازِ گردوں بگذرد جانِ عزیز
پاسِ تیرے ہیں کمانِ ابرو و تیرِ نظر
رہم کن بر جانِ خود پر، میز کن از تیرِ ما
کم نہیں کچھ آہِ میری اک بلا کا تیر ہے
بردِ میخانہ خواہم گشت چوں حافظِ نسیم
میں بھی حافظ کی طرح بیٹھوں مے خائے نہیں کیوں
چوں خراباتی شد اے یارِ طریقت پر یا
جب خراباتی بنا، اے یار! اپنا پیر ہے

ساقی بنور بادہ برافروز جامِ سا ساقی بنور بادہ برافروز جامِ سا
 مطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بگامِ ما مطرب! بہ نغمہ قلب میں عیشِ دوامِ ہے
 مادرِ پیالہ عکسِ رُخِ یارِ دیدہ ایم ہم دیکھتے ہیں عکسِ رُخِ یارِ جامِ میں
 اے بے خبرِ لذتِ شرابِ مدامِ ما کیسی حسین لذتِ شرابِ مدامِ ہے
 چنناں بود کرشمہ و نازِ ہسی قداس ناز و ادا کو بھول گئے ہیں ہسی قداس
 کایہ بجلوہ سر و صنوبرِ خدامِ ما دیکھا جو میرا سر و صنوبرِ حرامِ ہے
 ہرگز نیرد ہر کہ دلش زندہ شد بعشق مرنے نہیں ہے جس کا ہودل زندہ عشق سے
 ثبت ست بر جریدۂ عالمِ دومِ ما دیوے ثباتِ دہر کو اُنسِ دوامِ ہے
 مستیِ چشمِ شاہدِ دلبرِ ما خوش ست دیکھا جو مست شاہدِ دلبر کی آنکھ کو
 ز آں رو سپردہ اندہِ مستیِ زامِ ما مستوں نے اپنے دل کی اُنسِ دی لگامِ ہے
 ترسم کہ صرفہٴ بنو روز باز خواست نانِ حلالِ شیخ سے بڑھ کے بہت ہوا
 نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما مقبول میرا حشر میں آبِ حرامِ ہے
 اے بادِ گر بگمشن احبابِ بگذری گزٹے گلی سے اُس کی جو بادِ صبا تجھے
 ز ہمارِ عرضہ وہ بر حباںِ پیامِ ما دینا ضرور یار کو میرا پیامِ ہے
 گو نامِ ما زیاد بعد اُچھ می بری یوں جان بوجھ کر نہ ٹھلا میرے نام کو
 خود آمد آنکہ یادِ میاری ز نامِ ما مٹ جائے خود بخود ہی زمانے میں نامِ ہے



بگرفت پچولا لہ دلم در ہوائے سرو مانند لالہ دل بھی مرا ہے اسیر سرو
اے مرغِ بخت کے شوی آخر تو رام ما آئے نہ مرغِ بخت کسی رُو بہ دام ہے
دریائے اخضرِ فلک و کشتیِ ہلال ہو کشتیِ ہلال کہ دریائے آسماں
ہستند غرقِ نعمتِ حاجی تو ام ما ہر چیز غرقِ نعمتِ حاجی تو ام ہے
حافظِ زدیدہ دانے اشک کے بھی فشاں حافظِ لے دل نے اشک کچھ ڈالے توں بہت
باشد کہ مرغِ وصل کند قصہِ دام ما کرنا نہ مرغِ وصل مگر قصہِ دام ہے

ساقی بگذا راز کفِ خودِ رطلِ گراں را
 تا خوش گذرا نیمِ جهانِ گذراں را
 ز اہ چہ عجب گر کند مہیبِ برندی
 بر اہل ہنر طعنہ بود بے ہنراں را
 در مسئلہ و بُتخانہ تو مسجدی و معبود
 رُوسوئے تو باشد ہمہ صاحبِ نظراں را
 اربابِ خردِ ذوقِ مے عشق چہ داند
 از حالتِ مانیستِ خبہرِ بیخبراں را
 کامے طلبہ حافظِ ازیں چشمہ حیواں
 آئے نواں خورد نصیبِ دگراں را
 ساقی! تو گرا ہاتھ سے اب رطلِ گراں کو
 تا خوب گزاریں یونہی عمرِ گزراں کو
 ز اہد نے مجھے "رند" کہا ہے تو عجب کیا
 طعنوں سے یونہی کام رہا ہے ہنراں کو
 کہے میں ہے خلوت تو ہے بتخانے میں جلوت
 ہر سو نظر آتا ہے تو صاحبِ نظراں کو
 اربابِ خرد کو نہیں ذوقِ مے الفت
 کیوں حال کی میرے ہو خیرِ بیخبراں کو
 حافظ کو بہت چشمہ حیواں کی طلب ہے
 ہر گز نیپئے گا وہ نصیبِ دگراں کو



ساقیا برخیز در ده جام را آؤ ساقی اور بھر دو جام کو
خاک بر سر کن عزم ایام را بھاڑ میں ڈالو عزم ایام کو
ساعزے در کف نہ تاز سر ساعزے ہاتھ میں آئے تو میں
بر کشم ایں دلِ اذرق فام را پھینک دوں اس لُٹ اذرق فام کو
گر چہ بدنامی ست نزدِ عاقلان بے وقوفی ہی سہی پر عاقلو!
مانہی خواہیم ننگ و نام را چاہتے ہم ہیں نہ ننگ و نام کو
بادہ در وہ چند ازیں بادِ عزور ہے تکبر کے مرض میں مبتلا
خاک بر سر نفسِ نافر جام را دفن کر دو نفسِ نافر جام کو
دود آہ سینہ سوزانِ من آگ سینے کی مرے دل کی جلن
سوخت ایں افسردگانِ خام را دے جلا افسردگانِ خام کو
محرم راز دل شیدائے من بات یہ سچی ہے میرے راز دل
کس نمی بینم ز خاص و عام را میں نہ جانوں خاص کوئے عام کو
بادل آراے مرا خاطر خوش ست دل لگا ہے ایسے دل آرام سے
کزہلم یکبارہ برد آرام را ٹوٹ کر جو لے گیا آرام کو
نگرد دیگر بسرو اندر چمن پھر نظر ڈالی نہ سرو باغ پر
ہر کہ دید آں سرو سیم اندام را دیکھ کر اُس سرو سیم اندام کو

از سہر دنیا گذشتی غم مخمور اے زمانے کے مسافر غم نہ کر
 خوش بخور ہم خوش مدارِ ایام را جھیل مہنس کے گردشِ ایام کو
 صبر کن حافظِ بہ سختی روز و شب صبر کر حافظِ بہ سختی روز و شب
 عاقبت روزے بیابی کام را سہل کرتا صبر ہے ہر کام کو



صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بگری صفائے مئے لعل فام را

رازِ درونِ پردہ زردانِ مست پر
کیں حال نیست صوفیِ عالی مقام را

عفتا شکار کس نشود دام باز چیں
کا بنجا ہمیشہ باد بدستِ دام را

من آں زمان طمع بربیدم زعافیت
کایں دل نباد در کفِ عشقت زام را

مارا بر آستانِ تو بس حقِ خدمتِ مست
اے خواجہ باز ہیں بہ تر تہم غلام را

در عیشِ نقدِ کوش کہ چوں آبِ شہانہ
آدم بہشتِ روضہ دارِ اسلام را

در بزمِ دوریک دو قدحِ درکشِ پرو
یعنی طمع مدار وصالِ دوم را

اے دلِ شبابِ رفت و بچیدی گنگے نغم
پیرانہ سر مکن بہرے ننگِ دام را

حافظِ مریدِ جامِ جمِ ست اے صبار
وز بندہ بندگی برساں شیخِ جام را

صوفی اے آکے ہاتھ میں اک صاف جام کو
دیکھ اس میں پھر صفائے مئے لعل فام کو

رازِ درونِ پردہ تو رندوں کے پاس ہے
کیا علم اس کا صوفیِ عالی مقام کو

عفتا شکار ہو نہیں سکتے جال اٹھا !
ملا نہیں ہوا کے سوا کچھ بھی دام کو

بیٹھے ہیں تھکے اپنے دلِ کج روش کو ہم
پکڑا ہے جب سے عشق نے اس کی زمام کو

در پر ترے ہزار ہیں خدمت کے حق مرے
اے خواجہ ہاتھ کھول کے دے اس غلام کو

کھاپی کے عیشِ کرا کہ نہ ہو آبِ دانہ جب
آدم بھی چھوڑ بیٹھے ہے جنتِ مقام کو

دو ایک گھونٹ پی کے نکل بزمِ یار سے
پایا کسی نے یاں پہ نہ وصلِ دوام کو

عہدِ شباب میں نہ ملا کچھ مجھے اگر
پیری میں کیوں رکھوں ہوسِ ننگِ نام کو

حافظِ مریدِ ساعزِ جمشید ہے صبا
جا کر مرا سلام دے اس شیخِ جام کو

صلاح کار کجا اومین خراب کجا صلاح کار کہاں عاشق خراب کہاں
 ہمیں تفاوت رہا ز کجاست تا کجا مقام ضعف کہاں منزل شباب کہاں
 چہ نسبت است برندی صلاح و تقویٰ را صلاح و تقویٰ سے رندی کو کونسی نسبت
 سماع و عطف کجا نغمہ رباب کجا سماع و عطف کہاں نغمہ رباب کہاں
 دلم ز صومعہ گرفت و خرقہ سالوس نہ چاہے خانقہ دل اور نہ دلق مکاری
 کجاست دیرِ مغان و شرابِ ناب کجا کدھر ہے دیرِ مغان ہے شرابِ ناب کہاں
 بشد ز یادِ خوشش یادِ روزگار وصال نہ روزِ وصل میسر نہ چھیڑ چھاڑ کی شب
 خوں آں کرشمہ کجاست آفتاب کجا کدھر ہے قیری عنایتِ تراعتاب کہاں
 زرئے دوست دلِ دشمنان چڑیاہ نہ روئے یار سے روشن ہوا دلِ دشمن
 چراغِ مردہ کجا شمعِ آفتاب کجا چراغِ مردہ کہاں شمعِ آفتاب کہاں
 ہمیں بسببِ زنجہاں کہ چاہہ در راہ است سنبھل کہ چاہہ ز سنجہاں ہے راہِ تیری
 کجا ہمیں وی اے دل بہیں شباب کجا مٹھہر دلِ حزیں جالتہ ہے پر شباب کہاں
 چو کھل سبزش ما خاکِ آستانِ شہاست بنی ہے خاکِ دربارِ آنکھ کا سرمہ
 کجا رویم بغیرِ ما ز ایں جناب کجا میں جاؤں چھوڑ کے یہ درگاہ جناب کہاں
 قرارِ خواب ز حافظِ طمع بدلے دوست نہ پوچھ تو دلِ حافظ کا حال اے ہمدَم
 قرارِ چیتِ صبوری کد اُم و خواب کجا قرارِ کیسا صبوری کدھر ہے خواب کہاں



صبا بہ لطفِ گواں غزالِ رعنا را صبا تو جا کے بتا اُس غزالِ رعنا کو
 کہ سرِ کبود و سیاہاں تو داد دے مارا کہ پھرتا چھاننا عاشق ہے خاکِ صحرَا کو
 بشکر آنکہ توئی بادشاہِ کشورِ حسن اے شاہِ کشورِ خوبی، اے ملکہِ خوباں
 بیاد آرِ غریبانِ دشت و صحرا را نہ بھول اپنے غریبانِ دشت و صحرا کو
 شکر فروش کہ عمرش دراز باد چہرا شکر فروش تجھے پر شکر ہوں کی قسم
 تفقّدے نکلند طوطی شکر خارا چکا ذرا اسی شکر طوطی شکر خا کو
 غرورِ حسن احازت اگر نداد اے گل غرورِ حسن روا ہے تجھے مگر اے گل
 کہ پرستے نکتی عنذِ لبِ شیدا را کہیں تو پوچھے اے اس عنذِ لبِ شیدا کو
 بحسنِ خلق تو اں کردِ صیدِ اہلِ نظر نگاہِ ناز سے ہوتا ہے صیدِ اہلِ نظر
 بدام و دانہ نگیرند مرغِ دانارا بدام و دانہ پکڑیے نہ مرغِ دانا کو
 چو با حبیبِ نشینی و بادہ پیمائی تو بزمِ غیر میں کرتا ہے بادہ پیمائی
 بیاد آرِ حریفانِ بادِ پیمارا نہ بھول اپنے حریفانِ بادِ پیمَا کو
 نہ انم از چہ سببِ رنگِ آشنائی نیست خدا یا کیوں نہ دیا رنگِ آشنائی بھی
 ہی قدانِ سیہ چشم و ماہِ سیمارا ہی قدانِ سیہ چشم و ماہِ سیمَا کو
 جز ایں قدر نتواں گفت در جمالِ تعیب نہ رہتا عیب ذرا سا بھی حسن میں ملتا
 کہ خالی مہر و وفا نیست رہے زیارا جو خالی مہر و وفا تیرے رہے ز سبَا کو
 در آسماں چہ عجب گرزِ گفتِ حافظ کلامِ حافظِ شیرازِ عرش میں سن کر
 سماعِ زہرہ برقص آورد سیمارا سماعِ زہرہ کرے وجد میں سیمَا کو

ہنگامِ نو بہارِ گل از بوستانِ جدا گل سے بہار میں نہ کرو گلستاںِ جدا
 یارب مباد و بچ کس از دوستاںِ جدا ہوتے ہیں دوستوں سے کبھی دوستاںِ جدا
 بلبلِ بہار در چمن آمد بہ صبح دم ہے کیسا شورِ نالہ بلبل سے باغ میں
 از وصلِ گل، ہمی شد اندر خزاںِ جدا کیا پھول سے ہوا ہے یہ اندر خزاںِ جدا
 دنیاست باغِ کہنہ و انساں چو نوگلند دنیا ہے گولٹا ملک الموتِ اسطرح
 ہر یکے شاخِ عمر کند باغبانِ جدا کرتا ہے جیسے شاخ سے گل باغبانِ جدا
 افسوس کیں حیاتِ جہاں رائیگاں گشت اک زندگی ملی تھی سو وہ رائیگاں ہوئی
 افسوسِ دیگر آن کہ شود تن ز جاں جدا افسوس یہ نہیں کہ ہوئی تن سے جاں جدا
 بسیار خفتہ اند دریں خاکِ سیمِ تن ہیں کیسی کیسی خاکِ حسینانِ سیمِ تن
 شاہان و نو عروس بے از جہاںِ جدا دارا و جم سے ہوتا ہے کیسے جہاںِ جدا
 ہمدار و پائے بر سر ایں مردگاں منہ مردوں کے سر پہ پاؤں جو رکھے تو سوچئے
 تنہا بجا خفتہ و از خانہاںِ جدا سوتے ہیں یہ اکیلے، ہے ان سے مکانِ جدا
 ترکِ ہوا و حرص بکن حافظا کنوں حرص و ہوس کو چھوڑیے حافظ کہ قرب حق
 بہر وصالِ دوست شوازاں و آلِ جدا ملتا نہیں، بغیر کئے ایں و آلِ جدا



آفتاب از روئے او شد در حجاب یوں ہوا مہ رخ سے مہر اندر حجاب
سایہ را باشد حجاب از آفتاب سایہ ہو جس طرح پیش آفتاب
دستِ مہر و مہر بر بند و بحسن دست بستہ ہو گئے ہیں مہر و مہر
ماہِ بے مہر چو بر بند و نقاب جب مہر بے مہر نے کھولی نقاب
از خیالِ مہر باز نشناسد کسے محو ایسا ہوں کہ بن جاؤں خیال
گردِ آغوشش بہ بنیم شبِ بخواب گر اُسے آغوش میں لوں میں بخواب
شاہداں مستور و مستان بے شکیب شاہداں مستور و مستان بے شکیب
خانقاہِ معمور و درویشاں خراب خانقاہِ معمور و درویشاں خراب
خونِ دل در جامِ دیدم از مرثک خونِ دل سے قمر مزی بنتی ہے مے
آبرو و بربادِ دادم از شراب آبرو و برباد کرتی ہے شراب
از برائے بادہ می باید زدن وہ کرے تحسیریم بادہ کی اگر
محتسبِ احدِ بے حد و حساب مار کوڑے محتسب کو بے حساب
سوزِ مستان گر بداند محتسب سوزِ مستان جان لے کر محتسب
دردم از مے شاں زندہ بر آتش لب چھڑکے بادہ لے کے وہ آتش پہ آب
ہر کرا از دیدہ شد بارانِ اشک چشم عاشق میں نہاں ہیں اشک میں
زیر دامنِ باد دار و چوں سحاب جیسے بارش ہو چھپی اندر سحاب
حافظِ وعظ و نصیحت گو مکن سینے حافظِ بات و اعظ کی نہ کچھ
ترکِ ترکمانِ خطا نبود صواب ترکِ معشوقاں نہیں کارِ صواب

زیارِ وصل تو باید ریاضِ رضواں آب ریاضِ خلد کو ملتا ہے بارِ وصلِ سیاب
 ز تابِ ہجر تو درِ شرارِ دوزخ تاب رکھے ہے آتشِ ہجر ایں شرارِ دوزخ تاب
 چو چشمِ من ہمہ شب جو مبارِ باغِ بہشت ہو میری آنکھ کی صورت جو چشمِ بہشت
 خیالِ ز گس مست تو بیند اندر خواب نظر میں اُسکی ہے چشمِ مست اندر خواب
 یہ حسنِ عارضِ وقہ تو بردہ اندِ پناہ کرے مقابلہ اُس سر و سیم تن کا نہ وہ
 بہشتِ طوبیٰ و طوبیٰ بہم و حسنِ آب ہو چاہے کتنا بھی طوبیٰ حسین و حسنِ آب
 بہارِ شرحِ جمالِ تو درِ ہر فصل ہر ایک فصلِ بہاراں میں شرحِ حسنِ تری
 بہشتِ ذکرِ جمیلِ تو کردہ درِ ہر باب کرے ذکرِ حسین تیرا ہر بہشت کا باب
 لبِ دہانِ ترا لے بسا حقوقِ نمک لبِ دہانِ حسین کے ترے حقوقِ نمک
 کہ بہت بر جگرِ ریش و سینہ ہائے کباب بہت ہیں بر جگرِ ریش و سینہ ہائے کباب
 بسوخت ایں دلِ ماؤں بکامِ دلِ زسید مراد دل کو مرے بار سے جو مل جاتی
 بکام اگر بر سیدے ز نینختے خونِ ناب بہا تا شوق و ہوس میں نہ اتنا دہ خونِ ناب
 گماں مہر کہ بڑ تو عاشقاں مستند نہ کر شکایتِ عشاقِ مست کیا تو نے
 خبرِ نداری ز احوالِ زاہدانِ خراب سنا ابھی نہیں احوالِ زاہدانِ خراب
 مراد و ریت شد یقین کہ جو ہر عمل لبوں کو دیکھ کے تیرے پتہ چلا، کیسے
 پدید می شود از آفتابِ عالمِ تاب بناتا عمل ہے اک آفتابِ عالمِ تاب
 مہل کہ عمر بہ بیہودہ بگذر دِ حافظ گزار وقت نہ بیکار بیٹھ کر حافظ
 بکوش و حاصلِ عمرِ عزیز را درِ یاب اٹھ اور حاصلِ عمرِ عزیز کر درِ یاب



صبح دولت مید کو جام ہیموں آفتاب
 صبح دولت میں کہاں ہے جام، مثل آفتاب
 فرصتے زیں بہ کہا باشد بد جام شراب
 بہترین فرصت ہے ساقی دے مجھے جام شراب
 خانہ بے تشویش ساقی یار و مطرب ہذکہ گو
 خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب ہذکہ گو
 موسم عیش مست و دورِ ساعز و عہدِ شباب
 موسم آرام و دورِ ساعز و عہدِ شباب
 شاہد ساقی بدست افشان و مطرب چاکوب
 ساقی و معشوق مجو ناز، مطرب رقص میں
 غمزہ ساقی زہ چشم مے پرستاں برہ خواب
 چشم رنداں سے اڑایا غمزہ ساقی نے خواب
 خلوتِ خاص و جاگن و زہمت گاہ انس
 خلوتِ محبوب، جائے امن و زہمت گاہ انس
 ایں کہ می بینم بیدار است یارب یا بخواب
 جو نظر آتا ہے یارب، یہ حقیقت ہے کہ خواب
 از خیالِ لطفِ مے مشاطہ چالاک طبع
 دیکھ کر گلفامے، مشاطہ چالاک طبع
 در ضمیرِ برگ گل خوش میکند پناہاں گلاب
 بھر رہی ہے عارضِ محبوب میں رنگِ گلاب
 از پے قفرِ بیخ طبع و زورِ حسن و طرب
 دل نوازی کے لیے، حسن و طرب کے واسطے
 خوش بود ترکیبِ زیں جام بالعلِ مذاب
 خوب ترکیبِ زیں جام بالعلِ مذاب
 جائے امن و یار ساقی و حریفان یکجہت
 محفلِ عیش و طرب میں دیکھ لے ساقی! تری
 کردہ چشمِ مست ساقی مے پرستاں! اُخر لب
 مست آنکھوں نے کیا ہے مے پرستوں کو خراب
 ناشد آن مہِ مشتری دُرِ مے حافظ را بگوش
 جبکہ ہیں حافظ کے دُرِ مشتری کے کان میں
 می سدہم بگوش زہرِ گلاباںک باب
 پڑ رہی ہے گوش میں زہرہ کے گلاباںک باب

آں سید چر وہ کہ شیرینی عالم با دوست وہ ملاحیت کہ ہے شیرینی عالم اُس پاس
 چشم میگوں لب خندان دل خرم با دوست چشم مے گوں لب خنداں دل خرم اُس پاس
 گر چہ شیریں بہناں پادشہاں بند و لے یوں تو ہیں شیریں دہن بادشہ حسن بہت
 آں سلیمان زمان ست کہ خاتم با دوست وہ سلیمان زمان ہے کہ ہے خاتم اُس پاس
 روئے خوبست و کمال بہرودا من پاک روئے زیبا و کمال بہرودا من پاک
 لاجرم بہت پاکانِ دو عالم با دوست ہے دعائے دل پاکانِ دو عالم اُس پاس
 خال مشکیں کہ بر آں عارض گندم گونست خال مشکیں جو ہے عارض گندم گوں پر
 ستر آں دانہ کہ شد رهن آدم با دوست راز دانہ ہے جو تھار رهن آدم اُس پاس
 دلبرم عزیزم سفر کرد خدا را یاراں کر لب عزیزم سفر یارنے، سوچو یارو !
 چہ کغم بادل مجروح کہ مریم با دوست دل ہے مجروح مرا اور ہے مریم اُس پاس
 با کہ ایں نکتہ توان گفت کہ آن نگین دل کیا قیامت ہے خدایا کہ مجھے منتل کیا
 کشت مارا و دم عیسیٰ مریم با دوست اور ہے موجود دم عیسیٰ مریم اُس پاس
 حافظ از معتقہ انت گرامی داکش ترے سب معتقہوں میں ہے معزز حافظ
 زاکہ بخشایش بس روح مکرم با دوست کہ ہے بخشایش بس روح مکرم اُس پاس



اے پیکِ نامور کہ رسید از دیارِ دوست لایا جو ناز سے ہے سفیرِ دیارِ دوست
 آدر دحرزِ جاں از خطِ مشکبارِ دوست تعویذِ شوق ہے کہ خطِ مشکبارِ دوست
 خوش میدہ نشانِ جلال و جمالِ یار اچھا دیا نشانِ حلال و جمالِ یار
 خوش می کند حکایتِ عز و وقارِ دوست خوش کر گئی حکایتِ عز و وقارِ دوست
 جہاں دادش بمرزہ و خجست ہی برم جاں دے کے شرمسار ہوں اے پیکِ خوش خبر
 زیں نقدِ کم عیار کہ کردم شارِ دوست کیا بچے شے تھی میں نے جو کی ہے شارِ دوست
 سیرِ سپہر و دورِ قمرِ راچہ اختیار سیرِ سپہر و گردش مہرب مزاجِ یار
 در گردشِ اندرِ حسبِ اختیارِ دوست یہ گردشِ مدام ہے سب اختیارِ دوست
 شکرِ خدا کہ از مدِ بختِ کار ساز شکرِ خدا کہ طالعِ روشن کے فیض سے
 بر حسبِ بدعات ہمہ کار و بارِ دوست حسبِ توقعات ہیں سب کار و بارِ دوست
 گر بادِ فتنہ ہر دو جہاں را بہم زند دونوں جہاں رہیں نہ رہیں ساتھ پر رہیں
 ماؤ چراغِ چشمِ ورہ انتظارِ دوست میرا چراغِ چشمِ ورہ انتظارِ دوست
 کل الجواہرے بن آئے نسیمِ صبح اس کو بناؤں آنکھ کا سرمہ نسیمِ صبح
 ز اں خاکِ نیک بخت کہ شد بگذرِ دوست دیوے جو خاکِ پاک تجھے رہ گزارِ دوست
 مائیم و آستانہ عشق و سرمیاز ہم اور تمہارے در پہ ہمارا سرمیاز
 تا خوابِ غمش کرا بر اندر کنارِ دوست دیکھیں یہ خوابِ خوش کیے بخشے کنارِ دوست
 دشمن بقصدِ حافظ اگر دمِ زندہ پاک دشمن اگر ہے در پئے جاں کوئی عزم نہیں
 منتِ خدائے را کہ نیم شرمسارِ دوست حافظِ خدا کا شکر نہیں شرمسارِ دوست

اگرچہ بادہ فرح بخش دباؤ گلِ بیزست اگرچہ بادہ فرح بخش ہے ہوا گلِ بیز
 بیانگِ چنگِ مخورے کہ محتسبِ تیزست بیانگِ چنگِ نہ پنا کہ محتسب ہے تیز
 صراحیِ حریفِ گرت بدستِ افستہ اگر صراحیِ و شاہدِ ہمتیں بہم ہو جائیں
 بعقلِ کوشِ کہ آیامِ فتنہ انگیزست نہ بھولست کہ زمانہ بہت ہے فتنہ خیز
 در آستیں مرقعِ پیالہ نہاں کن چھپاؤ ساعزے آستینِ خرمستہ میں
 کہ ہچو چشمِ صراحیِ زمانہِ خوریزست کہ مثلِ چشمِ صراحیِ زمانہ ہے خوریز
 ز رنگِ بادہ بشوید خرقہ با از اشک ہے رنگِ بادہ جو خرقے پہ اشک سے دھولو
 کہ موسمِ درخ و روزگارِ پرہیزست کہ دورِ زہد ہے آیا ہے موسمِ پرہیز
 مجوی عیشِ خوش از دورِ واژگونِ سپہر نہ لے گا عیش و طرب دورِ واژگونِ فلک
 کہ صاف ایں سرختمِ جملہ نردی آمیزست کہ صاف مئے سرختم بھی ہے جملہ درد آمیز
 پہر بر شدہ پرویز نیست خوںِ افشاں ہے آسمان کی غزالِ خوںِ افشاں ایسی
 کہ قطرہ اش سر کسریٰ تاجِ پرویزست ہے قطرہ قطرہ سر کسریٰ تاجِ پرویز
 ہر آنچہ میر سدا ز نورِ فیضِ سبحانی بہ نورِ فضلِ الہی بہ فیضِ سبحانی
 نصیبِ دلِ شخصے کہ شبِ سحر خیزست ہے روشنیِ دلِ بندگاں سحر آمیز
 عراق و پارس گزشتی بشرِ خود حافظ ہے دھومِ آپکی حافظِ عراق و پارس میں
 بیا کہ نوبتِ بغداد و وقتِ تبریزست سواب ہے نوبتِ بغداد و موقعِ تبریز



لے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست لے نسیم سحر آرامگہ یار کہاں
منزل آں بہ عاشق کش عیار کجاست منزل مہروش عاشق کش عیار کہاں
شب تارست فرہ وادی ایمن در پیش رات تاریک ہے اور وادی ایمن در پیش
آتش طور کجا وعدہ دیدار کجاست آتش طور کہاں وعدہ دیدار کہاں
ہر کہ آمد بجاں نقش خرابی دارد اس خرابات میں جو آئے خرابی لائے
در خرابات پیر سید کہ ہشیار کجاست میکدے میں یہ نہ پوچھو کہ بے ہشیار کہاں
آئینہ اہل بشارت کہ اشارت داند ہے وہی اہل بشارت جو اشارہ سمجھے
نکتہ ہامست بے محرم اسرار کجاست یوں تو نہکتے ہیں بہت مجرم اسرار کہاں
ہر سیر مومے مرابا تو ہزاراں کجاست روگنار و نگاہاں سے ہے مری بندش عشق
ما کجا نیم نصیحت گر بیکار کجاست جانے یہ بات نصیحت گر بیکار کہاں
عاشق خستہ ز در دہم ہجر تو بسوخت سوختہ عاشق خستہ ہوا فرقت میں تری
خود پر سی تو کہ اس عاشق غمخوار کجاست تو نے پوچھا بھی نہیں ہے میرا غمخوار کہاں
بادہ و مطرب گل جملہ مہتیاست و لے بادہ و مطرب و گل سب ہیں مہتیا سکن
عیش بے دوست شیر نشو د یار کجاست چین دل کو نہیں حاصل ہے کہ ہے یار کہاں
عقل دیوانہ شد آں سلسلہ مشکیں کو عقل دیوانی ہوئی نہانہ حواسے گیسو سے
دل نہا گوشہ گرفت ابروئے دلدار کجاست دل گیا ہاتھ سے ہے ابروئے دلدار کہاں

دلم از صومعه و صحبتِ شیخِ ست طول واعظ و شیخ کی صحبت میں لگے دل نہ مرا
 یارِ ترا بچہ کو خانہٴ خمار کہا ست کیا ہوا مُغ بچہ ہے خانہٴ خمار کہاں
 باز پُر سید ز گیسوئے شکن پر شکنش حلقہ در حلقہ ترے گیسو سے پوچھے کوئی
 کیں دلِ عنزہٴ اش گشتہ گرفتار کہا ست ہے دلِ عنزہٴ زلفوں کا گرفتار کہاں
 حافظ از بادِ خزاں در چین دہر مرنج چین دہر میں حافظ نہ خزاں کا غم کر
 فکرِ معقول بفرما گل بے خار کہا ست فکرِ معقول ہے لازم گل بے خار کہاں



امروز شاہِ انجمنِ دلبراں یکیت عالم میں بڑھ کے سب سے ہی دلتا ہے ایک
دلبر اگر ہزار بود دلبر آں یکیت دلبر تو ہیں ہزار شہِ دلبراں ہے ایک
من بہر آں یکے دل و دین دادہ امبیا قربان اُس پہ کر دیے سب جان و دین و دل
عیم ممکن کہ حاصل ہر دو جہاں یکیت یہ جان کر وہ حاصل ہر دو جہاں ہے ایک
سودا سیاں عالمِ پندار را بگوئی سودا سیاں عالمِ پندار سے کہو
سرمایہ گم کینہ کہ سود و زیاں یکیت سرمایہ گم کروا غم سود و زیاں ہے ایک
خلقے زباں بدعوئے عشقش کشادہ اند دعوئے تو سب زبان سے کرتے ہیں عشق کے
اے من غلامِ آنکہ دلش بازباں یکیت میں ہوں کہ میرا گفتہ قلب و زباں ہے ایک
حافظ بر آستانہ دولت نہادہ سر حافظ رکھا آستانہ دولت پہ اپنا سر
دولتِ در آں سرست کہ با آستان یکیت دولت یہ ہے کہ روح سرو آستان ہے ایک

بیا کہ قصر اہل سخت سست بنیادست ضعیف قصر تنہا کی ہے بہت بنیاد
 بیاد بادہ کہ بنیاد عمر بربادست پلاؤ بادہ کہ بنیاد عمر ہے برباد
 غلام ہست آتم کہ زیر چرخ کبود غلام رحمت سبحاں بنو کہ گربندہ
 زہر چہ رنگِ تلقین پذیرد آزادست اسیر بندِ تلقین بنے تو ہے آزاد
 نصیحتے کنت یاد گیر در عمل آر ہے تم کو گوش نصیحت تو بات میری سنو
 کہ ایں حدیث ز پیر طریقت یادست کہ پند پیر طریقت مجھے ہے اب تک یاد
 مجو درستی عہد از جہان سست نہاد نہ دھونڈو نیک نہادی جہان باطل میں
 کہ ایں عجوزہ عروس ہزار دامادست کہ اس عجوزہ کے شوہر ہزار ہیں برباد
 چہ گویت کہ بیخانہ دوش مست خراب خراب دست مجھے میکدے میں دیکھ کے گل
 سر دوش عالم شہیم چہ مشردہ ہادادست سر دوش غیبی ہے یہ کہہ کے کر دیا دل شاد
 کہ اے بلند نظر شاہ باز سدرہ نشین کہ اے بلند نظر شاہ باز سدرہ نشین
 نشین تو نہ ایں کنجِ محنت آبادست نہیں ہے گوشہ راحت تیرا محن آباد
 تراز کنگرہ عرش میزنند صغیر تجھے تو کنگرہ عرش دیتے ہیں آواز
 ندانمت کہ دریں دام کہ چہ افتادست مہلا عزیز تجھے کیوں ہے دام پر افتاد
 غم جہاں مخور و پند من سب از یاد غم جہاں نہ کرو بات کچھ سنو میری
 کہ ایں لطیفہ نغمہ زہر دے یادست کہ ایک صوفی کی باتیں ہیں خوب مجھ کو یاد



رضا بدادہ بدہ وز جبیں گرہ بکشاں
کہ برمن و تو در اختیار نکشادست
رضائے رب پر پور نھی، شکمن جبیں پہ نہ ڈال
نہ ہو گا ہم پہ کبھی باب اختیار کشاد
نشانِ مہر و وفا نیست در تبسم گل
بنالِ بلبِلِ مسکین کہ جائے فریادست
ہیں تبسم گل میں کوئی نشانِ وفا
بجا ہے بلبِلِ مسکین اگر کرے فریاد
صدچہ می بری لے ست نظم بر حافظ
قبولِ خاطر و لطفِ سخن خدا دادست
یہ ست نظمِ خدا کیوں کہے ہیں حافظ سے
کہ شہرت اور یہ لطفِ سخن خدا کی ہے داد

بناں کجبل اگر ہانت سہریار است کر ایک شور تو بیل جو ہم سے ہے یاری
 کہ مادو عاشق زاریم و کار مازار است کہ ہم ہیں عاشق زار، اپنا کام ہے زاری
 وراں چین کہ نیسے وز زر طرہ دوست نسیم زلف اگر گلستاں کو مہکا دے
 چہ چائے دم زدن نافہائے تآری است تو کیا مجال رکھیں نافہائے تآری
 بیاد بادہ کہ رنگیں کینم جامہ دلق شراب لا کہ کریں سرخ اپنا جامہ دلق
 کہ مست جام عز و یم و نام ہشیار است کہ نشہ اپنا تکبر ہے نام ہشیاری
 نہ بستہ اندر تو بہ حالیا بر خیز نہیں ہے تو بہ کا در بند، عاشق خور سہ
 کہ تو بہ وقت گل از عاشقی زیر کار است بھری بہار میں تو بہ نہیں ہے ہشیاری
 سحر کرشمہ وصلش بخواب میدیم کرشمہ وصل کا اگر خواب میں نظر آئے
 نہ ہے مراتب خوابے کہ بہ زبیدار است کھٹلے نہ آنکھ بکھی، ہو کبھی نہ بیداری
 خیال زلف تو پختن نہ کار خالان است نہ خام کاروں کے بس کی ہے بندش کا کل
 کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیار است ہے دام زلف میں آنا طریق عیاری
 لطیفہ ایست نہانی کہ عشق ازو خیزد لطیفہ اور ہے ہوتا ہے جس سے پیدا عشق
 کہ نام آں نہ لب لعل خط زنگار است نہ نام لعل لب اس کا نہ خط زنگاری
 جمال شفق چشم شرف عارض خال یہ صرف زلف کن عارض کن لب کی بات نہیں
 ہزار نکتہ دریں کار بار دلدار است چلے ہزار طرح کار و بار دلداری



با آستان تو مشکل توں رسید آڑے لگانا سر ترے در پر ہر اک کا کام نہیں
عروج بر فلکِ سروردی بد شوارِ یست کہ ملتی سروردی سر کو ہے یہ بہ دشواری
روندگانِ طریقت بہ نیم جو بخشند قبائے اطلسِ زرین بے ہنر کی کوئی
قبائے اطلسِ آنکس کہ از ہنرِ عاریست کرے نہ مردِ طریقت کبھی خسریاری
دش بہ نالہ میاںِ رد و ختم کن حافظ فغاں سے کر نہ تو آرزوہ دل کو اے حافظ
کہ رستگاری جاوید در کم آزارِ یست ہے رستگاری دائم دروں کم آزاری

برو بکار خود اے واعظ! بیچہ فریادِ سرت لگ اپنی راہ تو واعظ کرے ہے کیوں فریاد
 مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتادِ سرت ہے دل فتادہ سرا، تجھ پہ کیا پڑی افتاد
 بکام تازسانہ مرا البش چوں نامے ملیں نہ نے کی طرح جب تلک لبوں سے وہ لب
 نصیحت ہمہ عالم بگوش من بادِ سرت جہان بھر کی نصیحت ہے بادِ بے بنیاد
 میان او کہ خدا آفریدہ است از نیچ وہ تیری پستلی مگر جو کہ بنے نہیں بھی ہے
 دقیقہ ایست کہ بیچ آفریدہ نکشادِ سرت دقیقہ ہے کہ جو ہوتا نہیں کسی سے کشاد
 گدائے کوئے تو از ہشت خلہ مستغنی مت فقیر کو چہ ترا بے نیازِ خسلہ بریں
 اسیر بندہ تو از ہر دو عالم آزادِ سرت اسیر بندہ ترا دو جہاں میں ہے آزاد
 اگر چہستی عشقم خراب کرد و لے اگر چہستی الفت خراب کرتی ہے
 اساس ہستی من نہیں خراب آبادِ سرت اسی خرابی سے ہوتے ہیں جان و دل آباد
 دلائل زبیدادِ جورِ یار کہ یار نہیں شکایتِ جور و عتاب کر لے دل
 ترا نصیب ہیں کردہ است ایں دامت نصیب میں ترے لکھتی ہے یار کی بیداد
 فریبِ عشوہ حسن از جہانِ پیر مخور فریبِ عشوہ حسن جہانِ پیر نہ کھا
 کہ ہر کہ کرد بونے اختلاط ناشادِ سرت کہ اس سے جس نے کیا اختلاط ہے ناشاد
 برو طاعتِ دُرُدی کشاں ممکنِ ناصح نہ کر طاعتِ دُرُدی کشاں تو اے تاصح!
 کہ رزق و قسمتِ رزاقِ ماہیں دامت یہی ہے رزقِ ہمارا، یہی خدا کی داد
 برو فسانہ مخوان و فصولِ مد م حافظ نہ کر فصول و فسانہ کی بات اے حافظ
 کزین فسانہ و فصولِ مرا بے یادِ سرت کہ ہیں فسانہ و فصول ہزار مجھ کو یاد



بلے مہر دخت روز مرا نور نمازہ است بلے چہرہ ترے دن میں مرے نور نہیں ہے
 وز عمر مرا جز شب بیکور نمازہ است اور عمر مری جز شب دیکور نہیں ہے
 ہنگام و دایع تو ز بس گریہ کہ کردم میں تجھ سے پکھڑتے ہوئے رویا ہوں کچھ اتنا
 دور از رخ تو چشم مرا نور نمازہ است آنکھوں میں مری تو جو نہیں نور نہیں ہے
 من بعد چہ سودا رفتے رنجہ کند دست اب کیسے کریں ہم دم عیسیٰ کی تمنا
 کہ جاں مقہ در تن رنجور نمازہ است جینے کے جو قابل تن رنجور نہیں ہے
 میرفت خیال تو ز چشم من دیگذاشت چھوڑ آٹکھ ترا دھیان گیا مجھ سے یہ کہہ کر
 بیہات ازیں گوشہ کہ معبود نمازہ است صد حیف وہ گوشہ کہ جو معبود نہیں ہے
 نزدیک آں دم کہ قیاس ہو گویند آپہنچا ہے وہ وقت کہیں غیر یہ تجھ سے
 دور از درت آں خستہ رنجور نمازہ است در سے ترے کچھ دور یہ رنجور نہیں ہے
 از تلخی ہجران تو ز بس گردش بلے مہر ہے تلخی حشران اثر گردش بلے مہر
 سوزم من ازیں غصہ کہ مستور نمازہ است جلتا ہوں کہ یہ راز بھی مستور نہیں ہے
 وصل تو اہل راز سرم دور ہی داشت پیکان اجل دور رہا قریب سے ترے
 از دولت ہجر تو کون دور نمازہ است جب سے تو ہوا دور یہ کچھ دور نہیں ہے
 صبر است مرا چارہ ز ہجران تو لیکن ہے صبر ہی اک چارہ ترے ہجر کا لیکن
 چوں صبر تو اں کرد کہ مقدور نمازہ است کیا صبر کروں جبکہ یہ مقدور نہیں ہے

دہ بھر تو گرچشم مرا آبِ نمادہ است پانی رہا رونے کو نہ گرا آنکھ میں مِی سِری
گو خونِ جگر ریز کہ معذورِ نمادہ است جب تک ہے لہو دل میں وہ معذور نہیں ہے

حافظ زعم از گریہِ پرداختِ بخت بندہ روتا ہے سرا دل جو عظیمِ عشق میں حافظ
ماتم زدہ را داعیہٴ سُورِ نمادہ است دم بھر کی خوشی بھی اُسے معذور نہیں ہے



جز آستان تو ام در جہاں پناہ نیست
 سہرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست
 سوائے اس کے کوئی بھی حوالہ گاہ نہیں
 مہارے در کے سوا اور کوئی پناہ نہیں
 عدو چو تیغ کشد من سپر پسند از م
 کہ تیر ما بجز از نالہ و آہے نیست
 کہ تیر اس کے تیش جز فغان و آہ نہیں
 عدو جو عاشق خستہ پہ کھینچے تیغ، کہو
 چراز کوئے خرابات روی بر تا م
 کزیں بہم بجاں پیچ رسم در بجہ نیست
 منہ اپنا کوئے خرابات سے میں کیوں پھڑیں
 زمانہ گزیرند آتش بخشن عمر
 بگو بسوز کہ بر من برگ کا ہے نیست
 زمانہ گر تو جلاتا ہے سیکہ خرمن کو
 غلام زرگس جھاکش آں سہی سر و م
 کہ از شرابِ ضرورتش بکس نگاہے نیست
 غلام شوخی چشم سہی خداں ہوں میں
 مہاش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن
 کہ در شریعت ما غیر ازیں گناہے نیست
 مہاش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن
 عنای کشیدہ روئے بادشاہ کشورِ حسن
 کہ نیست بر سرِ راہے کہ داد خواہے نیست
 عنای کشیدہ روئے بادشاہ کشورِ حسن
 عتاب جو کشادہ است بال در ہمہ شہر
 کہان گوشہ نشینی و تیرا ہے نیست
 عتاب جو نے کھولے ہیں بال و پر سیکن
 کہان گوشہ نشیناں میں تیرا آہ نہیں

چنیں کہ در ہمہ سودا ہم راہ می بینم ہیں راہ عشق میں سودا ہم ہر طرف سو مجھے
 بہ از حمایت زلف تو ام پہلے ہی نیت سوائے حلقہ کیسو کوئی پستہ نہیں
 خزیئہ دل حافظ زلف و خال مدہ خزیئہ دل حافظ زلف و خال نہ دے
 کہ کار ہائے چنیں حد ہر سیل ہے نیت کہ لٹنے کام کی تو ہر شے سیاہ نہیں



حاصل کار گہ کون و مکاں میں ہم نہایت حاصل کار گہ کون و مکاں کچھ بھی نہیں
 بادہ پیش آر کہ اسباب چہاں میں ہم نہایت پی کے ہو مست کہ اسباب چہاں کچھ بھی نہیں
 از دل و جاں شرف صحبت جانان غرض مست ہے دل و جاں سے ہیں صحبت جانان کی طلب
 ہر آنست مگر نہ دل و جاں میں ہم نہایت کہ بدن وصل ہمارے دل و جاں کچھ بھی نہیں
 منت سدا و طوبی از پئے سایہ مکش سایہ سدا و طوبی نہ ملے تو کیا ہے
 کہ چو خوش بگری اے سرورہاں میں ہم نہایت ترے آگے یہ شجر سرورہاں کچھ بھی نہیں
 دولت آنست کہ بخون دل آید بکنار وہی دولت ہے جو بے خون جگر ہاتھ آئے
 ورنہ با بھی عمل بلخ جناس میں ہم نہایت گر وہ محنت سے ملے بارخ جناس کچھ بھی نہیں
 پنج روزے کہ دریں مرحلہ مہلت داری یک زماں گر ملے مہلت تو غنیمت جا تو
 خوش یاسانی زمانے کہ زماں میں ہم نہایت کہ کشاکش کے سوا کار زماں کچھ بھی نہیں
 بر لب بحر فنا منتظریم اے ساقی بر لب بحر فنا بیٹھے ہیں ہم اے ساقی
 فرصتے داں کہ زلب تابدہاں میں ہم نہایت لے کے مے آ کر رہا وقت یہاں کچھ بھی نہیں
 ز اہدایمن مشواذ بانے عزت ز نہار زہد و تقویٰ پہ نہ ہوا تاشا تو تازاں زاپہا
 کہ رو صومعہ تادیر مٹاں میں ہم نہایت کہ رو صومعہ تادیر مٹاں کچھ بھی نہیں
 درد مندی چو من سوختہ زار و زار ایسا بے بس ہے دل سوختہ زار مرا
 ظاہر حاجت تقریر مٹاں میں ہم نہایت کہ اسے حاجت تقریر مٹاں کچھ بھی نہیں

از تہنک ممکن اندیشہ و چوں گل خوش باش
 فکر رسوائی نہ کر، عیش سے روزِ گل کی طرح
 زانکہ تمکینِ جہانِ گذراں میں ہمہ نیست
 کہ یہ سب عزِ جہانِ گزراں کچھ بھی نہیں
 نامِ حافظِ رقم نیک پذیرفت و لے
 نامِ حافظ کو ملی ہے رستم نیک مگر
 پیشِ رنداں رقم سود و زیاں میں ہمہ نیست
 پیشِ رنداں رقم سود و زیاں کچھ بھی نہیں



خوشترز عیش صحبت باغ و بہار چیت سے کے بغیر بزم ہے کیا، تو بہار کیا
 ساقی کجاست گو سبب انتظار چیت ساقی کہاں ہے اور ہے یہ انتظار کیا
 معنی آب زندگی و روضہ ارم معنی آب زندگی و روضہ ارم
 جز طرف جو تبار وئے خوشگوار چیت جز طرف جو تبار وئے خوشگوار کیا
 ہر وقت خوش کہ دست بد مفتنم شمار تھوڑی بہت خوشی بھی زمانے میں ہے بہت
 کس او قوف نیست کہ انجام کار چیت جز رنج ورنہ عسر کا انجام کار کیا
 پیوند عمر بستہ بموئیت ہوش دار دام زماں سے پنج کے میں اُلجھا ہوں لختیاں
 غنوار خویشش باش غم روزگار چیت ہے تیرا غم تو مجھے کو غم روزگار کیا
 راز درون پردہ زندانست پریں راز درون پردہ تو مستوں سے پوچھے
 اے مدعی نزاع تو با پردہ دار چیت ہوش و خرد سے واسطہ پردہ دار کیا
 مستور و مست ہر دو چوازی یک قبیلہ اند درویش و رند اصل میں دونوں ہی ایک ہیں
 مادل بعشوہ کہ وہم اختیار چیت دل دے کے ان کے پاس رہا اختیار کیا
 سہو خطائے بندہ جو گیرندامت بار مکرو فریب دنیا میں ہیں کامیاب جب
 معنی عفو و رحمت پروردگار چیرت معنی عفو و رحمت پروردگار کیا
 زاہد شراب کوثر و حافظہ پیالہ خلعت کوثر کا خمر شیخ کو، حافظ کو جام سے
 تادریا نہ خواستہ کردگار چیت دونوں میں ہے پسند تجھے کردگار کیا

دل سراپردہ محبتِ دوست دل ہے آرام گاہِ الفتِ دوست
 دیدہ آئینہ دارِ طلعتِ دوست دیدہ آئینہ دارِ طلعتِ دوست
 منکھ سر در نیاورم بدو کون خسر و بخت یار و دارا شکوہ
 گردنم زیرِ بارِ منتِ دوست سب کے سب زیرِ بارِ منتِ دوست
 تو و طوبی و ما و قامتِ یار فکرِ ہر کس بہت در بہت ہے
 فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ دوست طوبی زاہد کو ہم کو قامتِ دوست
 دورِ محنوں گزشت و نوبتِ ملت میں بھی اک جانشینِ قیس کا ہوں
 ہر کسے پنج روزہ نوبتِ دوست یوں تو ملتی ہے سب کو الفتِ دوست
 من کہ با غم در آں حرم کہ صبا میں ہی کیا اس حرم میں یاں ہے صبا
 پردہ دارِ حریمِ حرمتِ دوست پردہ دارِ حریمِ حرمتِ دوست
 ملکِ عاشقی و گنجِ طرب دولتِ عاشقی و گنجِ طرب
 ہر چہ دارم زمینِ ہمتِ دوست جو بھی کچھ ہے وہ ہے بدولتِ دوست
 من و دل گرفتہ شویم چہ باک میں فنا ہو گیا تو کیا غم ہے
 غرض اندر میاں سلامتِ دوست کر خدایا مگر حفاظتِ دوست
 بے خیالِ سب بادِ منظرِ چشم منظرِ چشم اُس بغیر نہیں
 زانکہ ایں گوشہ خاصِ دولتِ دوست ہے یہی کُنچِ خاصِ دولتِ دوست



گر من آلودہ دامِ منم چہ عجب عیب دیتا ہے مجھ کو، لیکن ہے
ہمہ عالم گواہ عصمتِ دوست سارا عالم گواہ عصمتِ دوست
ہر گلِ نو کہ شد چمن آرائے ہر گلِ نو بہار رکھتا ہے
اثرِ رنگ و بو یِ صحبتِ دوست اثرِ رنگ و بو یِ صحبتِ دوست
فقرِ ظاہر میں کہ حافظِ را فقر و عزت میں بھی ہے حافظِ کا
سینہ گنجینہٴ محبتِ دوست سینہ گنجینہٴ محبتِ دوست

دیدی کہ یار جز مہر جو رو ستم نہ داشت
 بشکت عہد ما و از بیچ غم نہ داشت
 اُس سنگ دل کا کام سوائے ستم نہیں
 وعدے کو توڑنے میں کسی سے بھی کم نہیں
 یارب مگیرش ارچہ دل چوں کبوترم
 افگند کشت حرمت صیدِ حرم نہ داشت
 زخمی کیا ہے کیسا کبوترِ سمجھ کے دل
 اُس کو ذرا بھی حرمتِ صیدِ حرم نہیں
 برسن جفا ز بخت بد آمد و گر نہ یار
 حاشا کہ رسمِ جو رو طریقِ ستم نہ داشت
 قسمت میں ہیں ہماری جفائیں و گزندہ
 رکھتا رسومِ جو رو طریقِ ستم نہیں
 دل میں ہمہ جفا کہ بخواری کشید از
 ہر جا کہ رفت بچپکسش محترم نہ داشت
 ساقی بیار بادہ و با سَدّعی بگو
 انکارِ ناممکن کہ چنیں جامِ جم نہ داشت
 ہر ر ہرے کہ رہ بھریم در شس نبرد
 مسکین بُرید وادی ورہ در حرم نہ داشت
 خوش وقت رنڈست کہ دنیا و آخرت
 برباد و از بیچ غم از پیش و کم نہ داشت
 خوش وقت ہے وہ رنڈھے دو جہان میں
 بربادیاں قبولِ غمِ بیش و کم نہیں
 حافظ ترے بیاں کی فصاحت کو دیکھ کر
 ہوتا ہے دشمنوں کو ترے رشک کم نہیں
 نہ ہمیش مہر بنود و خبر نیز ہم نہ داشت
 نہ ہمیش مہر بنود و خبر نیز ہم نہ داشت



روضہ خلدِ بریں خلوتِ درویشاں ہے	روضہ خلدِ بریں خلوتِ درویشاں ست
مایہ محنتِ خدمتِ درویشاں ہے	مایہ محنتِ خدمتِ درویشاں ست
یوں تو ہیں گوشہ نشینی میں طلسمات بہت	کنج عزالت کہ طلسماتِ عجائبِ ارد
معجزہ اُس کو جسے ہمتِ درویشاں ہے	فتح آں در نظر ہمتِ درویشاں ست
قصرِ فردوس کہ رضوان ہے دریاں جس کا	قصرِ فردوس کہ جنوائش بدر بانی رفت
منظرِ یک چمنِ نزہتِ درویشاں ہے	منظرِ لے از چمنِ نزہتِ درویشاں ست
ایک پر تو سے نہیں جن کے سیدہ دل زریں	آپنچہ زر میشود از پر تو آں قلبِ سیاہ
کیسا ان کے لئے صحبتِ درویشاں ہے	کیسائیست کہ در صحبتِ درویشاں ست
جھکے پاؤں پہ رکھے تاجِ تکبرِ سورج	واںکد پیشش بہد تاجِ تکبرِ خورشید
جب اُسے آئے نظرِ حشمتِ درویشاں ہے	کبر یائست کہ در حشمتِ درویشاں ست
دولت ایسا نہ ہو آسیبِ متنزل جس کو	دولتے را کہ نباشد علمِ آسیبِ نوال
ہے اگر کوئی تو وہ دولتِ درویشاں ہے	بے تکلف بشنو دولتِ درویشاں ست
خسرواں قبلہ حاجاتِ زمانہ جو ہیں	خسرواں قبلہ حاجاتِ جہانند وے
ان کو بھی بندگیِ حضرتِ درویشاں ہے	سبیش بندگیِ حضرتِ درویشاں ست
خو بروئی، کریں شاہانِ جہاں کی طلب	رُشے مقصود کہ شاہانِ جہاں می طلبند
پر تو آئیستہ طلعتِ درویشاں ہے	منظرش آئیستہ طلعتِ درویشاں ست

اسے تو نگر مفروش ایل ہمہ نخوت کہ ترا
 کہد و مغرور رئیسوں سے کہ ان کی ساری
 سر فری در کتب بہت درویشان ست
 شان و شوکت کی پنہ خلوت درویشان ہے
 گنج قاروں کہ فرد میر و داز قہر ہنوز
 گنج قاروں کہ تہ خاک ہوا جاتا ہے
 خواندہ باشی تو کہ از غیرت درویشان ست
 شرم کا اسکی سبب غیرت درویشان ہے
 بندہ آصف عہدیم کہ در سلطنتش
 بندہ عہد سلیمانی میں ہم اس میں حضور
 صورت خواجگی و سیرت درویشان ست
 صورت خواجگی و سیرت درویشان ہے
 اے دل در آب حیات ابدی می طلبی
 دل اگر چاہے بقا، دوا سے وہ آب خضر
 منبعش خاک در خلوت درویشان ست
 جس کا سر چشمہ در خلوت درویشان ہے
 از کراں تا کراں شکر ظلمت اگر
 لشکر ظلم ہے دنیا میں کراں تا کراں
 از ازل تا بہ ابد فرصت درویشان ست
 پر ازل تا بہ ابد فرصت درویشان ہے
 حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان ملک
 حافظ ابشر طرادب ہے کہ یہاں سلطان بھی
 حمد در بندگی حضرت درویشان ست
 دست بستہ بدر خلوت درویشان ہے



روزگار لیست کہ سولے بتاں میں من مست
 ایک مدت سے ہے سووائے بتاں میں بچے
 غمِ ایں کار نشاطِ دل غمگین من مست
 اور غمِ عشق نشا طِ دل غمگین مجھے
 دیدنِ روئے ترا دیدہ جہاں می باید
 چاہئے ہے ترے دیدار کو اک دیدہ جہاں
 دیں کہا مرتبہ چشم جہاں میں من مست
 پر نہیں مرتبہ چشم جہاں میں مجھے
 تمارا عشق تو تسلیم سخن گفتن کرد
 عشق نے جب کسے سخن گوئی مجھے کھنسی ہے
 خلقِ را اور دِ زباں مدحت و تحسین من مست
 سارا دیتا ہے جہاں مدحت و تحسین مجھے
 دولتِ فقر خدا یا بمن ارزانی دار
 دولتِ فقر کی یارب مجھے ارزانی ہو
 کیس کرامت سببِ حشمت و حکمیں من مست
 ہو فقری کے سببِ حشمت و حکمیں مجھے
 واعظِ شجہ شناس ایں عظمت کو مفروض
 دیکھ نفرت سے نہ واعظِ با کہ دیا ہے رب نے
 زانکہ منزل کہ سلطانِ اسکین من مست
 ایک منزل کہ سلطانِ دل اسکین مجھے
 رسمِ عاشق کشتی و شیوہ شہر آشوبی
 رسمِ عاشق کشتی اور شیوہ شہر آشوبی
 کارِ آں شوخ سیہ چرہ شیرین من مست
 لاکے دو وہ رُخ نمکین لبِ شیرین مجھے
 اذ کہ دریا گری آموخت خیال تو مگر
 ہجر کی رات میں گرتے ہے بارش کی طرح
 رہنمائش خدا ایں اشک چو پروین من مست
 وہ میرے اشک کے موتی جو ہیں پروین مجھے
 یارب ایں کعبہ مقصود زیارت کہ کیست
 یہ حرم کون سایہ کس کی زیارت کہ ہے
 کہ مخیلائِ طریقت گل و نسرين من مست
 جس کے ہیں خادِ مخیلاں گل و نسرين مجھے

یارِ ماباش کہ زیبِ فلک و زینتِ ردہا کرتے ہیں زیبِ فلک و زینتِ دنیا و دنوں
 از مہِ رشتے تو و زنا شک چو پروینِ بہشت رُخ جو ہستاب ترا، اشک جو پروینِ بجھے
 حافظ از حشمتِ پرویزِ دگر قصہِ مخواں چھوڑ یہ مدحتِ پرویزِ مٹا اے حافظ
 کہ لبش جرعه کش خسرو شیرینِ بہشت قصہِ نوش لبِ خسرو شیرینِ بجھے



روئے تو کس ندید و ہزارتِ رقیبِ بہت
در غنچہ ہنوز و صدمتِ عندلیبِ بہت
دیکھے بغیر بخت کو ہزاروں رقیب ہیں
غنچہ ابھی کھلا نہیں، صدمہ عندلیب میں
گر آمد بکوئے تو چندان غریب نیست
چوں من دریں یار ہزاراں غریب بہت
مجھ سایہاں پہ کوئی غریب الوطن نہیں
یوں تو ترے وطن میں ہزاروں غریب ہیں
ہر چند دورم از تو کہ دور از تو کس بہاد
لیکن امید وصل تو ام غم غریب بہت
فرقت میں روتے روتے قرار آ گیا مجھے
لگتا ہے ایسا وصل کے دن کچھ قریب ہیں
در عشقِ خانقاہ و خرابات شرط نیست
ہر جا کہ بہت پر تو روئے صیب بہت
کچھ شرط خانقاہ و خرابات کی نہیں
ہر سمت عکس لائے جمالِ صیب ہیں
آہنا کہ کارِ صومعہ را جلوہ میدہند
ناقوس و دیو را بہ نامِ صلیب بہت
ہر گاہ کار و بارِ عبادت میں جلوہ گر
ناقوس و دیو را بہ نامِ صلیب ہیں
عاشق کہ شد کہ یار بسمائش نظر نہ کرد
لے خواجہ درد نیست و گرنہ طیب بہت
کم یاب دردِ دل ہے بہت طیب ہیں
فریادِ حافظ ایں ہمہ آخر ہرزہ نیست
ہم قصہ غریبِ حدیثِ عجیب بہت
فریاد میں اثر نہ ہو کیوں حافظ کہ جب
تو نادرہ سخن، ترے قصے عجیب ہیں

رُواقِ منظرِ چشمِ من اشیاءِ تست مکان دیدہ ترا دل قیام خانہ ترا
 کرم نہاد فرو آ کہ خانہ خاؤ تست تو آنکھی تو کہ سونا ہے اشیاءِ ترا
 بلطفِ خالِ خطِ اذعارِ ماں بودی دل ہیں خال و غد سے تیرے صید عارفوں کے دل
 لطیفہ ہائے عجب نیرِ دام و دانہ تست کشش ہے دم میں تیرے لذیذ دانہ ترا
 دلت بوسیلِ گل اے بلبلِ چمن خوش باد چمن کا ساز ہے گلہنگ سے تری بلبل
 کہ در چمن ہمہ گلہنگ عاشقانہ تست گلوں کا رنگ ہے سب رنگِ عاشقانہ ترا
 علاجِ ضعفِ دل مالبسِ حواست کن علاجِ ضعفِ دل زار و لبوں میں ترے
 کہ آں مُنزعِ یا قوت در خزانہ تست ہے پر مفرحِ یا قوت سے خزانہ ترا
 بہ تنِ مقصوم از دولتِ ملازمت اگر چہ میں رہا محرومِ دولتِ خدمت
 ولے خلاصہ جاں خاکِ آستانہ تست بنا خلاصہ جاں لیکن آستانہ ترا
 چہ جائے من کہ بلرز د سپہر شعبہ باز میں کیا، لرزتا ہے یہ آسمانِ ساحر بھی
 ازیں حبیل کہ در انبانہ بُہانہ تست جو ماننے کو ہے تیرا ہر بہانہ ترا
 من آں نیم کہ دہم نقدِ دل بہ ہر شوخے میں وہ نہیں کہ ہر اک غور و کو دل دے یوں
 در خزانہ بمہر تو و نشانہ تست کہ مہر اس پر ہے تیری ہے یہ طزانہ ترا
 تو خود چہ یعنی اے شہوارِ شیریں کاد تو کیا بت ہے کہ اے شہوارِ شیریں لب
 کہ تو نے چو فلک رام تازیانہ تست جھکائے تو سنِ گردوں کو تازیانہ ترا
 سر و بجلست اکنوں فلک برقص آرد سر و بزم سے رقصاں ہوا فلک جب سے
 کہ شعرِ حافظِ شیریں سخن ترانہ تست ہے شعرِ حافظِ شیریں سخن ترانہ ترا



رسیدہ ام بھٹکے کہ لامکاں آنجاست مقام میرا ہے ایسا کہ لامکاں ہے یہاں
نہ نامِ روئے زمین و نہ آسماں آنجاست نہ نامِ روئے زمین اور نہ آسماں ہے یہاں
دو دیدہ باز ممکن درِ روشِ دلب مکشا نہ آنکھیں کھول نہ جنبش لبوں کوئے اس بجا
نہ تابِ دیدن و نہ طاقتِ بیاں آنجاست نہ تابِ دیدن نہ ہی طاقتِ بیاں ہے یہاں
یہ وادی کہ گزشتہ نہ چلے چون چراست یہ وادی اس میں نہیں کوئی چلے چون و چرا
نہ صورتِ ست نہ شکل و نہ جسم و جاں آنجاست نہ کوئی شکل نہ صورت نہ جسم و جاں ہے یہاں
چرا تو عاشقِ آں گل نمی شوی بلبل نہ کر تو الفتِ گل اس چمن میں اے بلبل
کہ نے بہارِ کند گاہ و نہ خزاں آنجاست نہ ہے یہاں پہ بہاراں نہ ہی خزاں ہے یہاں
و بالِ کشتنِ فریاد بر سرش ز آنت یہاں نہ ہر بھی فریاد اور دے جہاں بھی
کہ در مقامِ عشق نہ استخوان آنجاست یہ کیسا عشق کو درپیش استخوان ہے یہاں
خطاست کلمہٗ منصور در رد و حدت خطا ہے نعرہٗ منصور راہ وحدت میں
چہ گو نہ صوتِ لبِ جنبشِ زباں آنجاست صدائے لب نہ ہی جنبشِ زباں ہے یہاں
بگردِ خانہٗ محبوب خود مردِ حافظ نہ گردِ خانہٗ محبوب آیتِ حافظ
کہ نیم شب شد و بیدارِ پاسبان آنجاست کہ رہتا رات میں بیدارِ پاسبان ہے یہاں

زائد ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست
 در حقِ ما ہرچہ گوید جائے ہیج آگاہ نیست
 در طریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اورست
 در صراطِ المستقیم اے دل کے گمراہ نیست
 زاید ظاہر پرست احوال سے آگاہ نہیں
 جو بھی کہتا ہے کہے ہم کو ذرا اگر وہ نہیں
 صوفیوں کی راہ میں جو کچھ بھی آئے ٹھیک ہے
 ہے صراطِ المستقیم اس میں کوئی گمراہ نہیں
 تاجہ بازی رخ نماید بید قے خواہیم راند
 عرصہ شطرنج زنداں را مجالِ شاہ نیست
 یہ ہے کسی بے نیازی کیسا یہ انصاف ہے
 اس قدر زخم نہاں اور درد بے پردہ ہیں
 چیت اس صفتِ بلند سادہ بسیار نقش
 زیں محتایِ ہیج دانا در جہاں آگاہ نیست
 ہر کہ خواہد گو سیاؤ ہر کہ خواہد گو برو
 گیر و دار و حاجبے دریاں دریں گاہ نیست
 رہنا میں مغلانے کے در پر مخلصوں کا کام ہے
 خود فرو شوں کی یہ کوسے می فرو شاں رہے نہیں
 بندہ پیرِ مغان ہیں اُس کا دامن ہے کرم
 در نہ لطفِ شیخ و زائد گاہ ہے اور گمراہ نہیں



صاحبِ دیوانِ ماگو یا مٹی داند حساب صاحبِ دیوان کو کرنا نہیں آتا حساب
کاندریں ظفرِ نشانِ جسترِ اللہ نیست حکم میں اُس کے نشانِ جسترِ اللہ نہیں
ہرچہ بہت از قامتِ ناسازِ بے اندام مات اک خطائے قامتِ ناسازِ بے اندام ہے
در نہ تشریفِ تو بر بالائے کس کو تہ نیست ورنہ یہ خلعت کسی بھی جسم پر کوتاہ نہیں
حافظِ اربعہ در پیشینہ ز عالی ہمتی ست و جہِ عالی شان ہے حافظ کی عالی ہمتی
عاشقِ درد کی کش اندر بندِ مالِ جاہ نیست ورنہ تو درد کی کشوں کو بندشِ رتبہ نہیں

زگر یہ مردم چشم نشسته در خون مست
 تیرے فراق میں یہ چشم چشمنہ خوں ہے
 تبیں کہ در طلبت حال مرزاں چون مست
 تیری طلب میں ہوا حال عاشقاں یوں ہے
 بیا دل لب چشم مست میگوینت
 بیا دل لب و چشم مست بادہ گوں
 ز جام غم مے لعلی کہ میخورم خون مست
 ہے جام غم میں مے لعل نام یاخوں ہے
 زمشرق سر کوئی آفتاب طلعت تو
 جو نکلے کو چہ مشرق سے آفتاب ترا
 اگر طلوع کند طالعہ ہمایوں مست
 تو خوش نصیبی ہے یہ قسمت ہمایوں ہے
 حکایت لب شیریں کلام فریاد مست
 حکایت لب شیریں ہے گفتہ فریاد
 شکنج طنزہ سیلی مقام مجنون مست
 شکنج گیسوئے سیلی مقام مجنون ہے
 ولم بگو کہ قدرت پہچو سرود لجوی مست
 ہے سر و قامت دلبر مے سیدی دلیوی
 سخن بگو کہ کلامت لطیف موزون مست
 قرار دل بر کلام لطیف و موزوں ہے
 ز دور بادہ بجاں راجتے رساں ساقی
 عطا ہو راحت جہاں دور جام سے ساقی
 کہ رنج خاطر م از جور دور گردون مست
 کہ رنج دیت بہت جور دور گردوں ہے
 ازاں زماں کہ دوستم برفت یار عزیز
 گیا ہے چھوڑ کے یار عزیز جب سے ہمیں
 کنار دیدہ کن پہچور و جیون مست
 بہایا خون کے اشکوں سے رو د جیون ہے
 چگونہ شد و شود اندرون غمگینم
 دکھی بہت ہوں بھلا کس طرح سے میں غمگین
 باختیار کہ از اختیار بیستون مست
 کہ اختیار سے باہر یہ طبع مخدول ہے
 ز بخودی طلب یار میکند حافظ
 جو بخودی میں کرے یار کی طلب حافظ
 چو مٹھے کہ طلبگار گنج قارون مست
 فقیر ہے یہ طلب گار گنج قاروں ہے



زآں یار دلنواز م شکریت باشکایت اُس دلنواز کا ہے اک شکر باشکایت
گر نکتہ دلِ عشقی خوش بشنوائی حکایت اے نکتہ دانِ الفت سن یہ عجب حکایت
بہمزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردیم بے مزد ہم سے خدمت کرواے مجھ کو خدا یا
یار بے مباد کس را مخدوم بے عنایت ایسا نہ ہے کسی کو مخدوم بے عنایت
رندان تشنہ لب را آبے نیند ہد کس رندان تشنہ لب کو پانی ملے نہ اب یاں
گویا دلی شناساں رفتقداریں ولایت گویا دلی شناسوں نے چھوڑ دی ولایت
در زلفِ چوں کنش اے دل پیچ کا سجا اے دل کنزِ گیسویں پھنس نہ جاؤ تو
سرکارِ بریدہ یعنی بے جرم و بے جنایت کٹے ہیں سرواں پر بے جرم و بے جنایت
ایں راہ را نہایت صورت کجائیں بست ہیں منزلیں ہزاروں اک ابتدا میں جس کی
کش صد ہزار منزل پیش ست ہر ہدایت کیسے ملے کسی کو اس راہ کی نہایت
چشمِ بغیرہ مارا خون خوردنی پسندی آیا پسند تجھ کو مرگاں کا قتل کرنا
جاناں روانا شد خون ریز را حمایت جاناں روا نہیں ہے خون ریز کی حمایت
لے آفتابِ خواہاں میسوزد اندرونم دل جل رہا ہے جیسے دیکھی ہے تاب تیری
یک ساعتم بگنجاں در سایہ عنایت لے آفتابِ خواہاں کر سایہ عنایت
در ایں شبِ سیاہم گم گشتہ راہ مقصود تاریک رات میں میں بھٹکا ہوں راستے سے
از گوشہ بڑوں آئے کو کب ہدایت آبرج سے نکل کے اے کو کب ہدایت

ہر چند بروی آہم رواذرت فتاہم
 جو راز حبیب خوشتر کز مدعی رعایت
 اذہر طرف کہ رفتہ جزو حشتمین فرود
 زہار ازیں بیاباں ویں راہ بے نہایت
 عشق رسد بغیر یاد گر خود بسانِ حافظ
 قرآن ز بر سخن آن یا چارہ روایت
 بے آبرو کیلے جو حبیب لے کر
 بہتر عدو کی اُس سے پھر بھی نہیں عنایت
 دینی ہے ہر قدم پر وحشت سے بڑھ کے وحشت
 اس وحشتِ عاشقی کی ہر راہ بے نہایت
 معشوق دست بستہ آنے کا پاس تیرے
 قرآن جب پڑھے گا حافظ تو بار روایت



صحنِ بستاں ذوقِ بخش و صحبتِ یارِ خوش است
 بوستاں ہے ذوقِ بخش اور صحبتِ یارِاں ہے خوش
 دقتِ گلِ خوش بادِ کز مے دقتِ میخواراں خوش است
 خوش ہو دقتِ گل کہ تجھ مے دقتِ مے خواراں خوش
 از صبا ہر دم مشامِ جانِ ما خوش می شود
 دمِ ہم کیے مہکتے ہیں صبا سے جان و دل
 آئے آئے طیبِ انفاں ہو داراں خوش است
 کس قدر خوشبوئے انفاں ہو داراں ہے خوش
 تا کشد گل نقابِ آہنگِ رحلت ساز کرد
 گل نے بن چہرہ دکھائے قصدِ رحلت کر لیا
 نالہ کن بلبل کہ گلِ بانگِ دل انگارِ خوش است
 نالہ کر بلبل کہ گلِ بانگِ دل انگارِاں ہے خوش
 مرغِ شخوآں را بشارت بادِ کاندرا را و عشق
 مرغِ شبِ خواں کو بشارت ہو کہ را و عشق میں
 دوست را با نالہ شبائے بیداراں خوش است
 دوست کو یہ نالہ شبائے بیداراں ہے خوش
 گر چہ در بازارِ دہراز خوش دل جز نام نیست
 خوش دلی کہ ہے بہت دنیا میں لیکن شکر ہے
 شیوہ رندی و خوش باشی عیاراں خوش است
 شیوہ رندی و خوش باشی عیاراں ہے خوش
 از زبانِ سوسنِ ایں آوازہ ام آمد بگو شش
 آئی سوسن کی زباں سے کان میں میرے صدا
 کاندریں دیر کہن کا رہسبکباراں خوش است
 اس جہانِ پیر میں کا رہسبکباراں ہے خوش
 حافظِ ترکِ جہاں گفتنِ طریقِ خوشدلیست
 ترکِ دنیا کے بدوں حافظ نہیں طبعِ خوشی
 تانہ پنداری کہ احوالِ جہانداراں خوش است
 ہے غلط ہا کھل کہ احوالِ جہانداراں ہے خوش

صبا اگر گزرتے افتد بکشور دوست صبا اگر ہو ترا گر سمجھی بہ کشور دوست
 بیار نغمہ از گیسوئے معنبر دوست بکھیر دیچو وہ گیسوئے معنبر دوست
 بہان او کہ بشکرانہ جاں برافشاںم قسم ہے یار کی جاں کی کہ جان دیدوں گا
 اگر بسوئے من آری پیامے از بردوست میں اس پر مئے کے جو آئے پیام دلبر دوست
 وگر چنانچہ در آں حضرت نہ باشد بار رسانی گرنہ ہو در گاو یار میں تیری
 برائے دیدہ بیاور غبارے از در دوست برائے چشم اڑا لا تو خاک از در دوست
 من کہ او متائے وصل او بہیات اگر ہے دید کی امید اب تو بس یہ ہے
 مگر خواب ببنیم جمال و منظر دوست کہ دیکھوں خواب میں شاید جمال و منظر دوست
 دل صنوبریم ہچو بید لرزاں ست دل صنوبر عاشق ہے بید کی صورت
 ز حسرت قد و بالائے چوں صنوبر دوست لرزنا دیکھ کے ہے قامت صنوبر دوست
 اگرچہ دوست بہ چیزے نمی خرد مارا نہیں خرید تا دھیلے میں ہم کو وہ لیکن
 بعالے نفرو شیم موئے از سر دوست نہ بیچیں ہم کسی قیمت پر بھی موئے سر دوست
 چہ عذر باز مگ کوئے تو توانم خواست کریں گے عذر مگ کوئے یار سے ہم کیا
 اگر شبے بتوانیم بود بردر دوست اگر پہنچ بھی گئے ایک رات بردر دوست
 چہ باشد ار شود از قید غم دلش آزاد دل اس کا قید الم سے نہیں ہوا فارغ
 چہ عزت حافظ مسکین غلام چاکر دوست ہے گرچہ حافظ مسکین غلام و چاکر دوست



صوفی از پر توئے رازِ بہانی دانست صوفی از پر توئے رازِ بہانی جانے
گو ہر ہر کس ازیں لعل توانی دانست قدر ہر کس جو پیچے آگ سا پانی جانے
شرح مجموعہ گلِ مرغِ سحر داند و بس شرح مجموعہ گلِ مرغِ سحر سے پوچھو
کہ نہ ہر کو در حقے خواند و معانی دانست در حق گل کوئی بڑھ کے نہ معانی جانے
عرضہ کردم دو جہاں بردلِ کار افتادہ دولتِ ہر دو جہاں گر چہ ملی ہے دل کو
بہزار عشق تو باقی ہمہ فانی دانست تیری الفت کے سوا سب کو یہ فانی جانے
آں شد اکنوں کہ ز افواہِ عوام اندیشم پہلے ڈرتا تھا میں افواہ سے لیکن اب تو
محتسب نیز ازیں عیشِ بہانی دانست محتسب خود ہی مرا عیشِ بہانی جانے
دلبر آسائشِ ماصلحتِ وقت ندید اُس کو آرامِ ماصلحتِ محض نہ قبول
ورنہ از جانبِ مادلِ نگرانی دانست ورنہ وہ خوب مری دلِ نگرانی جانے
سنگِ گلِ راکند از یمنِ نظرِ لعلِ عشقین سنگِ در گل کو کرے یا قوتِ عشقِ سکی نظر
ہر کہ قدرِ نفسِ بادِ یمانی دانست جو بھی قدرِ نفسِ بادِ یمانی جانے
اے کہ از دفترِ عقلِ آیتِ عشقِ آموزی دفترِ عقل سے ملتی نہیں شرحِ الفت
ترسم این نکتہ بہ تحقیق ندانی دانست دلِ مشتاق ہی اک اُس کے معانی جانے
مے بیاور کہ نازد بہ گلِ بلخِ جہاں گل و گلزارِ جہاں پر نہ کرے ناز بھی
ہر کہ غارِ تگرِ بادِ خزانِ دانست جو بھی غارِ تگرِ بادِ خزانِ جانے
حافظِ ایں گو ہر منظوم کہ از طبعِ انگیخت نظم میں موتی پروتا ہے جو حافظِ ان کو
اثرِ تربیتِ آصفِ ثانی دانست اثرِ تربیتِ آصفِ ثانی جانے

صبح دولت طلوعِ طلعتِ دوست
 صبح دولت طلوعِ طلعتِ دوست
 شامِ ظلمتِ نشانِ ظلمتِ دوست
 شامِ ظلمتِ نشانِ ظلمتِ دوست
 مہر از خوانِ او نوالہ رساں
 مہر از خوانِ او نوالہ رساں
 ماہِ نو خیمِ ز بہرِ خدمتِ دوست
 ماہِ نو خیمِ ز بہرِ خدمتِ دوست
 از قدش پائے سدرِ ماندہ بہرِ گل
 از قدش پائے سدرِ ماندہ بہرِ گل
 لالہ را داغِ دل بفرقتِ دوست
 لالہ را داغِ دل بفرقتِ دوست
 رنگِ بوئے گل از زخمش بہرِ چمن
 رنگِ بوئے گل از زخمش بہرِ چمن
 نالہ بکبیل از محبتِ دوست
 نالہ بکبیل از محبتِ دوست
 سوسنِ وہ زباں خموش بہ باغ
 سوسنِ وہ زباں خموش بہ باغ
 لالِ ماندہ ز صنیعِ قدرتِ دوست
 لالِ ماندہ ز صنیعِ قدرتِ دوست
 فقر اگر رنجِ محنتِ ست آما
 فقر اگر رنجِ محنتِ ست آما
 گنجِ عزتِ بکجِ عزتِ دوست
 گنجِ عزتِ بکجِ عزتِ دوست
 بہ دوا جانبِ طبیبِ مرد
 بہ دوا جانبِ طبیبِ مرد
 صحتِ عاجل از طبابتِ دوست
 صحتِ عاجل از طبابتِ دوست
 در طریقِ سلوکِ سالکِ را
 در طریقِ سلوکِ سالکِ را
 ہرچہ پیش آید از ارادتِ دوست
 ہرچہ پیش آید از ارادتِ دوست
 قمری و عنزیب و حافظِ نیرت
 قمری و عنزیب و حافظِ نیرت
 ہمہ گویا بہ ذکرِ مدحتِ دوست
 ہمہ گویا بہ ذکرِ مدحتِ دوست



کنوں کہ در کفِ گل جامِ بادۂ صافِ ست
 بصد ہزار زباں بکلمش دراو صافِ ست
 بخواد دفتر اشعار و بصرِ اکبر کن
 چہ وقت مرے بحثِ کشف و کشفِ ست
 دیا ہے جھوم کے فتویٰ یہ آج مفتی نے
 نہیں شراب سے بہتر یہ دولتِ اوقافِ ست
 نہ در دو صاف کی ساقی سے کچھ شکایت کر
 وہ جو بھی جام میں ڈالے ہیں اُسکے عینِ لطافِ ست
 بہرِ خلق و زعنتا قیاسِ کارِ بیکر
 کہ صیتِ گوشہ نشیناں قاف تا قافِ ست
 حدیثِ بدعیان و خیالِ ہمکاراں
 جہاں حکایتِ زرد و زوریا بافِ ست
 یہ نکتہ ہائے زرد سرخ ہیں چھپا حافِ ست
 کہ ہیں فریبی و مکارِ شہر کے صرافِ ست

اعلیٰ سیراب بخوں تشنہ لب یارِ من مست تشنہ خوں جو ہوا غسل لب یارِ مرا
 ازپئے دیدنِ اودادنِ جاں کارِ من مست بچ کے اب کیسے رہے گایہ دل زارِ مرا
 شرم ز آں چشمِ سیر بادش و مژگانِ راز دیکھ مژگانِ دراز و نظرِ چشمِ سیاہ
 ہر کہ دل بردنِ اودید و انکارِ من مست کر سکے لٹنے سے دل کس طرح انکارِ مرا
 سارباں تخت بد و ازہ مبرک آں سرِ کوہ سارباں رک نہ یہاں چل سرِ کوہ لے کے مجھے
 شاہراہیت کہ منزل گہ دلدارِ من مست ہے وہاں کہتے ہیں کاشانہ دلدارِ مرا
 بندِ طالعِ خویشم کہ دریں قحطِ وفا خوش نصیبی کہ ہوا قحطِ وفاداری میں
 عشقِ آں لولی سرست خریدارِ من مست عشقِ معشوقہ سرست خریدارِ مرا
 جلبِ عطہ گل و نورج عبیر افشانش شیشہ عطہ گل و ظریف عبیر و سنبل
 فیضِ یک شمعِ زبوسے خوش عطارِ من مست سب کو دیتا ہے ہبک گیسوئے عطارِ مرا
 باعباں ہیمو نسیم ز درِ خویش سراں باغباں مجھ کو نہ کر صحبت گل سے قاصر
 کتب گلزار تو از اشکِ چو گلزارِ من مست کرتا رنگیں بے چمن دیدہ خونبارِ مرا
 شربتِ قندِ گلاب از لب یارِ من فرمود شربتِ قندِ لب یار کیا ہے تجویز
 ز گس او کہ طیبِ دل بیمارِ من مست آنکھ نے ہے جو طیبِ دل بیمارِ مرا
 آنکہ در طرزِ عزلِ نکتہ بہ حافظِ آموخت تجھ کو اندازِ عزل جس نے سکھایا حافظ
 یارِ شیریں سخنِ نادرہ گفتارِ من مست ہے وہ شیریں سخنِ نادرہ گفتارِ مرا



مرحباے نامہ برے لاکے اک پیغام دوست	مرحباے پیکِ مشاقاں ہڈ پیغام دوست
ناکرِ رغبت سے کریں ہم جاں فدائے نام دوست	ناکتم جاں از سرِ رغبت فدائے نام دوست
شائقِ شیدا بنائے مشیل بلبلِ میندیں	دار و شیدا است ایم، ہیمو بکبلِ در نفس
طبع کی طوطی کو شوقِ شکر و بادام دوست	طوطیِ طبعم ز شوقِ شکر و بادام دوست
خالی رخ دانہ ہو جب گیسوئے مشکیں دام ہو	زلفِ دام است خالِش دانہ آں دام و من
شوقِ دانہ سے گریں ہم کیوں نہ اندر دام دوست	بر امیدِ دانہ افتاد ام اندر دام دوست
صبحِ محشر تک اٹھائے سر نہ مستی سے کوئی	سر زستی بر نگیدو تا بہ صبحِ روزِ حشر
لہتہ میں روزِ ازل آجائے جکے جام دوست	ہر کہ چوں من رازل بکھرے خورد از جام دوست
شرحِ حالِ دل لکھی تو ہے مگر ڈھپے مجھے	من نوشتم نامہ از شرحِ حالِ خود و لے
بن نہ جائے درو سر میرا کہیں ابرام دوست	درو سر باشد نمودن بیش ازیں ابرام دوست
قصدِ اُس کا سوئے فرقت وصل چاہے دل میرا	میلِ من سو وصالِ قصدِ او سوئے فراق
ترکِ قصد میں مرے گویا ہے پنہاں کام دوست	ترکِ کام خود گرفتہ تا بر آید کام دوست
آنکھ میں اپنی لگاؤں اُس کو سرے کی طرح	گردہ دہستم کشتم در دیدِ ہیموں تو تیا
خاک رہ کر تے مشرف ہیں جسے اقدام دوست	خاکِ راجے کاں مشرف گرد از اقدام دوست
چارہ سوزِ عاشقی کا ہے نہیں حافظ کوئی	حافظِ اندر دروغم میوز و بادِ ماں ساز
درو بے درماں ہے میرا درو بے آرام دوست	زانکہ درماں نہ دارد درو بے درماں دوست

نمیدانم دلِ بلبل ز عشقِ رفته گل چون ست
 دلی در غنچه می بینم پیکانِ پناش در خون مست
 عجب باشد که بلبل را قرار و صبر کم گردد
 ریاضی را چو هر ساعت جمالِ حسن افزون ست
 نظر کن بر گلِ رعنا که شکلِ او چہ افتاده
 چہ صبرم بلبل شیدا اگر بیچاره مفتون ست
 چو از پرده بروی آمد گل آنگه بلبل مسکین
 اگر در پرده مینالد دلش از پرده بیرون ست
 اگر مستی کند بلبل دریں موسم روا باشد
 کہ بر ہر شاخ از گلبا ہزاراں جامِ میگون ست
 دریں موسم کہ بوئے عیش از عالم نمی آید
 تو خود دانی نگارینا کہ حالِ عاشقاں چون ست
 زمانِ عشرت و شادی کہ می جستی سبحان حافظ
 غنیمتِ اں کنوں عشرت کہ وقتِ عیش کنوں ست

کرے الفت میں گل کی نالہ بلبل استدر کیوں ہے
 کہ ہوتا اُس کے تیرا آہ سے غنچے کا دلِ خون ہے
 چمن میں جانِ بلبل کو قرار و صبر ہو کیسے
 گلوں کا جیکہ ہر ساعت جمالِ حسن افزوں ہے
 گلِ رعنا کے خدو خال کی زیبائی تو دیکھو
 خطا بلبل کی کیا اس میں اگر بیچارہ مفتون ہے
 وہ گل پر دے سے باہر آ گیا ہے بلبل مسکین
 درون پر دہ نالہ کش ہے دل پر دے سے بیرون
 اگر مستی کرے بلبل تو اس موسم میں ہے جائز
 بنا جیکہ گلتاؤں میں ہر گلِ جامِ میگوں ہے
 یہیں سے گزرتے عیش آئے موسمِ گل میں
 تیرے عاشق کا دل لے جاں بہت ہوتا درگوں ہے
 زمانِ عشرت و شادی کہ ہے زمانے میں
 غنیمت جانِ حافظ جو بھی دیتا دستِ گردوں ہے



غزلیات مافیہ شیراز

الغیاث اے مایہ جاں الغیاث الغیاث اے مایہ محباں الغیاث
کفر زلفت بردایماں الغیاث تو مئی ہے زلف ایماں الغیاث
باہمی لیسیم لب از تشنگی تشنگی سے چاٹتے ہیں ہونٹ ہم
در بہانت آب حیواں الغیاث لب میں ترے آب حیواں الغیاث
وہ کجاشد شربت دیدار تو شربت دیدار تیرا کیا ہوا
میکشد تلخی جباراں الغیاث رہ گئی تلخی جباراں الغیاث
ماز گریہ غرق در خون گشتہ ایم غرق ہیں آنکھیں ہماری خون میں
لعل تو پیوستہ خنداں الغیاث لب ترے لیکن ہیں خنداں الغیاث
غمرہ شوخ تو از راہ احبل قلب پر اُس شوخ کی تر چھی نظر
میزند دزدیدہ پیکاں الغیاث مارے اک دزدیدہ پیکاں الغیاث
از خدنگ و ناوک مرگان تو ناوک و پیکاں نے مرگان کے ترے
زخم ہافتادہ در جاں الغیاث کر دیے زخمی دل و جاں الغیاث
ہمچو گوی از زخم چوگان فلک کھا کے چوگان فلک کی چوٹ ہم
ہر طرف گشتیم غلطاں الغیاث ہر طرف جاتے ہیں غلطاں الغیاث
چشم بیمار مرا بیمار کرد تیری بیمار آنکھ کا بیمار ہوں
جز بہانت نیست درماں الغیاث جز ترے لب کیا ہے ارماں الغیاث

چوں دو زلفت کرد سرگرداں مرا دے گئی زلفِ دو تاجِ چکر زبیں
 گردشِ گردونِ گرداں الغیث گردشِ گردونِ گرداں الغیث
 تپشِ زلفِ تو در حباتِ نم فتاد بیجِ کاکل میں ترے الجھی ہے جہاں
 رشِ تن گشتِ پیچاں الغیث رشِ تن بھی ہے پیچاں الغیث
 باطنِ زلفِ حافظ را بکمش زلف کی زنجیر سے حافظ کو کھینچ
 ماندہ در چاہِ زرخداں الغیث وہ بے در چاہِ زرخداں الغیث



بازم ہولے آں گل رعناست الغیاث
دیگر دم رمیدہ و شیدا است الغیاث
پھر ایک مد جبیں کی ترنا ہے الغیاث
پھر دل مراد میدہ و شیدا ہے الغیاث
آں دل کہ کنج عافیت بر گزیدہ بود
ایں دم بعزم درد و بلا ہست الغیاث
اک کنج عافیت میں جو رہتا تھا میرا دل
کرتا وہ کیسا درد گوارا ہے الغیاث
صوفی کہ جس کو جام حقیقت کی تمس طلب
کیسا وہ کوئے یار میں رسوا ہے الغیاث
وہ شیخ جس کو جستجوئے ننگ و نام بھی
اس کو بھی آج یار کا سودا ہے الغیاث
عارف کہ غرق بود بنا موسس ننگ و نام
افتادہ در ملاست سودا است الغیاث
از جان زار حافظ و سرشتگان شوق
فریاد و شور و لولہ بر خاست الغیاث
دیوانگی شوق میں حافظ کی جان سے
فریاد و شور و لولہ اٹھتا ہے الغیاث

دردِ مارِ ایست در ماں الغیاث دردِ کا کوئی نہ در ماں الغیاث
 ہجرِ مارِ ایست پایاں الغیاث ہجرِ کا کوئی نہ پایاں الغیاث
 دین و دل بردند و قصدِ حباں کنند قصدِ جاں کرتے ہیں لے کے دینِ دل
 الغیاث از جورِ خواہاں الغیاث الغیاث لے جورِ خواہاں الغیاث
 در بہائے بوسہ جانے طلب ایک بوسہ دے کے کرتے ہیں طلب
 مئی کنند ایں دستانان الغیاث جاں ہماری دستانان الغیاث
 خونِ ماخوردند ایں کافر دلاں پیتے ہیں کامنہ ہمارا خونِ دل
 اے مسلماناں چہ در ماں الغیاث اے مسلماناں کیا ہے در ماں ؟ الغیاث
 دادِ میکاناں بدہ لے روزِ وصل دے پنہ مشاق کو لے روزِ وصل
 از شبِ یلدائے ہجراں الغیاث از شبِ تاریکِ ہجراں الغیاث
 ہر زمانم دردِ دیگر میرسد اک نیا غم ہر زمان دیتے ہیں وہ
 زیں حریقاں بردل و جاں الغیاث جان و دل جن پر ہیں قرباں الغیاث
 ہمسو حافظِ روز و شب بے خوشیتن بے خودی میں ہم ہیں حافظ کی طرح
 گشتہ ام سوزاں و گریاں الغیاث روز و شب سوزاں و گریاں الغیاث

آتش اندر آبِ افسردہ مستِ یامے در زجاج
آگ ہے آبِ افسردہ میں کہ مے اندر زجاج
یا درخشاں در میانِ چشمہٴ حیواں سراج
یا درخشاں در میانِ چشمہٴ حیواں سراج
از کفِ آزادگانِ غائبِ مدار آن جامِ را
اہلِ دل کا کارِ عشرت مے بدوں چلتا نہیں
کاہلِ دل اکارِ عشرتِ زآں بھی گیرد راج
پینا جی بھر کے شرابِ آزادگانِ کلبے کو اج
ساقیا کردہ زمبر اہلِ روح و اہلِ دل
اہلِ جان و اہلِ دل کو مے ذرا سی ساقیا
آج چنلِ راحے کہ باجاں بہتِ آنرا استراج
وہ شرابِ ناب جس کا روح سے ہوا استراج
من چنیں ز آغازِ فطرتِ عاشقِ دستِ آدم
آیا تھادنیامیں بے خود اور بے خود ہی گیا
بر غنایمِ نوازیں رہتا بوقتِ اندراج
نھیک ہی ہو گا جو ہے دفتر میں میرے اندراج
برنگنِ برقِ زرخِ کرناز کی مانی بد اس
پھینک دے برقِ اٹھا چہرے سے پلپٹے نقاب
تازہ گلِ کر مے باید بادِ شبگیریِ رواج
یہ چھپا کر مے گلِ کب سے ہے گلشنِ کار و راج
احتیاجِ وصلِ خویشِ تن و انس
احتیاجِ وصلِ میرا جانتا ہے جبکہ تو
دوستِ آنرا دستگیریِ کن بوقتِ احتیاج
دوستوں کی دستگیری کر بوقتِ احتیاج
عاشقانِ کوئے جاناں باگداریِ سرخوش اند
عاشقانِ کوئے جاناں میں فقیری ہی میں مست
ایں چنیں شہِ را کجا باشد نظرِ بر تختِ تاج
بادشہ میں ان کو ہے لیکن نہ فکرِ تخت و تاج
بشوا میں نکتہٴ توازِ حافظ کہ باشد سود مند
بادشہ نوشی بہت پرستی کرتا ہے حافظِ مگر
بادہٴ نوشِ ذخیرِ کن کیسے بزمِ مالِ میرِ حاج
رسمِ انکی ہے بھلائی عاجزی اُس کا رواج

مسز کہ از ہمہ دلبران ستانی بارج یہ دلبران جہاں دیویں کیوں نہ اُس کو خراج
 چرا کہ بر سرِ خوبان عالمی چوں تاج وہ جبکہ بر سرِ خوبان عالمی ہے تاج
 دو چشمِ شوخ تو بر ہم زدہ خطا و ختن نہیں چشمِ شوخ سے تیری، خفا خطا و ختن
 بچین زلفِ تو ماچیں ہند دادہ خراج خمیدہ زلف کو دیتے ہیں چین و ہند خراج
 بیاضِ روشے تو روشن چو عارضِ نور شید ہے اُس کے عارضِ روشن سے آفتاب کو تاب
 سوا زلفِ تو تاریک تے ز ظلمتِ دلج سیاہ زلف سے اُسکی بنی ہے ظلمتِ دلج
 لبِ تو خضر و دہان تو آبِ حیوانِ ست لبوں میں لعل بدخشاں دہان میں آبِ خضر
 قدرِ تو سر و میانِ تو موی و گردنِ عاج قدر اُس کا سر و کمر بے وجود، گردنِ عاج
 ازیں مرضِ بحیثیت کجا شفا یا ہم کسی طبیعت سے کس طرح ہم اُسید رکھیں
 کہ از تو دردِ دلِ من خمیر سدِ بسلاج کہ وہ بھی اب نہیں کر سکتا دردِ دل کا علاج
 دہانِ تنگ تو دادہ آبِ خضرِ بفت دہانِ تنگ سے اُس کے ملی خضر کو بفت
 لبِ چو قندِ تو بَر داز نباتِ مصرِ دلج رکھی ہے اُس کے لبوں نے نباتِ مصر کی دلج
 چرا ہی شکی جانِ من ز سنگِ دل نہ ٹوٹ جائے کہیں رکھ سنبھال کر اسکو
 دلِ ضعیف کہ بہت اوبہناز کی چوزِ حاج بہت ضعیف ہے کازک ہے میرے دل کا زجاج
 فتادہ در دلِ حافظ ہوئے چوں تو شبے ہوئے ہے اُس شبِ خوباں کی دل میں حافظ کے
 کینہ بندِ خاکِ درِ تو بوسے کا ج ہزار شاہ بنے ایک غلام جس کے آج



از من سوختہ آں یار نمی پرسد هیچ
عاشق سوختہ کو یار نہ پوچھے ہے کچھ
خبرے زیں دل افکار نمی پرسد هیچ
حال زار دل افکار نہ پوچھے ہے کچھ
او طبیب من و من خستہ و بیمار غمش
وہ معالج ہے میں بیمار ہوں جسکے باعث
چہ طیبے ست کہ بیمار نمی پرسد هیچ
وہ میسما آزار نہ پوچھے ہے کچھ
دی طیبے بسم آندہ احوال مید
کر کے تشخیص معالج نے یہ پوچھا مجھ سے
گفت چونست ترا یار نمی پرسد هیچ
بات کیا ہے کہ ترا یار نہ پوچھے ہے کچھ
جانم از فرقت بولش بلب آمد صدار
جاں بلب آتی ہے صدار مری فرقت میں
کہ ازیں دل شدہ آں یار نمی پرسد هیچ
حال اک بار بھی وہ یار نہ پوچھے ہے کچھ
دش از خواب چون ماہ رخ او دیدم
رات کو خواب میں دیتا ہے تسلی لیکن
گفت کہ گاہ ترا یار نمی پرسد هیچ
صبح ہوتا ہوں جو بیدار نہ پوچھے ہے کچھ
اے طبیب از لی یک نظرے کن مارا
اے طبیب از لی ایک نظرہ حافظ پر
یار کر کے اُسے بیمار نہ پوچھے ہے کچھ
حافظ سوختہ را یار نمی پرسد هیچ

آں کیست کز روئے کرم با من وفاداری کند
 کیا ہے کوئی معشوق جو عہد وفاداری کرے
 بر بنائے بہ کاسے چو من یکدم شکوکاری کند
 اک عاشق بدکار سے بھی جو شکوکاری کرے
 اول بانگ نامی نے گوید بمن پیغام دے
 پیغام مجھے رنگ کے اور ساتھ بانگ چنگ کے
 دانکہ بیک پہانہ سے با من ہوا داری کند
 دے مجھ کو اک پیانہ سے کچھ میری عنخواری کرے
 دلبر کہ جاں فرسودا زو کام و لم نکشود از و
 وہ دل شکن دلبر ہے جو جاں سوز جاں افزا ہے جو
 نو میدان توں بودا زو باشد کہ دل داری کند
 نو میدان تو لے دل نہ ہو شاید کہ دل داری کرے
 گفتم گر نکشود ام ز آں طرف تا من بودہ ام
 اللہ یہ زلف صنم میں جس میں صد جو رہو ستم
 گفتمش فرمودہ ام تا با تو طراری کند
 دکھلا کے اپنے پیچ و خم کیا کیا نہ طراری کرے
 پشیمند پوش تند خو کز عشق نشیند ست بو
 پشیمند پوش تند خو جس میں نہیں الفت کی بو
 از مستیش رمنے بگو تا ترک ہشیاری کند
 دیدوائے جام و سبوتا ترک ہشیاری کرے
 چوں من گہائے بے نشان مشکل بود یا ر فلاں
 مجھ سافیر بے نشان کیسے بنے یا ر فلاں
 سلطان کجا عیش نہاں بارند بازاری کند
 سلطان کیوں عیش نہاں بارند بازاری کرے
 رآں طرۃ پر نیچ و خم سہلت اگر بنم ستم
 وہ گیسوئے پر نیچ و خم وہ بندوز بنجر الم
 از بندوز بنجرش چہ غم آنکس کہ عیاری کند
 مجھ بھر کے دل داری کا دم کہیسی عیاری کرے
 شد لشکر غم بے عدا از بخت میخو اہم مدد
 بے لشکر غم بے عدا میں بخت سے چاہوں مدد
 تا فخر دین عبد الصمد باشد کہ عنخواری کند
 تا فخر دین عبد الصمد شاید کہ عنخواری کرے
 با چشم پر ز رنگ او حافظ مکن آہنگ او
 اس آنکھ میں نیزنگ حافظ عجب آہنگ ہے
 کاں طرۃ شب رنگ او بسیار مکاری کند
 وہ طرۃ شب رنگ ہے بسیار مکاری کرے



آنا کہ خاک را بنظر محیب کند سستی کو اک نگاہ سے جو کیمیا کریں
 آیا بود کہ گوشہ چشمے بہا کنند ہم پہ بھی ایک چشم عنایت ذکر کریں
 در دم نہضت بہ زطیbian مدّعی دنیا میں کچھ علاج نہیں درد کا مرے
 باشد کہ از خزانہ غیبم دوا کنند شاید فرشتے موت کے ہی کچھ دوا کریں
 معشوق چوں نقاب رخ بر نمیکشد چہرے سے حجب نقاب اٹھاتا نہیں ہے وہ
 ہر کس حکایت بہ تصور چہرا کنند اُس کا بیان حسن تصور سے کیا کریں
 چوں حسن عاقبت نہ برندی و زاپست کام آخرت میں جبکہ نہ رندی نہ زہد آئے
 آں بہ کہ کار خود بر عایت روا کنند لازم ہے ہم پہ رحم کی اُس کے دُعا کریں
 بمعرفت مباش کہ درمن یزید عشق بے معرفت نہ ہو کہ یہ بازار عشق ہے
 اہل نظر معاملہ با آشنا کنند اہل نظر معاملہ با آشنا کریں
 بگذر ز کوئے میکدہ تا زمرہ حضور بے میکدہ یہ ایسا کہ گزرے یہاں سے جو
 اوقات خود ز بہر تو صرف دعا کنند اُس کے لئے ہزار فرشتے دُعا کریں
 پیر اپنے کہ آید از بولے یوسفم آتی ہے جب کسی سے مجھے بولے یوسفی
 ترسم برادران غیور شش قبا کنند ڈرتا ہوں چاک بھائی نہ اُس کی قبا کریں
 گرنگ ازیں حدیث بنالہ عجب دار پتھر بھی سُن کے حال جو روئے عجب نہیں
 صاحبہ لاں حکایت دل خوش دوا کنند دل والے ہی حکایت دل خوب دوا کریں

حلالے درون پردہ بے مستی رود ہیں فتنہ خیز پردے میں رہ کے جو اس قدر
 آگں زماں کہ پردہ برافتنہ چہا کنند آئیں برون پردہ قیامت بپا کریں
 پہاں زحاسداں بخودم خواں کہ منہاں چھپکے تو حاسدوں سے ہلاکے کہ نیک دل
 خیر نہاں برائے رضائے خدا کنند خیر نہاں برائے رضائے خدا کریں
 مے خور کہ صد گناہ ز اغیار در حجاب مے پی کہ وہ گناہ جو در پردہ ہو، بھلا
 بہتر ز طاعتے کہ برومی و ریا کنند اُس زہد سے جو شیخ برو ریا کریں
 حافظ مدام وصل میسر نمی شود حافظ کسی کو ملت نہیں وصل دہی
 شالہاں کم التفات بجاں گدا کنند ہم چاہے جتنی اس کی تمنا کیا کریں

آنکہ رخسار ترارنگ گل و نسریں داد جب رخ یار کو رنگ گل نسریں دیا
 صبر و آرام تو اندہ بن سکیں داد صبر و آرام نہ کیوں در دل سکین دیا
 و آنکہ گیسوئے ترارسم لطاول آموخت ریشی زلفت کے پچھوں میں رکھے جو رستم
 ہم تو اندہ کر مش داد بن غمگیں داد اور سینے میں ہمیں اک دل غمگیں دیا
 من ہماروز ز فساد طبع بہریم جان فساد سے بالوس ہوئے ہم جب سے
 کہ عنان دل شیدا بکف شیریں داد اُس نے دل کو بکف خسرو شیریں دیا
 گنج زر گر نبود گنج قناعت باقیست گنج زر گر نہ سہی گنج قناعت تو بہت
 آنکہ آں داد بشا ہاں بگدایاں ایں داد ہم فقیروں کے لئے باعث مستکین دیا
 خوش عروسیست جہاں از رو صورت لیکن یہ جہاں ایک دُھن ہے کہ ہوا جو اس پر
 ہر کہ پیوست بڈ عمر خودش کا ہیں داد عورتیں ہر اُسے عمر کا کا بین دیا
 بعد ازین دست من و دامن آں سر و بلند ڈھونڈتی آنکھ ہے گل رخ کو صبا نے جب سے
 خاصہ اکنوں کہ صبا مژدہ فرور دیں داد مژدہ فصل گل و موسم رنگین دیا
 در غم و غصہ دوراں دل حافظ خوں شد عزم دوراں نے کیا خون جگر حافظ کا
 از فراق رخت اے خواجہ قوام الدین داد جب کہ اک شوخ کو اُس نے دل مسکین دیا

آں یار کزو خانہ ما جائے پری بود وہ یار کہ گھر جس سے مراقبہ بری تھا
 مسرتا بندم چوں پری از عیب بری بود پریوں کی طرح عیب بالکل وہ بری تھا
 دل گفت فروکش کنم این شہر بوش جس شہر میں جا کر میں بسا یار کی خاطر
 بیچارہ ندانست کہ یارش سفری بود معلوم ہوا وہ تو وہاں بھی سفری تھا
 منظور خردمند من آں ماہ کہ اورا تھا یار خردمند مرا چاند وہ جس کو
 در حسن ادب شیوہ صاحب نظری بود در حسن ادب شیوہ صاحب نظری تھا
 از چنگ منش اختر بد مہر بدر کرد اک اختر بد مہر نے چھینا اُسے مجھ سے
 آئے چکنم آفت دور قمری بود قسمت تھی مری آفت دور قمری تھا
 عذری بنہ ایدل کہ تو درویشی و اورا جائز ہے فقیروں کی اگر کی نہیں پرسش
 در مملکت حسن سر تا جو رمی بود اُس حسن کے خسرو کو سر تا جو رمی تھا
 خوش بود لب آب و گل و سبزہ و لیکن اچھے تو لب جو گل و سرو تھے لیکن
 افسوس کہ آں گنج رواں رہزرمی بود افسوس کہ وہ سرو رواں رہزرمی تھا
 خود را بکشہ بیل ازین غصہ کہ گل را بیل جلا کیوں رشکیں بادِ سحری کے
 بابا و صبا دقتِ سحر جلوه گری بود گلشن میں سدا شیوہ گل جلوه گری تھا
 اوقاتِ خوش آں بود کہ بادوست لبشند تھا وقت وہی یار کی صحبت میں جو گزرا
 باقی ہمہ بے حاصل و بے خبری بود جو اور بے حاصل و بے خبری تھا



تنہا نہ تر رازِ دلِ من پرودہ برافشاںد اک ہم ہی نہ تھے رازِ ہوا فاش کہ جن کا
تا بود فلکِ شیوہ او پرودہ دری بود جب کہ تھا فلکِ طورِ فلک پرودہ دری تھا
ہر گنجِ سعادت کہ خدادادِ بجا فظ ہر گنجِ سعادت جو ملاحت تجھے حافظ
از یمنِ دُعائے شب و وردِ سحری بود تا شیرِ دعائے شب و وردِ سحری تھا

یکے خونِ جگر خور دو گئے حاصل کرد
 ایک پلِ مبل نے وصل گل اگر حاصل کیا
 بادِ غیرتِ بصدش حالِ پریشاں دل کرد
 بد توں فرقت نے کیسا پھر پریشاں دل کیا
 طوطے زاہد بولے شکوے دل خوش بود
 تھا بہت مبلِ گمن اس کا مگر نقشِ اسل
 ناگہش سیلِ خافتش اسل باطل کرد
 کس طرح سیلِ فنا نے ناگہاں باطل کیا
 قزوٰءِ معینِ من آں سیوہ دل یادش باد
 موت نے اسے جانِ من مشکل تری آسان کی
 کہ خود آساں بند و کار مرا مشکل کرد
 مر کے تو نے زندگی کو میری کیوں مشکل کیا
 سارباں بادِ من افتاد خدا را بدوے
 گر پڑا ہے بوجھِ سیاہ کر دے سارباں !
 کہ اسیدِ کرم ہموں میں محمل کرد
 تجھے کو اسیدِ کرم نے ہمسرہ محمل کیا
 روئے خاکی و نیمِ چشمِ مرا خوار مدار
 خاک کو چہرے کی میرے آنسوؤں میں گوندھ کر
 چرخِ فیروزہ طربخانہ ازیں کہگل کرد
 چرخ نے اپنے طرب خانے کا اک سمجھگل کیا
 آہ و فریاد کہ از چشمِ محمودِ مہر
 چاند سورج کے صدمے جل بچھا ابرو کساں
 در لحدِ ماہِ کساں ابروئے من منزل کرد
 قیس کی مٹی کو اپنی آخری منزل کیا
 نزدی شاہِ رخ و فوت شد امکانِ حافظہ
 چال تھی حافظہ کی لیکن چرخِ بازی لے گیا
 چہ کنم بازیِ ایام مرا غافل کرد
 گردشِ ایام نے کچھ یوں اُسے غافل کیا



مجھے دارم کہ گرد گل ز سنبل سائبان دارد
 بہارِ عارضِ خطے بخون ارغوان دارد
 رخ گلزنک بت پر زلفِ سنبل سائبان رکھے
 بہارِ عارض کی رنگ اپنا بخون ارغوان رکھے
 غبارِ خط نہ پوشانید خورشیدِ رخس یارب
 حیاتِ جاوداںش وہ کہ حسنِ جاوداں دارد
 چو عاشق می شدم گفتیم کہ بردم گوہرِ مقصود
 ندانستم کہ این دریا چہ موج بیکراں دارد
 گل خنداں کے دامِ عشق میں مت آئیو بلبل
 مجھ و سہ کچھ نہیں کتنا ہی حسنِ جوان رکھے
 خدا را داد من بہتوں ازولے شمعہ مجلس
 کہ مے بادگیراں خورد دست و با من سرگراں دارد
 چو دامِ طرہ افشانہ بگردِ حنِ طرِ عاشق
 بغمّازِ صبا گوید کہ رازِ من نہاں دارد
 ز خوفِ جہرم ایمن کن اگر امینِ آلِ داری
 کہ از چشمِ بداندیشاں خدایت در اماں دارد
 بپا خوفِ شبِ تاریک ہجران سے مجھے اے جاں
 خدا تجھ کو پچھلے چشمِ بد سے در اماں رکھے
 ہوا کیا عشق کی رہ میں ہے یارب حق شناسوں کو
 کہ اس درگاہ میں بیٹھے ہیں سر بر آستان رکھے

بستر اک از ہی بندی خدارازد و صیدم کن
 کہ آفتابست در تاخیر و طالب رازیاں دارد
 نہ کہ محروم میری چشمِ نغم اُس سرودِ لجوسے
 تر و تازہ ہے ہر دم مرا آبِ رواں رکھے
 بچاؤں کس طرح میں جان چشمِ مست اُس کی
 لگائے گھات جو ہے تیر جو اندر کہاں رکھے
 بیفتاں جرعدہ بر خاک و حالِ اہل شوکت ہیں
 کہ از ہمیشہ و یکسر و ہزاراں داستان دارد
 چہ خدرا از بختِ خود گویم کہ آں عیارِ شہر آشوب
 بہ تلخی کشت حافظ را و شکستِ درد ہاں دارد
 ہے گرفتار اک ہی میں ڈالنا، صیادِ جلدی کر
 کہ مشکل میں تری تاخیر ان صیدوں کی جاں کھے
 نہ کہ محروم میری چشمِ نغم اُس سرودِ لجوسے
 تر و تازہ ہے ہر دم مرا آبِ رواں رکھے
 بچاؤں کس طرح میں جان چشمِ مست اُس کی
 لگائے گھات جو ہے تیر جو اندر کہاں رکھے
 بیفتاں جرعدہ بر خاک و حالِ اہل شوکت ہیں
 کہ از ہمیشہ و یکسر و ہزاراں داستان دارد
 چہ خدرا از بختِ خود گویم کہ آں عیارِ شہر آشوب
 بہ تلخی کشت حافظ را و شکستِ درد ہاں دارد



برید باد صبا دوشم آگهی آورد
 کہ روز محنت و غم رُو کو مہی آورد
 زبے نصیب صبا شب جو آگہی لائی
 وہ روز محنت و غم رو کو مہی لائی
 بہ مَطر بانِ صبحی دہیم بامہ پاک
 بدیں نوید کہ بادِ سحر گہی آورد
 مصلّا اپنا دیا مَطر ب صبحی کو
 نوید سن کے جو بادِ سحر گہی لائی
 نسیم زلفِ توشہ خضرِ راہم اندِ عشق
 زبے رفیق کہ بختم بہ ہم رہی آورد
 نسیم زلفِ بنی خضرِ راہ الفت میں
 زبے رفیق جو قسمت بہ ہم رہی لائی
 بیا بیا کہ طہورِ بہشت را رضواں
 دریں جہاں ز برائے دلِ رہی آورد
 اٹھو کہ شوخیِ رضواں بہشت کا مشروب
 جہاں میں آج برائے دلِ رہی لائی
 بخیرِ خاطرِ ماکوش کایں کلاؤ نمد
 بے شکست کہ برا فیرِ شہی آورد
 بھلائی کر کہ یہ اونی کلاؤ درویشی
 بہت شکستگی برا فیرِ شہی لائی
 رساندِ رایتِ منصور بر فلک حافظ
 چو التجا بہنا بے شہنشی آورد
 بلند پرچمِ منصور کر گئی حِفاظ
 وہ التجا جو بکتے بردِ شہی لائی

بوئے خوش تو ہر کہ ز باد صبا شنید باو صبا سے جو بھی ترا ماجرا سنے
 از یار آشنا سخن آشنا شنید از یار آشنا سخن آشنا سنے
 اینش سزا نبود دل حق گزار من ناحق سزا ملے ہے دل حق گزار کو
 کز غمگسار خود سخن ناسزا شنید غمخوار سے وہ جب سخن ناسزا سنے
 مابادہ زیرِ خسرو نہ امروز می خوریم چلی میں نے آج ہی نہیں خرقے کی آڑ میں
 صد بار پیر میکہ ایں ماجرا شنید لوگوں نے ایسے قصے مرے بار بار سنے
 یارب کجاست محرمِ رازے کہ یگز ماں دے راز داں خدا مجھے ایسا جو بیٹھ کر
 دل شرح آں وہ کہ چہ دید و چہ شنید میری حکایتِ دل بے مدعا سنے
 ساقی بیا کہ عشقِ ندامی کند بلند ساقی سناؤں کس کو حکایاتِ عاشقی
 آنکس کہ گفت قصہ ماہم زما شنید قصہ مرا نہ کوئی جو میرے سوا سنے
 نشید ہر چہ گفتم و بگذشت ویں عجب اُس نے سنی نہ بات مری اور چلا گیا
 سلطان شنید ہم کہ حدیثِ گدا شنید سلطان ہے وہی جو حدیثِ گدا سنے
 ہر شام ماجراے من و دلِ شمال گفت ہر شام مرثوہ وصل کا بادِ نسیم دے
 ہر صبح گفت گوئے من و او صبا شنید ہر صبح مشکوہ ہجر کا بادِ صبا سنے
 مگر خدا کہ عارفِ سالک کیس نکفت اسرارِ پردہ دار کی ہو جس کو جستجو
 در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید جا کے وہ میفروش کی باتیں ذرا سنے



اے شاہ حسن چشم بحال گدا فگن
اے شاہ حسن! مجھ پہ اگر تو کرے نظر
کیں گوش بس حکایت شاہ و گدا شنید
سارا جہان قصہ شاہ و گدا سُنے
خوش می کنم بہ بادہ مشکیں مشام جاں
خوشبوئے مے سے کر تو معطر مشام جاں
کردلق پوش صومعہ بوئے ریاض شنید
زاہد کی جب حکایت مکروریا سُنے
لمے بناناگ چنگ نہ امروز می کشیم
پیتا بناناگ چنگ میں کچھ آج ہی نہیں
بس دیر شد کہ گنبد چرخ ایں صدا شنید
مدت سے یہ ہی گنبد ازرق صدا سُنے
پندر حکیم عین صواب ست و محض خیر
فرزندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید
حافظ و طیفہ تو دعا گفتن ست و بس
فرزندہ بخت آنکہ بسمع رضا شنید
در بندر آں مہاش کہ نشنید یا شنید
حافظ و طیفہ تو دعا گفتن ست و بس
کیجے نہ فکر کون سنے اور کیا سُنے

پیش از نیت بیش ازین غمخواری عشاق بود
 مہر در زمی تو با ما شہرہ آفاق بود
 یاد باد آن صحبتِ شبہا کہ باز لطفِ تو ام
 بحثِ سترِ عشق و ذکرِ حلقہٴ عشاق بود
 حسنِ مہر و بیانِ مجلسِ گرچہ دل می برد و دیں
 عشقِ ما بر لطفِ طبع و خوبی اخلاق بود
 از دمِ صبحِ ازل تا آخرِ شامِ ابد
 دوستی و مہر بر یک عہد و یک میثاق بود
 سایہٴ معشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد
 ما باو محتاج بودیم او بہا مستحق بود
 بر درِ شاہم گدائے نکتہٴ در کار کرد
 گفت بر سرِ خواں کہ نبشستم خدارزاں بود
 قدر کی شب میں نے پی ہے عیب لیکن مست لگا
 پاس تھا معشوق، شیشہ بر کنارِ طاق تھا



پیش از این کہیں سقفِ سبز و طاقِ مینا بر کشید
منظرِ چشم مرا ابروئے حساناں طاقِ بود
سقفِ سبز و طاقِ مینا بنے سے پہلے کہیں
ابرؤئے جانان کے اندر میں نے دیکھا طاقِ تھا
رشتہ تبیح اگر گشتِ مزدورم بدار
دستم اندر ساعدِ ساقی تسمیں ساقِ بود
رشتہ تبیح اگر گشتِ مزدورم بدار
دستم اندر ساعدِ ساقی تسمیں ساقِ تھا
شعرِ حافظ در زمانِ آدم اندر باغِ خلد
دولتِ نسرین و گلِ رازِ نیتِ اوراقِ بود
شعرِ حافظ در زمانِ آدم میں بھی اندر خلد کے
دولتِ نسرین و گلِ تھا نیتِ اوراقِ تھا

ترسم کہ اشک در غم ما پرده در شود
 وین راز سر بہرہ بعالم سمہ شود
 گویند سنگ لعل شود در مقام صبر
 آسے شود و لیک بخون جگر شود
 خواہم شدن بمیکدہ گریان و داد خواہ
 کزدست غم خلاص دل آسجا مگر شود
 ایں سرکشی کہ در سر سر و بلند تست
 کے با تو دست کو تر مادر کمر شود
 ایں قصر سلطنت کہ تو اش ماہ منظری
 سر بار آستانہ او خاک در شود
 از ہر کنار تیر دعا کردہ ام رواں
 باشد کزیں میانہ یکے کار گر شود
 از کیمیائے مہر تو ز گشت روی من
 آسے بر یمن بہت تو خاک زر شود
 اے دل حدیث ما بر دلدار عرضہ کن
 لیکن چناں ممکن کہ صبارا خبر شود
 شدت سے درد کی جو مرادیدہ تر ہوا
 سیلاب خون غم کا مرے پردہ در ہوا
 کہتے ہیں لعل صبر سے بنا ہے سنگ بھی
 گر لعل وہ ہوا تو بخون جگر ہوا
 میخانے میں گیا تھا میں گریان و داد خواہ
 جب اور کچھ نہ چارہ در و جگر ہوا
 تھی ایسی سرکشی ترے سر و بلند کی
 کوتاہ ہاتھ میماکب اندر کھر ہوا
 وہ قصر حسن جس کا ہے تو ماہ منظری
 سر کوں ہے جو نہ وہاں خاک در ہوا
 ہر سمت میں نے تیر متنا کئے رواں
 اُن میں سے ایک بھی نہ مگر کار گر ہوا
 کیوں کیمیائے مہر سے دل زر نہ ہو مرا
 چشم کرم سے تیر سی تو پتھر بھی زر ہوا
 دلدار کو سنا تو دیا حال زار دل
 دشمن بھی راز سے مرے پر باخبر ہوا



اے دل صبور باش و مخور غم کہ عاقبت
از شام صبح گردد و از شب سحر شود
حیران ہوں تکبیر و ز عسم رقیب پر
کیا ہوگا وہ گدا جو کہیں معتبر ہوا
بس نکتہ غنیہ حسن بباہد کہ تاکے
مقبول طبع مردم صاحب نظر شود
مہر تو در در و نم و عشق تو در سرم
باشیر در دروں شد با جاں بدر شود
اے مرد بان دیدہ مگر مید بعد ازیں
پائے خیال دوست مبادا کہ تر شود
ایل چو نافہ سر زلفش بدست تست
دم در کش ارنہ باد صبارا خبر شود
حافظ سراز لحد بدر آرد پائے بوس
گر خاک ادہ پائے شاپے سپر شود
اے دل شب فراق کا غم کیا کہ آخرش
صبحوں سے رات رات سے نور سحر ہوا
بے حسن باطنی سمجھی کوئی حسین شخص
مقبول طبع مردم صاحب نظر ہوا؟
سر میں ترا خیال تھا تصویر دل میں تھی
بے خود تھا پر نہ تجھ سے کبھی بے خبر ہوا
آنکھوں نے غم میں اشک کے دریا بہا دیے
پائے خیال یار و لے کچھ نہ تر ہوا
ڈالیں جو اُس کی زلفِ معنبر میں انگلیاں
مشکین آرزو کا چمن کس قدر ہوا
اٹھ کر لحد سے چوے ہیں حافظ نے پائے یاد
بھولے سے اُس کا قبر سے جب بھی گزر ہوا

تنت بہ نازِ طیبیاں نیاز مند مباد کبھی ہنسنا ز طیبیاں نیاز مند نہ ہو
وجودِ نازکت آزر دہ گزند مباد وہ ناز نہیں کبھی آزر دہ گزند نہ ہو
سلامت ہمہ آفاق در سلامتِ لت نہ سے ذرا بھی اُسے دردِ عاشقی یارب
بہرِ سچ عارضہ شخص تو در دمنہ مباد وہ چاہے کتنا ہو بیدرد، درد مند نہ ہو
دریں چمن چو در آید خنداں بیغالی چمن میں آئے خزاں جب تو راہ میں اُس کی
زہش بسر و سہی قامت بلند مباد کبھی وہ سرور سہی قامت بلند نہ ہو
در آں بساط کہ حسن تو حبلوہ اندازد جہاں بھی ناز سے یارب کرے وہ جلوہ گری
مہالِ طعنہ بد بین بد پسند مباد مجالِ طعنہ بد بین بد پسند نہ ہو
جمالِ صورت و معنی بہ یکن ہمتِ لت جمالِ صورت و سیرت ہے جس کی پرکشت
کہ ظاہرِ ت در دم و باطنِ ت نرشد مباد وہ آشنائے الم حسن دل پسند نہ ہو
ہر آنکہ روئے چو مہابتِ بچشم بد پسند جو اُس کے آتشیں رخ پر نگاہ بد ڈالے
بر آتش تو بجز چشم او پسند مباد سوا اُس آنکھ کے آتش میں اور پسند نہ ہو
شفاذ گفتم شکرِ فشانِ حیا و فطرتِ جوی شفا بحسے ملے شیریں بیانِ حافظ سے
کہ حاجت بہ علاجِ گلاب و قند مباد اُسے قبول علاجِ گلاب و قند نہ ہو



جاں بے جمالِ جانانِ میلِ جہاں ندارد
جاں بے جمالِ جانانِ امن و امان نہ رکھتے
ہر کس کہ میں ندارد حق کہ آن ندارد
آرام دل نہ رکھتے، تسکینِ جاں نہ رکھتے
باہیج کس نشانے ز آں دستانِ ندیم
منا نہیں کہیں جب ہم کو نشانِ دلبر
یا من خبر ندارم یا او نشانِ ندارد
یا ہم ہی بے خبر ہیں یا وہ نشان نہ رکھتے
ہر شب نے دریں رہ صد موجِ آتشیں ست
الفت کی راہ میں تو شبنم بھی آتشیں ہے
درواکہ میں معما شرح و بیباں ندارد
افسوس یہ معما شرح و بیباں نہ رکھتے
سر منزلِ قناعت نتوانِ زد دستِ دادن
ایک منزلِ قناعت مل جائے تو ٹھہر جا
لے سارباں فروکش کا این رہ کر ان ندارد
یہ دشتِ آرزو کا ورنہ کراں نہ رکھتے
گر خود رقیبِ شمع ست احوالِ ازو پوشاں
مت شمع کو بتاؤ الفت کا رازِ پنہاں
کاں شوخ سر بریدہ بندِ زباں ندارد
یہ شوخ سر بریدہ بندِ زباں نہ رکھتے
ذوقِ چنایں ندارد بے دوستِ زندگانی
ذوقِ جہاں نہ رکھتے بے دوستِ زندگانی
بے دوستِ زندگانی ذوقِ چنایں ندارد
بے دوستِ زندگانی شوقِ جواں نہ رکھتے
احوالِ گنج متاروں کا یام دادِ برباد
دوراں نے کر دیا ہے بربادِ گنج تاروں
در گوشِ گلِ فروخواں تازر نہاں ندارد
کھدو یہ گل سے اپنے زر کو نہاں نہ رکھتے
آزادِ خواندی استادِ گریبگری بہ تحقیق
استادِ شاعری کا کہتے ہیں لوگ جس کو
صنعتِ گریب اما طبعِ رواں ندارد
صنعتِ گری کرے ہے طبعِ رواں نہ رکھتے

چنگِ خمیدہ قامت میخواندت بعشرت چنگِ خمیدہ قامت دیوے اگر بلاوا
 بشنو کہ بندِ پیراں ہیچست زیاں ندارد اک پسندِ پیرسن لوں کچھ یہ زیاں نہ رکھتے
 اے دل طریقِ رندی از محسوب بیاموز اے دل طریقِ رندی تو سیکھ محسوب سے
 مست و در حق او کس ایں گماں ندارد بے مست اور اس پر کوئی گماں نہ رکھتے
 کس درجہاں ندارد یک بندہ چو حافظ تجھ سا غلامِ حافظ کوئی نہیں جہاں میں
 زیرا کہ چون تو شاہ ہے کس درجہاں ندارد اُس جیسا بادشاہ بھی کوئی جہاں نہ رکھتے



جہالت آفتابِ ہر نظر باد تیری زیبائی، مہر ہر نظر ہے
 زخوبی روئے خوبت خوب تر باد تیری رحمانی، رب کے خوب تر ہے
 ہلکے اوج شاہیں شہپرست را ہمارے اوج شاہیں اللہ اللہ
 دلِ شانِ عالم زیرِ پر باد دلِ شانِ عالم زیرِ پر ہے
 دے کو بستہ زلفت نباشد اسیر زلفِ حباناں اگر نہیں دل
 ہمیشہ عزتِ خونِ جگر باد ہمیشہ عنہ قد خونِ جگر ہے
 بتا چوں غمزہ ات ناوک کشاید ترا تیر نظر چلنے سے پہلے
 دلِ مجروحِ من پیشش سپر باد میرا زخمی جگر پیشش از سپر ہے
 چو لعلِ شکرینت بوسہ بخشد تنہا میں لبِ شکر فشاں کی
 مذاقِ جانِ من رو پر شکر باد مذاقِ جانِ میرا پڑ شکر ہے
 مرا از گشت ہر دم تازہ عشقے تیرے دم سے ہے ہر دم عشقِ تازہ
 ترا ہر ساعتے حسنِ دگر باد ترا ہر لمحہ اک حسنِ دگر ہے
 کسے کو کشید رویت نباشد جو دل زلفِ پریشاں میں نہ اُلجھا
 چو زلفت در ہم وزیر و زبر باد پریشاں ہے بہت زبر و زبر ہے
 بجاں مشتاقِ روئے تفتِ حافظ بجاں مشتاقِ تیرے رخِ کاسِ حافظ
 ترا بر حالِ مشتاقاں نظر باد کہ مشاقوں ہی تیری نظر سے

چو بادِ عزمِ سر کوئے یار خواہم کرد
 نفس جوئے خوشش مشکبار خواہم کرد
 ہر آرزوئے کہ اندوختم ز دانش دین
 نثار خاک ہو آں نگار خواہم کرد
 یہ سوچ سوچ کئے سو دایکے بار ہو شاید
 میں دل دباؤں سے پھر کاوہ بار کرتا ہوں
 صبا میں گل کی طرح جہانِ خوں گزشتہ کو
 قدائے نکبت گیسوئے یار کرتا ہوں
 چو شمعِ صبح دم شد ز مہر اور روشن
 کہ عمر در میراں کار و بار خواہم کرد
 بیاور چشم تو خود را خراب خواہم ساخت
 بنائے عہدِ قدیم استوار خواہم کرد
 نفاق و زرق بہ جنتِ صفائے دل حافظ
 طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد
 یہ زندگی ہوں واضح اتری محبت سے
 مثالِ شمعِ سحر کاوہ بار کرتا ہوں
 تباہ زندگی کر کے میں تیری الفت میں
 بنائے عہدِ قدیم استوار کرتا ہوں
 صفائے دل نہیں مکرو فریب میں حافظ
 طریقِ رندی و عشق اختیار کرتا ہوں



چہ مستی مست نہ انہم کہ رو بہا آورد
کہاں سے نشہ یہ ہم آج دل فزا لائے
کہ بود ساقی و این بادہ از کیا آورد
یہ اہل میکدہ کیا حبس میں ملا لائے
ہاچہ غنچہ شکایت نہ بخت بستہ ممکن
کھلا نہ غنچہ قسمت تو عزم نہ کرے دل
کہ باد صبح نسیم گرہ کش آورد
کہ باد صبح نسیم گرہ کش لائے
رسیدن گل و نسیم بخیر و خوبی باد
چمن میں آئند نسیم بخیر و خوبی ہو
بنفشہ شاد و خوش آمد من صفا آورد
بنفشہ شاد و خوش آئے، من صفا لائے
علاج ضعف دل باکر شدہ ساقی ست
ہے ضعف دل کا یہ دوا اگر شدہ ساقی
برآمد سر کہ طبیب آمد و دوا آورد
ہزار ناز سے آئے وہ اور دوا لائے
صبا بخو شخیر می پد پد سلیمان ست
صبا بخو شخیر می پد پد سلیمان ہے
کہ مژدہ طرب از گلشن سبا آورد
کہ مژدہ طرب از گلشن سبا لائے
چہ راہ میزند این مطرب تمام شناس
محل شناس ہوا آج اس قدر مطرب
کہ در میان عزال قول آشنا آورد
کہ در میان عزال قول آشنا لائے
تو نیز بادہ پہنگ آورد و صحرا گیر
شراب و چنگ اسٹاڈ پھلو یا باں میں
کہ مرغی نغمہ سرا ساز خوش لڑا آورد
کہ مرغی نغمہ سرا ساز خوش لڑا لائے
مرید پیر سخا نام زمین مرغی لے شیخ
مرید پیر سخا نام زمین مرغی لے شیخ
چرا کہ وحدہ تو کردی واد بہا آورد
تو شخص وعدے کرے اور وہ دوا لائے
فکک غلامی حافظ کنوں بغلوع کند
کے غلامی حافظ نہ آسماں کیوں جب
کہ التماسہ در دولت مشعرا آورد
وہ آپ کے در دولت پہ التماس لائے

خوش آمد گل و زآں خوشتر نباشد فضاے فصل گل بہتر نہیں ہے
 کہ در دست بجز ساعز نباشد جو ہاتھوں میں ترے ساعز نہیں ہے
 زمان خوشدلی در یاب و ریاب زمان عیش ہاتھوں ہاتھ لیسا
 کہ دائم در صدف گوہر نباشد کہ دائم در صدف گوہر نہیں ہے
 غنیمت داں دے خور در گلستاں غنیمت حباں اور پنی مے چمن میں
 کہ گل تا ہفتہ دیگر نباشد کہ گل تا ہفتہ دیگر نہیں ہے
 عجب را بہت راہ عشق کا تحبہ رہ الفت عجب ہے راہ جس میں
 یکے سر پر کند کش سر نباشد وہ بالا سہ جے جس کے سر نہیں ہے
 بشوی اوراق اگر ہمد رس مائی کتابیں پھینکا بن ہمد رس میرا
 کہ علم عشق در دفتر نباشد کہ علم عشق در دفتر نہیں ہے
 زمن مینوش و دل در شاہے بند دے زیور جان و دل کا اس حسین کو
 کہ حسن بے زیور نباشد جسے کچھ حاجت زیور نہیں ہے
 بیالے شیخ در خم خاں ما بیالے شیخ خم خانے میں مسکے
 شرابے خود کہ در کوثر نباشد وہ بادہ جو کہ در کوثر نہیں ہے
 ایاز لعل کردہ حباں زریں مرے ساتی اچھے بھی لعل بادہ
 ہنشاہر کے بخش زرد نباشد جو میرے پاس حباں زرد نہیں ہے



شرابِ بے خمارم بخش ساقی ہمیں بخشی ہے مے ساقی نے ایس
کہ پاؤں میچ دروِ سہ نہا شد ہے جس میں کیفِ دروِ سہ نہیں ہے
بنامِ از دہستِ سیم تنم بہت یہ میرا سیم تن بہت بہت ہے ایسا
کہ دربتِ خاندانِ آذر نہا شد کہ دربتِ خاندانِ آذر نہیں ہے
من از جاں بندہٗ سلطانِ اوسیم ہوں دل سے بندہٗ سلطانِ اوسیم
اگرچہ پاؤںش از چاکر نہا شد انہیں گویا یہ چپا کر نہیں ہے
بتاجِ عالم آرایش کہ خورشید وہ تاجِ عالم آرا جس کے آگے
چنین زبندہٗ انہر نہا شد یہ سورج لائقِ انہر نہیں ہے
کے گیر و خطا اور نظمِ حافظ نکالے عیب جو حافظ کے فن میں
کہ ہمیش لطف در گوہر نہا شد لطافتِ اُس میں ذرہ بھر نہیں ہے

دلبر برفت و دل شد گاہ را بفر نکرد
 یاد حریف بشهر و رفیق سمنہ نکرد
 یا بخت من طریق بخت فرو گذاشت
 یا او بشاہراہ حقیقت گذر نکرد
 من ایستادہ تا کنش جاں فدا جو شمع
 او خود گذر بمن ہو نسیم سحر نکرد
 گنتم مگر بہ گریہ دلش مہرباں بکنم
 و سنگ خارہ قطرہ باراں اثر نکرد
 ہر کس کہ دیدہ من تو بوسیدہ چشم من
 کاہے کہ کرد دیدہ من بے نظر نکرد
 در حیرتم کہ بہر چہ شہ ہنوم رقیب
 خرمہرہ بیچ کس جو قرین گہر نکرد
 مرغ دل را چہ بال پرش غم بی غمت
 سوائے خستہ عاشقی از سر نہ نکرد
 کلک زباں بریدہ حافظہ ورنہ انجمن
 ہا کس گفت راز تو تا ترک نہ نکرد
 جانے کی اپنے اس نے کسی کو خبر نہ کی
 یاد حریف شہر و رفیق سمنہ نہ کی
 یا میرا بخت جھولی گیسو طرب عشق کیا
 اس نے ہشاہراہ حقیقت گذر نہ کی
 میں شمع بن کے راہ میں اس کی کھڑا رہا
 اس نے نسیم بن کے بھی یاں سے گزر نہ کی
 چاہا تھا کرنا دل زانا لے سے مہرباں
 تاثیر کوئی سنگ پہ باراں لے پر نہ کی
 جس نے دیکھ کر دیکھا میری آنکھ چوم لی
 بے سود میں نے عشق میں کچھ چشم تر نہ کی
 حیرت ہے کس طرح وہ ہوا ہنوم عدو
 کوئی بھی نہیں نے مسترین گہر نہ کی
 دل جل کے خاک ہو گیا اس کے فراق میں
 دیوانگی عشق مگر سر برد نہ کی
 کلک زباں بریدہ حافظہ نے بزم میں
 بات ایک ماہ عشق کی تا قطع مسر نہ کی



دل از من برد و رد از من نہاں کرد
تو دل لے کے جو کرتا رخ نہاں ہے
خدارا با کہ ایں بازی تو اں کرد
سم کر تا یہ کیلے میسر می جاں ہے
شب تنہا شیم در قصہ حباں بود
شب تنہا لے لیوے حباں لیکن
خیالش لطف ہائے میکراں کرد
نقود تیرا دیوے لطف حباں ہے
چرا چوں لالہ خوئیں دل نباشم
برنگ لالہ دل ہوتا ہے خوئیں
کہ ہا من ز گس او سب گراں کرد
جو ہوئی چشم ز گس سر گراں ہے
صبا گر چارہ داری وقت دقت است
صبا چارہ گرمی کر کہ خدارا
کہ درد اشتیاقم قصہ حباں کرد
کہ کرتا دور الفت قصہ حباں ہے
کرا گویم کہ با ایں درد جانسوز
غم حباں سوزوے کر وہ مسیحا
طبیم قصہ حباں نا تو اں کرد
کرے اک قصہ حباں نا تو اں ہے
بدانساں سوخت چوں شمع کہ بر من
کرے یوں سوختہ دیکھے جو مجھ کو
صراحی گریہ و بریط فغاں کرد
صراحی گریہ اور بریط فغاں ہے
میان مہربانان کے تو اں گفت
کیسی سے کیا کہیں ہم کس طرح تو
کہ بار من چنین گفت چناں کرد
کہے کیا اور کرے کیا میری جاں ہے
عدو با جان حافظ آں شکر سے
عدو نے بھی نہ حافظ سے کیا جو
کہ تیر چشم را کی ابرو کمان کرد
کرے آنکھوں سے وہ ابرو کمان ہے

دست در حلقہ آں زلفِ دو تانہاں کرد
 ہاتھ اندر خیم گیسوئے دوتا کیونکر ہو
 نگہ بر عہد تو و بادِ صبا نتواں کرد
 مطمئن دل مرا لے بادِ صبا کیونکر ہو
 آئینہ سنی ست کن اندر طلبِ مست نمودم
 ہوں طلبِ گارِ ترا کرتا تو کوشش ہوں بہت
 ایں قدر ست کہ تغیرِ قضا نتواں کرد
 نہ ہو تقدیر میں جب وصلِ ترا کیونکر ہو
 دامنِ دوست بعدِ غریبِ دل افتاد بہت
 دامنِ دوست بعدِ غریبِ دل افتاد بہت
 بفسوئیکہ کس نہ خشم رہا نتواں کرد
 پہ طلماتِ عدد و پھر یہ رہا کیونکر ہو
 عارضِ ریا بشلِ باغِ فلک نتواں خواند
 عارضِ ریا کی شعلِ قمر سے مست کر
 نسبتِ دوست میرے سرو پا نتواں کرد
 نسبتِ دوست بہ میرے سرو پا کیونکر ہو
 سروِ بالا سے من آں دم کہ در آید ہمسای
 سروِ قدِ یار مرا و جد میں آجائے اگر
 چہ محلِ جامہ جاں را کہ قضا نتواں کرد
 ہاتھ میں دم نہ رہے جامِ قضا کیونکر ہو
 مشکلِ عشق کہ در حوصلہ دانش است
 مشکلِ دل ہے میرے حوصلہ دانش میں
 حلِ ایں نکتہ بد میں فکرِ خطا نتواں کرد
 عقلِ ناقص ہے تو پھر عقدہ کشا کیونکر ہو
 من چہ گویم کہ ترانہ کی طبع لطیف
 طبعِ نازک پہ قیری بار ہے مزید مگر
 تابعداریت کہ آہستہ و عا نتواں کرد
 اس قریب میں مری آہستہ دعا کیونکر ہو
 نظیرِ پاک توں مرُخِ حباں دیدن
 دیکھ سکتی ہے رُخِ یار کو بس پاکِ نظر
 کہ در آئینہِ نظر جز بھٹا نتواں کرد
 کہ در آئینہِ نظر جز بھٹا کیونکر ہو
 بجز ابروئے تو محرابِ دلِ حافظِ نیست
 ابروئے یار تو محرابِ دلِ حافظِ ہے
 طاعتِ غیر تو در مذہبِ ما نتواں کرد
 بندگیِ غیر کی پھر اُس کو روا کیونکر ہو



دوش دیدم کہ ملائک در میخانه زدند کل فرشتوں نے شعور در میخانہ دیا
 گل آدم بسرشتند و بہ پیانہ زدند گل آدم سے بت کر مجھے پیانہ دیا
 ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت ساکنان حرم ستر صفائے عرشی
 با من راہ نشیں بادۂ مستانہ زدند کیسا مجھ رند کو یہ بادۂ مستانہ دیا
 شکر ایزد کی میان من او صلح قتاد شکر ایزد کہ ہوئی صلح جہان عری
 حوریوں رقص کنان سحر شکرانہ زدند رقص حوروں نے کیا سحر شکرانہ دیا
 جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ افند رہت کر کے حکام نے نفس لوق بنی آدم ک
 ہوں تہید نہ حقیقت رہ افسانہ زدند بات سچ ایک نہ کی جھوٹ کا افسانہ دیا
 آسمان پار امانت نتوانست کشید بار حق کا نہ اٹھاپاتے تھے جنات ملک
 قرعہ فال بہت ہم من دیوانہ زدند ایسا آدم کو بہت کر دی دیوانہ دیا
 نقطہ عشق دل گوشت نشیناں کد نقطہ عشق جو درویش کا دل خون کرے
 ہجو آں خال کہ بر عارض جانانہ زدند حال مشکیں ہے کہ بر عارض جہانانہ دیا
 مایہ خرمین پندار زردہ چوں زردیم ہم بحد خرمین پندار نہ ہوں کیوں گراؤ
 چوں رہ آدم خاکی بیکے وانہ زدند مچھٹکا آدم مری جہاں! جب اسے اک نہ دیا
 آتش آں نیست کہ بر شعلہ او خند شمع نہیں دواگ کہ ہو شمع جسم بر لب
 آتش آںست کہ در خرمین پڑانہ زدند آگ وہ ہے کہ جلا خرمین پروانہ دیا
 کس چو حافظ کشید از رخ اندیشہ نقاب رشتے اندیشہ سے حافظ نے اٹھا کے پردہ
 تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند اپنی گفتار کو رنگِ رُخ جہانانہ دیا

دل من بدور رویت ز چمن فراغ دارد / ترے اس چمن میں کیسے کوئی دل فراغ رکھے
 کہ چو سر پائے بندست چو لاله داغ دارد / جہاں پائے سر و بندش جہاں لالہ داغ رکھے
 صبر افزو نیاید بکنان ابروئے محس / کیس یہ نہ سر جھکا نہیں کہاں ابروؤں کے آگے
 کہ درون گوشہ گیران ز جہاں فراغ دارد / کہ خمیر گوشہ گیران ز جہاں فراغ رکھے
 شب تیر چوں سر آرم شمع بچی زلفت / شب تیرہ سر کروں میں خم و بچہ راہ کیسو
 گمراہ کہ شمع رویت بر ہم چراغ دارد / تری شمع رخ جو پید سے سر رہا چراغ رکھے
 لغزوغ چہرہ زلفت ہمہ شب بند رو دل / لغزوغ چہرہ کا کل جو دلوں کو شب میں لٹے
 پیر دلاور مست دہے کہ بکھن چراغ دارد / ہے دلیر کیسا رجنان کہ بکھن چہراغ رکھے
 سزاوار چو ابرو بہن کہ بریں چمن بگریم / نہ کیوں ابرو سیم گل کرے سس چمن پر گریہ
 غرب آستان کبیل بست گر کہ داغ دارد / طرب آستان کبیل جو یہاں پر داغ رکھے
 من و شمع جھکا ہی سزاوار ہم بگریم / من و شمع جھکا ہی چلو ساتھ فی کے روئی
 کہ لبو ضیم و از مابست ما فراغ دارد / جو جلا کے دل ہمارا دل بت فراغ رکھے
 بچم خرم و بگر بر تخت گل کہ لالہ / ذرا دیکھ سو سیم گل کی بہار سخت گل پر
 بہ ندیم شاہ مانند کہ بکھن ایاغ دارد / ہے ندیم شاہ لالہ کہ بکھن ایاغ رکھے
 سر در میں عشق دارد دل در مندر حافظ / دل در مندر حافظ ہے طول عشق میں یوں
 کہ نہ خاطر تماشا نہ ہوائے باغ دارد / کہ نہ خاطر تماشا نہ ہوائے باغ رکھے



در ازل پر تو حُسن ز تجسلی دم زد
 عشق پیدا شد و آتش سیمہ عالم زد
 بر تو حُسن سے بس یاد جہاں بر ہم ہے
 شعلہ عشق سے آتش بر ہمہ عالم ہے
 جلوہ کر بخشش یہ ملک عشق نہاشت
 عین آتش شد از ی غیرت بر آرم زد
 حُسن کی تاب نہ جب لاسکے جنات ملک
 بخت اُس بر تو تجسلی کا دل آدم ہے
 نہ علی خواست کہ آید ہمیشہ گم راز
 دستِ نسیب نہ ور سید نہ محرم زد
 حُسن نے شعلہ سے جب شمع جلانی پہاکی
 عقل می خواست کہ آں شعلہ چراغ افزا
 بر تو حُسن سے کیا سارا جہاں بر ہم زد
 برقی غیرت بد خشیہ و جہاں بر ہم زد
 جانِ علوی ہو جس چاہ ز مخدیان تو داشت
 دستِ در حلقہ آں زلفِ خم اندر خم زد
 جانِ علوی کو ہو جب چاہ ز مخدیان کی ہو
 دستِ در حلقہ آں زلفِ خم اندر خم زد
 عیش و آرام رقبوں کو دیے قسمت نے
 دلِ غمگین کو ملاحتے میں غم ہی غم ہے
 دیگر اس قرعہ قسمت ہمہ بر عیش زدند
 دلِ غم دیدہ مالمود کہ ہم بر غم زد
 خواست تا جلو کدہ صورتِ خود را محبوب
 خیمہ در معسکہ کہ آب و گلِ آدم زد
 اپنے دیدار کی خواہش جو ہوئی ایزد کو
 خاک سے پیدا کیا اس نے رُخِ آدم سے
 حافظ آں دہ ظرب نہاد عشق تو نوشت
 کہ قلم بر سر اسبابِ دلِ مستم زد
 مستی نامہ ترے حافظ نے لکھا ہے اُس روز
 جب خوشی کے سبھی اسباب کا سودا کم ہے

دوش آگہی زیارِ سفر کرد و داد باد لالِ پیغامِ یادِ سفر کرد و داد ہے
 کن خیز دل بہادِ دم ہر چہ باد باد روشن ہوئی ہے چشمِ سرئیِ قلبِ شاد ہے
 در چینِ طرہ تو دلِ بے حفاظِ من جب سے مقیمِ زلفِ بنالے لحاظِ دل
 ہرگز نگفت مسکنِ مالوتِ یاد باد آیا نہ اپنا گھر اُسے اک دن بھی یاد ہے
 دلِ خوش شد مہیاد تو ہر گز کہ در چین دلِ خوش ہوا ہے یاد سے تیری کہ در چین
 بندہِ قبلے چنچہ گل می کشاد باد بندہِ قبلے چنچہ گل جو کسٹا ہے
 طرفِ کلاوشاہیت آمد بخاطرِ م ز گس کے سر پہ تاج رکھا دیکھ کر نہت
 آسمانِ کلاوشاہیت آمد بخاطرِ م طرفِ کلاوشاہیت آمد بخاطرِ م
 کارم ہاں رسید کہ ہمدردِ خود کنم ہے کیا عجیب عشقِ یہ کیسی ہے دوستی
 ہر شامِ برقِ لامع و ہر بادِ باد تھکتے آگے اس کا فتنہاں اسکی داد ہے
 از دست رفتہ بود و خودِ ضعیفِ من میرے تہنِ ضعیف میں جاں اُس نے ڈالی
 مجھ سے جوئے وصل تو جاں بازِ داد باد جب مجھ سے پیغامِ ترا لالِ باد ہے
 امروز قدرِ پندِ سنہریاں ششامِ شتم نکلی ہیں دل سے میرے دھاتیں ہزار ہا
 یارب روانِ ناصحِ ما از تو شاد باد آئی مجھے جو پندِ سنہریاں کی یاد ہے
 تاسیخِ عیشِ ماضی و دیدارِ دوست باد عہدِ شباب و صحبتِ احبابِ سپہ یاد
 عہدِ شباب و صحبتِ احبابِ یاد باد یادِ شب وصال سے دلِ میرا شاد ہے



ہر شب ہزار غم بمن آمد نہ عشق تو مجھ کو دینے میں عشق نے تیرے ہزار غم
یار ہے کہ ہر دم غم عشقت زیادہاد ہر غم ترا کرے میری الفت زیادہ ہے
حافظ نہاد نیک تو کماست بر آردہ حافظ نہاد نیک تیرے کام آگئی
جانہ فدا ہے مردم نیکو نہاد باد حق کو عزیز مردم نیکو نہاد ہے

در آں ہوا کہ جز برق اندر طلب نہا شد جز برق یکھ بھی اندر شوق و طلب نہیں ہے
 گر خرمیے بسوزد چندیں عجب نہا شد جیل جائے اس سے خرم تو کھ عجب نہیں ہے
 مرثے کہ باقم دل شد الفتی حاصل وہ عذیب جس کو عمن سے ہوئی ہے الفت
 بر شاخہ عمرش برگ طرب نہا شد بر شاخ عمر اس کی برگ طرب نہیں ہے
 در کار خانہ عشق از کفر ناگزیر مست بے کفر کب جا بے الفت کا کافرانہ
 آتش کرا بسوزد گر لب لب نہا شد آتش کے بجائے گر لب لب نہیں ہے
 در کش جا لغز و شاں فضل و مہر زربد جانناز کو ہی زیب فضل و مہر نہ کوئی
 اینجا لب بچھا اینجا حب نہا شد کوئی حب نہیں ہے کوئی لب نہیں ہے
 در محفلے کہ خورشید اندر شاد و ذہ است جس انجمن میں انجم ذہن کے ہوں برابر
 خود دایرہ گدین شرط ادب نہا شد کرنا ضرور داں پر شرط ادب نہیں ہے
 سے خور کہ عمر سرمد گرد جہاں تلی یافت سے پی کہ اس جہاں میں بس عمر جاوداں کا
 جز بادۂ ہمیشی ہمیش سبب نہا شد جز بادۂ ہمیشی کھ اور سبب نہیں ہے
 حافظ و مسالٰی جاناں باجوں تو نگاہ سے حافظ و مسالٰی جاناں شاید ہو روز محشر
 رونے شود کہ با او پیوند شب نہا شد قسمت میں قیری ورنہ وصلت کی شب نہیں ہے



دلم جز مہرِ مژدیاں طریقے برنمیگید
 زہرِ درمید ہم پندش و لکین درنمیگید
 خدا را لے نصیحت گو صریح از مطرب رنگ
 کہ نفعی در خیال با ازین خوشتر نمییگید
 صراحی میکشتر پنهان و مردم دفتر انگارند
 عجب گراقتش این ذرق در دفتر نمییگید
 نصیحت کم کن مدارا بہ فریاد دفن ز نقش
 کم غیر از راستی نقش دریں جوہر نمییگید
 میان گریہ می خندم کہ چون شمع اندک منہ
 نہان آتشیم بہت اما در نمییگید
 ستر چہ بے دین غولی تو گول چشم ازو برگیر
 بروکایں و عطف بے معنی مراد ستر نمییگید
 نصیحت گوئے زنداں را کہ با حکم خدا جنگ ست
 دلش بس جنگ می بینم چرا ستر نمییگید
 چہ خوش صبر دلم کردی بہندم چشم مست با
 کہ کس آہوئے وحشی ازین خوشتر نمییگید
 بطریقِ یاد آدم دل مضطر نہیں ہوتا
 میں سمجھتا بہت ہوں پر اثر اس پر نہیں ہوتا
 نصیحت چھوڑو اعظا آج ذکر مطرب دے کہ
 خیالی نقش سے تو کوئی بھی خوشتر نہیں ہوتا
 کنالوں میں چھپا کر آتشِ ستیاں لانا ہوں
 عجب ہے خاکِ جل کر یہ مرادِ فتر نہیں ہوتا
 سنو کچھ نالائے بکھ ستر فریادِ طلبے کی
 کہ غیر از راستی نفعی کا اور جوہر نہیں ہوتا
 بہ شکلِ شمع کرتا خندو و گریہ ہوں مجلس میں
 اثر کچھ بھی زبانِ آتشیں کا یہ نہیں ہوتا
 کہ دستِ وصلِ جاناں کی طلب کہتے ہے اعظ
 کہ خالی و عطف بے معنی سے کسا ستر نہیں ہوتا
 فراخیِ دلی زنداں ہوئی ہے حکمِ ایز و سے
 چلِ جنگ اس کا جکے ہاتھ میں ساغر نہیں ہوتا
 کیا ہے صیدِ دل شیروں کا اسکی چشم آہوئے
 بیاہاں میں شکار اس سے کوئی بہتر نہیں ہوتا

سخن در احتیاج باد استغنائے معشوق مست تو بے مشاق لے دل اور وہ بے یار لایا
 چہ سودا خسوں گری لے دل کہ دہر در نیگیرو اثر افسوں گری کا تیری کچھ اسپر نہیں ہوتا
 خدارا تھے لے منعم کہ دو اپنے سر کویت کرم کو ان پہ لے منعم تیرے در کے فقیر دل کو
 در دیگر غمی داند رہ دیگر غمبگیر و رو دیگر نہیں ملتی در دیگر نہیں ہوتا
 من از پیڑ مخلص دیدم کرامت ہائے مردانہ میں دیر مہال کو نہیں کرا مہتہائے مردانہ
 کہ ایں دلین رہا بانی را بجائے بر نیگیرو خریدار دیا کھری یہ سودا اگر نہیں ہوتا
 من ایں دلین مرقع را بجو اہم سوختن مونس یہ میں کس کا مہ کے خرقے جھلا دو انکو درویشوں
 کہ میرے فروشا نس بجائے بر نیگیرو کہ لینے کو انہیں تیار کوزہ گر نہیں ہوتا
 بیلے ساقی گلخ حبیب اور بادہ رنگیں ہلا لے ساقی گلرخ ہمیں بھی بادہ رنگیں
 کہ ننگے در و درین مازیں بہتر نیگیرو کہ نہ ننگے خوری اس سے کوئی خوشتر نہیں ہوتا
 بایں شعر تر و شیریں ز شاہنشہ عجب نام کچھ تم نے ہزاروں شعر شیریں مدح میں حافظ
 کہ سرتاپہ حافظ را چرا اور نہ نیگیرو ذرا تناسل بادشاہ وقت کیوں تم پر نہیں چھوڑا



دے باغ ہم بسریوں جہاں یہ بکسر نمی اروز
 بکے بغیر و شوقی ماکریں بہتر نمی اروز
 بکسے مے فروشانس بجائے بر نمی گیر و
 زبے سجادہ تقویٰ کہ یک ساغر نمی اروز
 شکوہ تاج سلطانی کہ بیم یاں رود و ج است
 کلاہ بکشت است اما پدر و سہ نمی اروز
 رقیم سرزنش ماکرد کہ این باب سر بہ تاب
 چہ افتاد این سرمایہ کہ خاک بر نمی اروز
 ترا آں بہ کہ مے خود دشمنان بچوستانی
 کہ سولے جہاندار می علم لشکر نمی اروز
 بشوہیں نقش دل تنگی کہ در بازار گیر تنگی
 بہ نعمتہائے گوناگون نے احمد نمی اروز
 دیار و یار مردم را مقصد میکند درند
 چہ جائے پارس کا یہ محنت جہاں یکسری اروز
 پس آسماں می نمود اول غم دریا بوسے سود
 غلط گفتہ کہ ہر موجش جہد گوہر نمی اروز
 ہداولے غم الفت زرد و زبور نہیں ہوتا
 یہاں بادو پیچے حال اپنا بکھ بہتر نہیں ہوتا
 بکسے مے فروشاں بکھ نہیں ہے جست تقویٰ
 کہ لگا ہاں اس کاواں کوئی بہ یک ساغر نہیں ہوتا
 شکوہ تاج سلطانی نہیں تو کیا ہوا اپنی
 نگہ ہے تاج سے بہتر کہ در و سر نہیں ہوتا
 ہزاروں آتے جلتے مٹو کریں ماریں ہیں دشمن
 جہاں لیکن ہمارا خاک دے سر نہیں ہوتا
 وہ آتا ہے چھپائے منہ کو مشاقوں کے مجمع میں
 یہ وہ سالار ہے جس کو علم لشکر نہیں ہوتا
 مشا و نقش دل تنگی کہ در بازار گیر تنگی
 ہزاروں نعمتیں ہوں مے سے بکھ خوشتر نہیں ہوتا
 دیار و یار نے قیدی کیا ہے در نہ پارس کیا
 بدل تکلیف کا میری جہاں یکسر نہیں ہوتا
 لگے آسماں ساحل سے مگر اس غم کے دریا میں
 کوئی گوہر خطر سے موج کے بڑھ کر نہیں ہوتا

برو گنج قناعت ہو، گنج عافیت، تمشیں
 پلو گنج قناعت اور گنج عافیت ڈھونڈو
 کہ یکدم تنگ دل بوران پر بھر و بر نمی آرزو
 کہ امن و آسوشی سے اور کچھ بہتر نہیں ہوتا
 چو حافظہ در قناعت کو مشواذ دنیائے دوس جگہ
 قناعت ڈھونڈو حافظہ کی طرح دنیائے کمر میں
 کہ یک پوشتہ دوس ایک صد من زر نمی آرزو
 بدل کم ظرف کے احساں بکاشم من زر نہیں ہوتا



دوستای دختر روز تو بہ زمستوری کرد
 پردہ ختم سے بروں دختر انگوری ہے
 شہر بہ مقرب و کار بہ ستوری کرد
 منتجب راضی ہے سب کار بہ ستوری ہے
 آواز پردہ بہ مجلس عرقش پاک کنید
 ڈالو دہ دید و نظر بزم میں اک بچہ پر بھی
 تاگوینہ حریفان کہ چسپاں دوری کرد
 تاکہ دشمن نہ کہیں مجھ سے تمہیں دوری ہے
 مژدگان پاشے دل کہ در نظر ہو عشق
 لے دل انعام کہ وہ عشق کا سرب سر بزم
 راہ متانہ زود و چسپاں دوری کرد
 مست ہو ہو کے کہ چسپاں دوری ہے
 ہمارے آنت کہ در عقیدہ حاصل گیرند
 دختر روز کہ ہم ایں چہ مستوری کرد
 نہ بہت آپ کہ رنگش ابدا آتش زود
 شرم سے شیشے میں ہے غم میں پستوری ہے
 آہندہ با خرقہ زاہد سے انگوری کرد
 غنچہ گلین و حلیم ز نسیم بشفقت
 آگ سے جل نہ سکے آب سے جو دل نہ سکے
 مرغ شبخاں طرب از برگ گل ہوئی کرد
 ایسی بر خرقہ زاہد سے انگوری ہے
 خنجر گلین و حلیم ز نسیم جانان
 غنچہ و حلیم ز نسیم جانان
 بلبل زار عزل خواہ گل سودی ہے
 بلبل زار عزل خواہ گل سودی ہے
 قافہ افتادگی از دست دزدانکہ حدود
 ہیں جو مغرور بہ دشمن تو ہوں محافظ لیکن
 عرض مال مول دیں مر سر مغروری کرد
 انگسار آپ کا نازہ آپ کی مجبوری ہے

درخت دوستی بنشائے کہ کام دل بہار آرد
 قرار دوستی کر لو کہ تسکین بخوار آئے
 نہال دشمنی پر کن کہ رنج بیشمار آرد
 کرمست دشمنی کہ اس سے رنج بیشمار آئے
 جو بہانہ فراہمائی بعشرت باطنی بارندہاں
 جو بہانہ میخانہ تو سیکھ آداب زندگی کے
 کہ دوسرے کشی جانناں گرت سستی خمار آرد
 بے چہرے دوستی اگر اس سے خمار آئے
 شب صحبت غنیمت دان واد خوشدلی بستاں
 شب صحبت فی کم محم طے روز خوشی خستہ
 بے گزشتی کہ گردوں بے لیل و نہار آرد
 بہت گزشتی کہ گزشتی کی بہت لیل و نہار آئے
 عمارتی داریں را کہ مہر و مادہ حکم مست
 عمارتی داریں را کہ مہر و مادہ حکم مست
 خدا یاد دل اندازش کہ بر مہمونی گزار آرد
 خدا یاد دل اندازش کہ بر مہمونی گزار آرد
 بہار عمر خواہے دل و گزشتی چمن بہار
 بہار عمر خواہے دل و گزشتی چمن بہار
 چمن عمری صد گل آرد بار و چوں لیل بزار آرد
 چمن عمری صد گل آرد بار و چوں لیل بزار آرد
 خدا چاہے دل پر شہر قرآن سے بستہ باز اعانت
 خدا چاہے دل پر شہر قرآن سے بستہ باز اعانت
 بے مہر واد دل و چوں لیل بزار آرد
 بے مہر واد دل و چوں لیل بزار آرد
 زکار افتاد و لے دل کہ صد من بار غم داری
 زکار افتاد و لے دل کہ صد من بار غم داری
 بڑیکہ چہرے در کش کہ در حالت کجا آرد
 بڑیکہ چہرے در کش کہ در حالت کجا آرد
 دریں باش کہ خدا تو را دریں بزم حافضہ
 دریں باش کہ خدا تو را دریں بزم حافضہ
 نشیند ہر لب جوئے و سروے در کنار آرد
 نشیند ہر لب جوئے و سروے در کنار آرد



دوش از جناب آصف پیک بشارت آمد در گاہ آصفی سے پیک بشارت آئے
 کہ حضرت سلیمان عشرت اشارت آمد لے عیش کی سیلانی سے بھی اشارت آئے
 خاک وجود مارا از آب بادہ گل کن خاک وجود میری بادو سے گونڈھ ایسی
 ویراں سرلے دل را گاہ عمارت آمد ویراں سرلے دل کا وقت عمارت آئے
 این شرح بے نہایت کہ حین یار گفتند قشر بیج بے ستاں جو حسین یار کی ہے
 حریت کہ ہزاراں اند عبارت آمد اک حرف بھی نہیں ہے جو عبارت آئے
 عیسیم پیش زہند لے خرقدے آلود اسے دلق بادو آلود کر میری عیب پارشی
 کائن پاکدامن اینجا بہر زیارت آمد جب یاں وہ پاک دامن بہر زیارت آئے
 امروز جائے ہر کس پیدا شود ز خواں ہوں ماند اس کے آگے سارے حسینا چہرے
 کائن ماہ مجلس آرا اندر صدارت آمد گر ماہ مجلس آرا اندر صدارت آئے
 بر تخت جم کہ تاجش محراب آفتاب است بہشت تو اس کی دیکھو پھر مہن جنت چہرے
 ہمت نگر کہ موسے یاں سخاوت آمد اک چوئی کی کہ جس پر سب کو سخاوت آئے
 از چشم شوخش لے دل ایمان خود نگہدار اُس چشم شوخ سے ہم یکے بچائیں دل کو
 کائن جاوے کہاں کش بر عزم غارت آمد جب جاوے کہاں کش با عزم غارت آئے
 در یاست مجلس شد در یاب وقت بشارت در یاست مجلس شد بچنے ہزار گواہر
 ہاں ایں زیاں سید وقت بشارت آمد جو اک زیاں سید وقت بشارت آئے
 آلودہ تو حافظ فیض ز شاہ در خواہ آلودگی صفت ہو پاک فیض شاہ سے
 کائن عنبر ساحت بہر طہارت آمد در بار میں اگر وہ بہر زیارت آئے

دل کے عیب نہایت وہاں جم دارد
 جو دل ہو غیب تھا اور وہاں جم رکھتے
 زخائے کہ از و گم شود چه غم دارد
 ہو گم جو ہر سیماں تو کچھ نہ غم رکھتے
 بخط و خال گدایاں بندہ خزیںہ دل
 بخند و خال فقیراں نہ ہے خزیںہ دل
 بدست شاہ شے وہ کہ محترم دارد
 وہ شہ کے ہاتھ میں دے تاکہ محترم رکھتے
 نہ ہر درخت تحمل کند جفائے خزاں
 خزاں کے ظلم ہر اک پڑ سہ نہیں سکتا
 غلام ہمت سر دم کہ ایں قدم دارد
 ہے سر و اک مرا ثابت جو ہر قدم رکھتے
 رسید موسم آل کز طرب چو ز گیس مست
 بہار آتی ہے ایسی کہ مثل ز گیس مست
 شد پیائے قدح ہر کہ شش دم دارد
 رکھے پیائے قدح جو بھی شش دم رکھتے
 ز ستر غیب کس آگاہ نیست قصہ مخزن
 ہے ایسا کوئی کہ ہو علم میر غیب جسے
 کہ ام محرم دل رہ دریں حسد دارد
 ہے کون محرم دل رہ جو در حسد رکھتے
 دلم کہ لایب بجز ز زخمے کنوں صد شغل
 تھی بے تعلق جس دل کو نہ معاملہ اب
 ہمیشے زلف تو بابا بد صبح دم دارد
 ہر بونے گیسو و بابا بد صبح دم رکھتے
 مرا و دل نہ کہ جویم کہ نیست دلداے
 مراد دل ملے کیسے ملے نہ گرداے
 کہ جلوہ نظر و شیوہ کرم دارد
 جو جلوہ نظر و شیوہ کرم رکھتے
 ز جیب خرقہ صافد چو طرف بول است
 ملے گا خرقہ حافظ کی آستین سے کیسے
 کہ صاف طلبیدیم و او صتم دارد
 طلب ہمیشہ ہے صمد وہ وہاں صتم رکھتے



در بر ہش ہنوم و بر من گذر نکرد
 بیخائیں راہ پر کیا اس نے گزر نہیں
 سعد لطف چشم داشتیم و یک نظر نکرد
 گر ل گیا تو سمبول کے ڈالی نظر نہیں
 میل سر شک بازویش کیں بدر نکرد
 کینہ نہ تیرے دل کا وصل میل اشک سے
 در سنگ خارہ قطرہ باران اثر نکرد
 ہاراں کا سنگ پر کوئی ہوتا اثر نہیں
 ماہی و مرغ و شاخت از فغان من
 دآں شویخ دیدہ ہیں کہ سراز خواب بر نکرد
 میخو اہتم کہ میرش اندر دستم چہ شمع
 او خود گذر بمن چو نسیم سحر نکرد
 یاد ب تو آں جوان دلاور نگاہدار
 کز تیر آہ گوشہ نشیناں حذر نکرد
 جانان کہ ام سگد لب بے کفایت مت
 کو پیش ز عظم تیغ تو جاں را سپر نکرد
 شوشی نگر کہ مرغ دل بال پر کباب
 سود لے غلام عاشقی از سر بدر نکرد
 حافظ حدیث عشق تو از بسکہ و کش مت
 تشفیہ کس کہ از سر دہشت ز بر نکرد
 کون اس بے سلیخہ ہے جو اپنی جان کو
 تیغ نظر کا تیری بنائے سپر نہیں
 جل کے کباب بن گیا دل پر ہوا اکھی
 سود لے غلام عاشقی سر سے بدر نہیں
 دیکش ہے ایسا آپ کا حافظ بیان عشق
 بے کون جس کے دل پر یہ کرتا اثر نہیں

رسید مژدہ کہ آیا ہم غم نخواہد ماند
 چنان نہاند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
 من ارچہ در نظر یاد خاکد شدم
 رقیب نیز چنین محترم نخواہد ماند
 کہے ہے رسوا مجھے گرد و ز مالتے میں
 وہ خود بھی خلق میں کچھ محرم نہیں رہتا
 ہر قتل عام چہ آمادہ پردہ دار تو پھر
 کوئی مقیم حرم حرم نہیں رہتا
 تو نگرا! دل درویش اپنے اپنے میں لے
 دام مخزن مال و درم نہیں رہتا
 سمجھ اے شمع غنیمت دھواں پڑا
 کہ یہ معاملہ تا صبح دم نہیں رہتا
 سر و تن عالم غلبہ پشادے خوش داد
 کہ بردہ کر مش کس ہارم نخواہد ماند
 بریں روافی زبرد نشستہ اندرز
 کہ جہز نکوئی اہل کرم نخواہد ماند
 چہ بجائے شکر و شکایت زلفش نیک بست
 کہ کس ہمیشہ گرفت بر غم نخواہد ماند
 گردن مشکوٰۃ غم اس قدر کہ دنیا میں
 کوئی ہمیشہ گرفت بر غم نہیں رہتا



مسرود مجلس جمشید گھنٹہ انداز بود مسرود مجلس جمشید کہوے یہ ہر دم
کہ جام بادو بیاور کہ جم سخاوت ماند کہ جام جم نہیں رہتا جو جم نہیں رہتا
زمہرانی جہاں طمع مہر جا فطرت امید اس کے کرم کی نہ چھوڑے عاقل
کہ نقش جہر و نشان ستم نخواہ ماند سدا کسی کا رواج ستم نہیں رہتا

روزِ ہجران و شبِ فرقتِ یارِ آخر شد روزِ ہجران و شبِ فرقتِ یارِ آخر شد
 زدم آئیں فال و گدشتِ اختر و کلاہِ آخر شد زدم آئیں فال و گدشتِ اختر و کلاہِ آخر شد
 بعد ازیں نورِ باقی و بیمِ از دلِ خویش بعد ازیں نورِ باقی و بیمِ از دلِ خویش
 کہ بخورشید رسیدیم و عیارِ آخر شد کہ بخورشید رسیدیم و عیارِ آخر شد
 آں پریشانیِ شبہائے دراز و غمِ دل آں پریشانیِ شبہائے دراز و غمِ دل
 ہمہ در سایہ گیسوئے نگارِ آخر شد ہمہ در سایہ گیسوئے نگارِ آخر شد
 سابقا عمر دراز و قدحتِ پرے باد سابقا عمر دراز و قدحتِ پرے باد
 کہ بسعی تو ام اندو و غمارِ آخر شد کہ بسعی تو ام اندو و غمارِ آخر شد
 شکر ایزد کہ باقیالِ کجہ گشتِ عمل شکر ایزد کہ باقیالِ کجہ گشتِ عمل
 شگفتِ بار دے و شوکتِ نادرِ آخر شد شگفتِ بار دے و شوکتِ نادرِ آخر شد
 باورِ نیتِ نریدِ عیبِ مہِ ایامِ هنوز باورِ نیتِ نریدِ عیبِ مہِ ایامِ هنوز
 قصہ غصہ کہ در و صلتِ یارِ آخر شد قصہ غصہ کہ در و صلتِ یارِ آخر شد
 صبحِ امید کہ بدستِ غیبِ پرده غیب صبحِ امید کہ بدستِ غیبِ پرده غیب
 گو بردنِ آں کہ کارِ شبِ تارِ آخر شد گو بردنِ آں کہ کارِ شبِ تارِ آخر شد
 گر چہ آشفتی کارِ من از زلفِ تو بود گر چہ آشفتی کارِ من از زلفِ تو بود
 حلّ این عقدہ ہم از دے نگارِ آخر شد حلّ این عقدہ ہم از دے نگارِ آخر شد



آں ہمہ ناز و تحکم کہ خسراں می فرمود
کی تھیں بر بادی خزاں نے جو گستاخوں میں
حافظت در قدم باد بہار آخسر شد
لایا جب موسم گل باد بہار آخسر شد
در شمار اچھے نسیا درد کے حافظ را
نہ ہوا اگرچہ مشہیدوں میں شمار حافظ
شکر کائناتِ محنتِ بے حد و شمار آخسر شد
شکر ہے کلمتِ بے حد و شمار آخسر شد

زابہ غوث نشیں دوشیں میں فنا شد زابہ گوشت نشیں آیا بہ سنجہ نہ ہے
 از سرچہ پیاں گزشتہ بر سرچہ پیاں نہ شد توڑ چمپان وقار چلے چمپان نہ ہے
 شاید عجبہ شباب آدمی دوشیں بخواب شاید عجبہ شباب آیا میرے خواب میں جب
 باز بہ میرا نہ سر عاشق و دیوانہ نہ شد پھر سے پیری میں کیا عاشق و دیوانہ ہے
 معنیچہ میگشتہ راجن عقل دیں کافر مرغ بچہ یوں یوں بے عقل دیں کو
 دینے آں آشنا از ہمہ بیگانہ نہ شد حق شناسوں کو کرے خود سے وہ بیگانہ ہے
 آتش رخسار گل خرمن بکبل بسوخت آتش رخ سے جلایا دی بسبیل گل نے
 چہرہ خندان شمع آفت پروانہ نہ شد شمع کا روئے حسین آفت پروانہ ہے
 گریہ شام و سحر شکر کو ضایع گشت گریہ شام و سحر شکر ہے ضائع نہ گیا
 قطرہ باران ماگو ہر یک دانہ نہ شد قطرہ اشک بناگو ہر یک دانہ ہے
 زگرہ ساقی بخواند آیت انہوں گری جیہم ساقی نے پڑھی آیت انہوں گری
 حلقہ اوراد ماگو دوشیں پیاں نہ شد حلقہ سجدہ بناگو دوشیں پیاں نہ ہے
 صوفی مجلس کہ دی ہام وقتہ ہی شکست گل ہو توڑے مستقیم و شیشہ و ساغر زاہد
 روٹی بیک ہر دمے عاشق و فرزانہ نہ شد آج مے پی کے ہوا عاشق و فرزانہ ہے
 منزل مافقہ کنوں باد کہ کبریاست بارگہ حق کی جہن منزل مافقہ کباب سے
 دل پر دلہ ارادت تباہ بر جانانہ نہ شد دل بہ دلہ ارادت ہے اور جان بہ جانانہ ہے



نہ ہے غمستہ زمانے کہ یاد باز آید خدا کرے کہ کسی طور یاد پھر آئے
 بکلام غمزہ و گان غمگسار باز آید بکلام غمزہ و گان غمگسار پھر آئے
 ہمیشہ شاہ خیاں شمشید ہم ابق چشم لگائے ابلق ویدہ ہیں راہ شمشید پر
 ہاں امید کہ آں شہسوار باز آید اسے کاش لوٹ کے وہ شہسوار پھر آئے
 در انتظار غمگش ہی پڑ دل صید امید تیر میں دل صید کا ترپتا ہے
 خیال اکہ برسم شکار باز آید سوار کاش و وہ برسم شکار پھر آئے
 مستقیم برسرِ راجش نشہ ام چوں گرد بنا ہوں خاک کہ بن کے غبار ساتھ چوں
 ہاں ہوس کہ ہاں رہ گزار باز آید جو قافلہ وہ سرور گزار پھر آئے
 دلے کہ باسر زلفین او قرار سے داد قرار عشق نے باندھا تجھے جو کاکل سے
 گان میر کہ در آں دل قرار باز آید قرار کیسے دل بے متسار پھر آئے
 چہ جوہر کہ کشید ند بلبلاں از دے رستم ہزار خزاں کے ہیں جان بلبل پر
 جوئے آکھ دگر فہرہ ساز باز آید ہیں سب گوارا جو فصل بہار پھر آئے
 سرشک من نزد موج بر کنار چو بحر نہ سیل اشک میں ڈوبے سینہ جہم دل
 اگر میان ویم در کنار باز آید جو اُس کی پتلی کمر در کنار پھر آئے
 ز نقش بندہ قضا ہست امید آں حافظ اے نقشبند قضا لکھ یہ دست حافظ پر
 کہ ہوں حنا بکھم آں نگار باز آید کہ ہاتھ مثل حنا وہ نگار پھر آئے

سالہا و فریز مادی و گرو صہب بود نامہ اعمال کا سالوں گر و صہب تھا
 رونق سیکھ اذ وہ س و عا نے مابود باعث رونق میخانہ سبق اُکھا تھا
 نیکی ہیر مٹھاں ہیں کہ چو ماہ مستان نیکی ہیر مٹھاں ایسی کہ ہستوں نے
 ہر چہ کریم بحیشیم کر مشن زیبا بود جتنا ہنگامہ کیا اس کے لئے زیبا تھا
 می شگفتہ زحرب ناکہ چو گل یارب جوئی کھل گئے پھول کے مانند لب جو پریم
 بر سر اسایہ آن سر و بھی بالابود سر پر کیا سایہ شش او سہی بالا تھا
 ہیر گل رنگ من اندر حق ازرق پوشاں ذکر عیادی زاہد کی اجازت نہ ملی
 دھت بہت ندادار نہ حکایت بابود بات چو چوڑی تھی اک قصہ بہت لمبا تھا
 دفتر دانش مابھل بٹوئید سے دفتر عقل کو دھسوا دیامے سے ہم نے
 کہ فلک یدیم دور قصہ دل وانا بود کہ فلک دشمن ادا کا دل وانا تھا
 منظر بارور و محبت غزلے می پرداخت چھیڑا منظر نے سرور و غم الفت ایسا
 کہ مکیان جہاں را مژدہ خون پالا بود اشک خوناب سے رنگیں رخ وانا تھا
 از جہاں اس طلب احسن شستہ سی ایل طلب حسن تو تھی ٹھیک توں کیلا
 کیس کے گفت کہ در علم نظر وانا بود چاہنا ان سے مگر عہد و نالیے جاسا تھا
 قلب ابد و دو حافظہ برا و خرچ نشد کھوٹے سکے کو چلانا تھا نہ آسان نہ لفظ
 کہ معال بہ عیب نہاں بیبا بود تیز با جرتھا بہت عیب نہاں بیبا تھا



سابلادل طلب جام جم از مایک کرد	طلب ساغر جم دل جو ہمداد رکھے
آہنہ خود داشت زہیکانہ مشتایک کرد	گل ہامیں ہے ولے گل کی تنائے رکھے
گوہرے کز صدف کون و مکانی بیرون بود	ہے جو نایاب گہر دنیا میں یہ دل اسکی
طلب از گمشدگان لب دریا میکرد	طلب از گمشدگان لب دریا رکھے
مشکل خویش بر پیر مغاں بردم و دشس	مشکل عشق کا حل پیر مغاں سے پوچھو
گو بتائید نظر حسن مقام میکرد	ہے جہاں ہیں وہ بہت محل مقام رکھے
دیدش خرم و خنداں قدح بادہ بدست	قدح بادہ جہے ہاتھ میں اک ساقی کے
وانہ آں آئینہ صمد گو نہ تماشا میکرد	ہے وہ آئینہ جو صمد گو نہ تماشا رکھے
گفتم این جام جہاں میں ہر کے داد حکیم	پوچھا۔ کس وقت ملجام جہاں میں تجھ کو
گفت آں روز کہ آں گنبدینا میکرد	کہا۔ جب اُس نے سر گنبدینا رکھے
آں چہ شبید و معتدل کہ میکرد آنجب	معتل کی جادو گر کی کیا ہے؟ طلسم سامر
سامری پیش عصا وید ہیبت میکرد	معجزہ عشق کا میکسن ید ہیبت رکھے
گفت آں یار کز وگشت سر دار بلند	وائے سرمستی کیا اُس نے سر دار بلند
جرش آں بود کہ اسرار ہوید امیکرد	کر کے منصور نے جب دان ہوید ارکھے
فیض روح اللہ سس از باز مدد فرمایہ	گر کہ سے روح میں گوشہ نشینوں کی مدد
دیگراں ہم بکنند آسپدہ سچا میکرد	سجڑے اُن کو طیس وہ جو سچا رکھے
گفتش سلسلہ زنجیر بتاں وانی چیدیت	کم نہیں سلسلہ زلف بتاں سے کوئی
گفت حافظ گلہ از شبید خدا میکرد	تجھ سے حافظ جو گلہ ہے شبید رکھے

سر و چہان من چرا میل چمن نیکند
 موسم گل میں گلبدن سیر چمن نہیں کرے
 بہر گل خمشود یا دامن نیکند
 بہر گل نہیں بنے یا دامن نہیں کرے
 تاول ہرزہ گرد من رفت بچمن نفاو
 رہتا ہے زلف یار میں چھوڑ کے سینہ دل مرا
 ز آں سفر دراز خود یا د وطن نیکند
 ایسا وہ بے لحاظ ہے یا د وطن نہیں کرے
 پیش کمان ابرویت لاپہ بھی کھم ولے
 ابروئے یار سے بہت کرتا ہوں تیر کی طلب
 گوشہ کشیدہ است از آں گوش بکن نیکند
 کھینچتے نہیں کمان وہ گوش سخن نہیں کرے
 چوں نسیم مشوہ زلف بختہ پر شکن
 کہ ہے نسیم نے اگر زلف بختہ پر شکن
 وہ کہ دلم عیاد آں عہد شکن نیکند
 دل مرا یاد کیوں تجھے وعدہ شکن نہیں کرے
 باہر عطر دانت آیدم از صبا عجب
 گزرا جتنوں سے گلبدن پر یہ عجب جتنے بابا
 کز گذر تو خاک رامشک بختن نیکند
 راہ گزار کی خاک تو مشک بختن نہیں کرے
 دی گلہ ز طرہ امش کردم ولا سرفروں
 زلف کے تلک کا اگر میں نے کبھی گلہ کیا
 گفت کراں سیاہ کج گوش بکن نیکند
 بولا کہ یہ سیاہ کج گوش سخن نہیں کرے
 دست کش جفا کن آبِ رحم کہ فیض ابر
 بارش اشک کے بدوں مہر و وفا کے بھر میں
 بہد و سرشک من دگر عدل نیکند
 پیدا کبھی کوئی حدت دگر عدل نہیں کرے



لغائے سائے شد صبا و اسمن پاک از چہ رو لغلز سا ہے حبیب صبا و اسمن پاک کیوں ترا
خاک بنفشہ زار را مشکبختن نمیکند خاک بنفشہ زار کو مشکبختن نہیں کرے

دل بامید وصل تو ہمدم جاں نمی شود دل جو امید وصل میں ہمدم جاں نہیں ہوا
جاں پر ہوائے کوئے تو فکر چمن نمیکند جاں ترے کوئے کی امید فکر چمن نہیں کرے

کشتہ غمزہ تو شد حافظہ ناشنیداپند کشتہ غمزہ ہو گیا حافظہ ناشنیداپند
تیغ سزا ست ہر کراور کب سخن نمیکند تیغ سزا ہے اُس کی جو در کب سخن نہیں کرے

سحر م دولت بیدار بہ بالیں آمد
 بخت بیدار مرا برسہ بالیں آیا
 گفت برخیز کہ اے خسرو شیریں آمد
 اور کہا اٹھ کہ ترا خسرو شیریں آیا
 قدحے درکش و سرخوش بہ تماشا بخرام
 لاؤے اور چراغاں کرو کا شائے میں
 تابہ بینی کہ عکارت پہ چہ آئیں آمد
 کہ وہ دلدار بھسدر زینت و تمکین آیا
 مژدگانی بدہ اے غلوئی نانہ کشائے
 بھاؤ اور گوسٹ نشینوں کو بشارت دیدو
 کہ ز صحرائے عشق آہوئے مشکیں آمد
 کہ ز صحرائے عشق آہوئے مشکیں آیا
 گر یہ آہے بربخ سوختگاں باز آورد
 اشک لے کر دیار نگین رخ سوختگاں
 نالہ فریاد رس عاشق مشکیں آمد
 نالہ فریاد رس عاشق مشکیں آیا
 در ہوا چند مطلق زانی و جلوہ گینی
 اڑتا پھرتا جے بصد عیشش کہو تر کا دل
 اے کہو تر نگراں پاش کہ شاہیں آمد
 جاکے اُس سے کہو ز نہار کہ شاہیں آیا
 ساقیا بدہ و غم مخور از دشمن دوست
 دوست دشمن کا نہ غم کھایمھے محو دے ساقی!
 کہ بکام دل ناآں بشد و این آمد
 حسب دل وہ گیا اور یہ پے تسکین آیا
 شادی یار پر پیچہ بدہ بادۂ ناب
 مہر باں یار پر پیچہ بدہ بادۂ ناب
 کہ مے لعل دولے دل غمگیں آمد
 خود وہ کرنے کو دوائے دل غمگیں آیا



رسم بد عہدی ایام چو دیدار بہار
رسم بد عہدی ایام جو دیکھیں اُس نے
گر بوازش بر سخن و سنبل و نسیم آید
ابر روتا ہوا بر سنبل و نسیم آیا
مرغِ دل باز ہوا در کماں ابرویت
دیکھ کے ناوکِ حُرگان و کسان ابرو
کہ کہیں صیدِ گہشِ جان و دل دیں آید
صیدِ خود لے کے بہ صیادِ دل و دین آیا
چوں صبا گشتِ حافظِ بشنیہ از بکمل
شعرِ حافظ کا سنا ابرو نے جب بکمل سے
عینِ افشاں بہ تماشا لے آیا
عینِ افشاں لے آیا

ستارہ بدخشاں و ماہ مجلس شد درخشاں ایک ستارہ جو ماہ مجلس ہے
 دلی رمیدہ مارا انیس و مونس شد دلی رمیدہ کا میسر انیس و مونس ہے
 نگار من کہ بکبت زلفت و خط منوشت پڑھانہ لکھا اگر وہ نگار ہے تو کیا
 بغیرہ مسئلہ آموز صد مدرس شد ہر غمزہ مسئلہ آموز صد مدرس ہے
 طرب سر کے محبت کنوں شود معبود طرب سر کے محبت کی ہو گئی تعمیر
 کہ طاق ابروئے یار من مہندس شد جو طاق ابروئے جاناں بنا مہندس ہے
 بعد از عطیہ ام می نشاند اکنوں یار ہوا ہے یار مرا مہسربان کچھ ایسا
 گدائے شہر نگہ کن کہ میر مجلس شد فقیر شہر بہت مجھ سا میر مجلس ہے
 لب از ترشح می پاک کن برائے خدا لبوں سے اپنے خدا کو پونچھ لے باہ
 کہ خاطر مہزاراں گنہ موکوس شد کہ دل مرا بہ ہزاراں گنہ موکوس ہے
 کرشمہ تو شرابے بعاشتاں پیوود شراب ناز و ادا سے ہیں مست یوں عاشق
 کہ علم بے شیرافاد و عقل بے حس شد کہ بے خبر ہے بہت علم، عقل جس ہے
 خیال آب خضر بہت و جام کفر و نہ کچھ ہے آب بقا اور نہ جام کفر و
 سحر و لوشی سلطان ابوالنور کس شد کہ پی کے جبروت سے شد ابوالنور کس ہے



ہوئے اولیٰ بیدار عاشقاں چو صبا
ہر بختے یاد صبا کی طرح دل عاشقی
دل لے عارضِ نسرین و چشمِ زگس شد
دل لے عارضِ نسرین و چشمِ زگس ہے
دو چہشت از دلِ میں ہر چہ چشمِ زگس
نگاہِ مستِ بستاں لڑتی ہے دین و دل
تو انگرے کہ بستاں نشستِ منس شد
گرے یہ شاہ کو بھی ایک پل میں منس ہے
ز راہِ میکدہ یار ایں عشاں بگردانید
شرابِ خانے کی رو پر نہ جاوے حافظ
چرا کہ حافظِ ازیں را وقتِ منس شد
کہ جو بھی آیا وہاں سے وہ عیشِ منس ہے

ساقی ار باد و اڑیں دوست بہام اندازد
 ہاتھ سے تیرے اگر ہاتھ میں بہام آجائے
 عارفان را بہد و در شرب بہام اندازد
 ساقیا شیخ کو بھی شرب بہام آجائے
 در حین زیر خم زلف بند وائے خال
 وائے خال ہو گر حلقہ گیسو میں ترے
 لے بہا سرخ خرد را کہ بہام اندازد
 سرخ دانا بھی بنے صید بہام آجائے
 آں زمان وقت ہے صبح فروخت کر شب
 جوش باد سے چراغاں کر دینخاں جب
 گرد خرگاہ افق پر دہ شام اندازد
 گرد خرگاہ افق پر دہ شام آجائے
 روز در کسب بہز کوش کے خوردن روز
 دن میں کر کام نہ پی باد کے چینے کے کہیں
 دل چیں آمد در زنگ غلام اندازد
 دل کے آئینے میں اک زنگ غلام آجائے
 لے خواہاں حالت آنست کہ در پنا حریف
 مست خوش بہنت ہے وہ یار کے پاؤں پر جو
 سر دست نہاند کہ کد ام اندازد
 سر و ستار رکھنے بن کے غلام آجائے
 زاہد اسر بگو گوشہ خود شید ہزار
 صر ہو خورشید سے اونچا تر زاہد تجھ کو
 بخت ار قرعہ چیں ماہ تمام اندازد
 کرنی گر بندگی ماہ تمام آجائے
 زاہد خام طبع بر سر انکار بہاند
 زاہد خام طبع، بھٹکے ہے انکار مگر
 پختہ گرد و چو نظر برے جب ام اندازد
 پختہ ہو جائے تو مگر ہاتھ میں جام آجائے
 بادو با محتسب شہر نوشی حافظ
 پی نہ با محتسب شہر نوشی حافظ کہ کہیں
 کہ خورد بادو است سنگ بہام اندازد
 پہلے بادو پیے پھر تو نے بہام آجائے



سحر نمیل حکایت با صبا کرد
کرے بلبل شکایات بجا ہے
کہ عشق گل بسا دیدی چہا کرد
ذرا دیکھو تو اس کا حال کیا ہے
غلام امت آں ناز نسیم
میں بندہ اس نگاہ نازیں کا
کہ کار خیر بے روی و ریا کرد
کرے نیکی جو بے رو و ریا ہے
خوشش باد نسیم صبح گاہی
رہے خوش تو نسیم صبح گاہی
کہ درد شب نشیناں را دو کرد
کہ درد شب نشیناں کی دوا ہے
من از بیگانگان ہرگز نسالم
نہیں عزیزوں سے کوئی مجھ کو شکوہ
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد
شکایت ہے اگر ہا آ آشنا ہے
از آں رنگ رخسار و دل از لذت
ہوا اس رنگ رخسار سے دل پُر از خوش
از آں گمشدن بختارم مبتلا کرد
کیا خاروں میں گل نے مبتلا ہے
بہر سو نمیل بیدل در افشاں
بہر سو نمیل بے دل کو نالہ
تعمم در میاں باو صبا کرد
بہر گل شوخیاں کرتی صبا ہے
گراز سلطان طبع کردم خطا بود
عسلط ہے نازینوں سے تو حق
ورازد لب و فاجہم جفا کرد
وفا مانگو اگر ملتی جفا ہے

وفا از خواجگانِ شہسہ با من وفا کی مجھ سے سرداروں میں جس نے
 کمالِ دین و دولت بوالوفا کرد وہ جانِ دین و دولت بوالوفا ہے
 نقابِ گلِ کشید از زلفِ سنبل نقابِ گلِ بنے سنبلِ اصبا جب
 اگر بندِ قبائے غنچہ واکرد کرے بندِ قبائے غنچہ واکرد
 بشارتِ بریکوئے مے فردشاں بشارتِ میکدوں میں دو کہ حاقظ
 کہ حاقظِ تو پہ اندِ زہد و ریا کرد نہیں کرتا وہ اب زہد و ریا ہے



ساقی اندر قدحم بازئے گلگوں کرد	ساقیا آج فی کیسی سنے گلگوں ہے
دوئے کہنہ ویریتہ ما فیون کرد	کیا ملا دی سنے ویریتہ میں کچھ فیون ہے
دیگراں دلتے ویریتہ برابر مسیداد	غیر پیتے ہیں سنے کہنہ تری محفل میں
بہمن دل شد چوں باز رسید افروں کرد	ہستی دزدی بھی نہیں مجھ کو سری جاں کیوں ہے
ایں قدح پوشش مرا جملہ بہ یکبار برید	پل ہے تھوڑی سی مگر بے خود مدہوش ہیں سب
ایں سٹاں بار مرا پاک نہ خود بیروں کرد	جسے کیسی کہ آپے سے کرے بیروں ہے
تو پندار کہ در سا عزو سپید ما	لگتا ایسا ہے مجھے اس بت سنگیں دل نے
بستہ سنگیں دل من خون جگر اکنوں کرد	کچھ ملایا سنے احمر میں جگر کاخوں ہے
آچند در سینہ مجروح نقش دل خوانی	دل جسے سمھامرے سینہ مجروح میں تو
شور عشق مست کہ باخون جگر معوں کرد	شور الفت سے وہ باخون جگر معوں ہے
روزی اقول کہ بہ استاد سپر نزد مرا	پڑھ کے استاد سے ہر شیہا بننے میں سب غیر
دیگرازا خرد آموخت مرا مجھوں کرد	دیں مکتب نے کیا محب کو مگر مجھوں ہے
دل حاکم کہ ز افسون بہت لاین بود	جادوئے لب سے سچا تو دل حافظ ہے دل
چشم جادوئے تو اش بار دیگر افسوں کرد	چشم جاناں میں عجب ہوش دبا افسوں ہے

سپید دم کہ صبا بوسے دوستاں گیرد
 سحر جو باو صبا بوسے دوستاں رکھے
 چمن زلف ہو اکہبت جنناں گیرد
 چمن بہ لطف ہو اکہبت جنناں رکھے
 نولے چنگ ہوا نساں نہ صلائے صبح
 نولے چنگ یوں دیو سے جسے دعوت بادہ
 کہ پیر صومہ راہ در مغاں گیرد
 کہ جا کے شیخ بھی سر بردہ مغاں رکھے
 شہ پہرچ زریں سپر کشد بردوش
 رکھے ہے شاہ فلک سر پہ تاج زریں جب
 بہ تیغ صبح و غمور افق جہاں گیرد
 بہ تیغ صبح حکومت میں سب جہاں رکھے
 بر خیم ذراغ میہ شاہ باز سہ رہنشین
 شکار ذراغ سہ کر کے شاہ باز سحر
 دریں مقرر نس رنگاری آستیاں گز
 براویج چرخ فلک ایک آستیاں رکھے
 بہ بزم نگاہ چمن نو کہ خوش تماشا نیست
 عجب تماشا بہاراں کا ہے گھتاں میں
 کہ لالہ کاٹہ نسرین دار خواں گیرد
 کہ لالہ کاٹہ نسرین دار خواں رکھے
 چہ علتے ست کہ گل در سحر نہاد رخ
 ہو جلوہ ایسا جو ہے گل کی رونمائی میں
 پند آئے ست کہ در مرغ صبح خواں گیرد
 ہو آگ وہ جو دل مرغ صبح خواں رکھے
 چہ پر تویت کہ نور حیدر صبح وہ
 ہو عکس ایسا چرخ سحر کرے روشن
 چہ شعلہ ایست کہ در شمع آسماں گیرد
 ہو شعلہ وہ جو دل شمع آسماں رکھے
 خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ
 خیال شاہی نہیں سر میں گر ترے حافظ
 ہر اہ تیغ سخن عورتہ جہاں گیرد
 تو کیوں مضغ بہ تیغ سخن جہاں رکھے



شاہد ہاں گرد بسری زمیناں کنند
دلبری کچھ ایسی دلہاراں کریں
زاہداں را زخندہ را ایماں کنند
زاہدوں کا خطرے میں ایماں کریں
ہر کجا آں شاخ ز گس بشکفد
غنیچہ ز گس اگر تیرا کھلے
گل رخانش دیدہ ز گس داں کنند
اپنی آنکھیں گل رخاں گلداں کریں
یار ماچوں سادہ آہنگ سماع
جب مرا محبوب ہو نقشہ سرا
قد میاں دور عرش دست افتاں کنند
رقص فریش عرش پر خوداں کریں
رخ نہاید آفتاب دولت
آفتاب رخ سے تیرے عاشقاں
گرچہ صہمت آئینہ رخشاں کنند
اپنے دل کا آئینہ رخشاں کریں
مردم چشم بخوں آغوشہ شد
صد ہزار آنکھیں ہوئی ہیں عرق خوں
از کجا ایں غلم بر انساں کنند
ظلم انسانوں پہ یوں انساں کریں
عاشقاں را برسہ خود حکم نیست
اختیار عاشقاں کوئی نہیں
ہرچہ فرمان تو باشد آں کنند
حکمران ان پہ معشوتاں کریں
دیش چشم کمرست از قطرہ
آگے سیل اشک کے کچھ بھی نہیں
ایں حکایت کہ از خونخاں کنند
چاہے کتنا قصہ طومناں کریں

کُن لگا ہے اندوچہشت تلو داں تیری آنکھیں بس دیاں ہوں گزرا
 مرگ را بریدلاں آساں کنند عاشقوں کی موت کو آساں کریں
 عیدِ رخسار تو کو تا عاشقِ آساں عیدِ رخسارِ بیتِ آساں اگر
 دروفا بیتِ جان و دل قریاں کنند جان و دل عاشقِ سب قریاں کریں
 خوش بر آسمی از خستہ ایدل کاہں راز دیکھ اہل راز کو اسے دلِ پاک وہ
 عیشِ خوش و رولہ بھجیاں کنند عیشِ خوش سے کم غم بھجراں کریں
 سرکشِ حافظ ز آو نیم شب غم نہ کر حافظ کہ نالہ ہائے شب
 تا پوچھت آشیہ رخشاں کنند صبح کے مانند دلِ رخشاں کریں



صوفی آبادہ بانداڑہ طور دوشش باد نوش ہو بادہ بانداڑہ اگر دوشش کرے
 در نہ اندیشہ ایس کار فراموشش باد در نہ بہتر ہے ایس صوفی فراموشش کرے
 آنکہ یک چرخے از دست توانداون گر چلے کوئی اک جبرعہ سے رندوں کو
 دست باشاہ مقصود راغوشش باد یار مقصود خدا اُس کا ہم آغوش کرے
 کیست آں شاہ سوار خوش و خرم کہ کوں اُس سوار خوش و خرم کا خدا اونیہ کو
 بستہ بند قبا و علم دوشش باد بستہ بند قبا و علم دوشش کرے
 ز گیس مست نوازش کن مردم دوشش نگہ مست دل افروز و دل آویز تری
 خون عاشق بکورد گر بقدر دوشش باد نوش جاں ہو ایسے گر خون جگر نوش کرے
 چشم از آئینہ داران خط و خالشت آنکھ جب آئینہ دار رخ جاناس ہے مری
 بہم از بوسہ ریاکان لب دوشش باد کیوں پھر لب بھی میرا شربت لب نوش کرے
 گرچہ از کبر سخن باہن درویش نکرد بات تک وہ نہ کرنے عاشق شیلہ لیکن
 جاں فدائے شکریں بستہ خاموشش باد جان کو اپنی خدائے لب غاموش کرے
 میر باگفت خطا بر قلم صنع ز رفت کہا تر شد نے نہیں حکیم مقتدر کی خطا
 آفریں بر نظر پاک خطا پوشش باد در گز ساری خطاؤں کو خطا پوشش کرے
 بقلامی تو مشہور جہاں شد حافظ بندگی نے تری مشہور کیا حاتم حافظ کو
 حلقہ بندگی زلف تو در دوشش باد ناز حلقے پہ بتا اُس کا نہ کیوں گوشش کرے

صبا وقت سحر بوسے زلف یار می آورد
 دل شوریدہ مار از نو در کار می آورد
 ز رشک تاب زلف یار بر باد سحر میداد
 صبا هر نافه مشکے که از تار می آورد
 فروغ ماه میدیدم ز باغ قصر اور روشن
 که روی از شرم آں خود شید بر یار می آورد
 عقیقہ از چین ابرویش اگر چه ناتوانم کرد
 بر حست هم پیای بر سر چهار می آورد
 سراسر بخشش جان طریق لطف احسان داد
 اگر هیچ میخست سوداگر ز تار می آورد
 من آں شلیخ صنوبر از باغ سینہ برکندم
 که هر گل که بخشش بگلست محنت یار می آورد
 ز بیم غارت چشمش دل غولم را کرد دم
 و نه میر سخت غول در ره بدین پنجر می آورد
 صبا وقت سحر جب بوسے زلف یار لائے ہے
 قرار چمن و تسکین دل ہمیں لائے ہے
 نہیں جسے اس کی زلف عنبریں کے سامنے کچھ بھی
 صبا جتنا بھی مشک آہوسے تار لائے ہے
 فروغ ماہ دیکھائیں گے قصر ناز سے اس کے
 کہیں خود شید تاب جلوہ رخسار لائے ہے
 شکن ابرو سے جانان کی مریض دناواں کر کے
 پیام مہربانی بر سر بیمار لائے ہے
 طریق لطف احسان ہے سراسر بخشش جانان
 اگر دوسے ہے وہ تسبیح اگر ز تار لائے ہے
 بد شاخ صنوبر باغ سے سینے کے کرتا ہوں
 کہ جب کھلتا ہے پنچہ دل پہ تم کا بار لائے ہے
 انھر کے تیرے میاد کر کے بسمل و غولیں
 احسا کے ہاتھ میں میرا دل خوبا لائے ہے



خوش آں وقت خوش آں سآ کر آں لٹ گر بندش
وہ خوش لمحہ وہ خوش ساعت پھر اک دل کو جب میرے
بہرہ دے چناں دلہا کہ ختم اقرار می آورد
پچھلے اپنی زلفوں میں مراد لہار لائے ہے
بحول مطرب ساقی بروں مستم گر و سیک
کہ مشکل سے جہاں قاصد پیام آیا لائے ہے
عجب مستم دیشب حافظ جام و پیانہ
اگر پتا ہے حافظ مستب اتم اس کو چہینے وہ
وے منعش نمی کردم کہ صوفی وار می آورد
یہ دیکھو کیسی خوشوقتی وہ صوفی وار لائے ہے

صبا بہ تہنیت ہر می فروش آمد صبا بہ تہنیت پیسے فروش آئے
 کہ جو ہم طرب میں و ناز و نوش آمد جو ہم طرب و عیش و ناز و نوش آئے
 ہوا مس نقش گشت و باد نافرہ کشا ہوا مس نفس ہوا صبا ہو نافرہ کشا
 درخت سبز شد و مرغ در خر و شش آمد درخت سبز ہو بلبل بعد خر و شش آئے
 تنور لالہ چناں بر فروخت باد بہار تنور لالہ کو دم کائے ایسے باد صبا
 کہ چرخ عرق گشت و گل بکوش آمد کہ چرخ عرق پسینہ بولگی بہ جوش آئے
 بگوش بوش بوش از من و اعشرت کوش یہ گوش بوش بوش و عیش و عشرت کوش
 کہ ای سخن سحر از لقمہ بگوشش آمد یہ لے کے آگئی اک صبح دم و سروش آئے
 ز لکر تفرقہ باز آئی تاشوی جوع خیال دشمن چھوڑ و استہار انس کرو
 بیکلم آنگہ چرخد اکہر من سروش آمد کہ جائے دہر کے شیطاں اور سروش آئے
 ز مرغ صبح ندانم کہ سوسن آزاد نہ جانے مرغ صبح سے سنا ہے کیا اس نے
 چہ گوش کرو کہ بادہ زباں نموش آمد کہ دس زبانوں کی سوسن بھی اب نموش آئے
 چہ جانے صحبت نامحرمت مہل انس ہے بزم انس سے نامحرموں کو کام ہی کیا
 سر پہ بالہ پہوشاں کہ خرقہ پوش آمد چھپا کے رکھو پیالہ جو خرقہ پوش آئے
 بگویت سخن نموش سیاہ بادہ بوشش یہ شراب یہ بزم طرب ہے کچھ ایس
 کہ زاہد از بر مافت و بادہ نوش آمد کہ محتسب بھی یہاں بن کے بادہ نوش آئے
 ز خاںقاہہ بہ سخاوت می رود حافظ جو خاںقاہ سے جاتا ہے یکدم حافظ
 مگر زستی زہد و ریاء پوشش آمد ہے وقت سنی زہد و ریاء پوشش آئے



عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد	رُخ سے روشن جو ترے آئینہ جام ہوا
عارف از پر تو سے در طمع خام افتاد	دیکھ کے صوفی اُسے در طمع خام ہوا
حسین روئے تو بیک جلوہ کہ در آئینہ کرد	پر تو حسن پڑا تیرا جس آئینے میں
ایں ہمہ نقش در آئینہ اولام افتاد	لوٹ کے چو کہ وہ آئینہ اولام ہوا
جلوہ کرد رخس روز ازل زیر نقاب	جب ہٹا پر وہ ازل میں در رخ روشن سے ترے
عکسے از پر تو آں بر رخ افہام افتاد	پر تو حسن سے روشن در رخ افہام ہوا
ایں ہمہ عکس مے و نقش مخالفت کہ نمود	عکس بارہ میں ہے جو نقش جوہ پاتے ہیں
یک فروغ رخ ساقی ست کہ در جام افتاد	اک فروغ رخ ساقی ہے کہ در جام ہوا
غیرت عشق زبان ہمہ خاصاں بہرہ	غیرت عشق نے کالی مجوز باغ صول کی
از کما ستر خمش در دہن عام افتاد	راہِ الفت کیوں میرا در دہن عام ہوا
ہر دُش با من دل سوختہ لطف دگرست	سوختہ دل پہ ہوئی بارہ دگر پہ چشم کرم
ایں گدا میں کہ چہ شائستہ انعام افتاد	دیکھو کیسے یہ گدا قابلِ انعام ہوا
پاک ہیں از نظیر پاک بمقصود رسید	پاک ہیں کو نظر پاک نے مینائی دی
احول از چشم دو تیرا در طمع خام افتاد	دیدہ بدین کا اندر طمع خام ہوا
زیر شمشیر عشق رقص کساں بید رفت	رقص کرتے ہوئے جاتے ہیں موتے منقول ہم
کالکہ شد کشتہ او نیک سرا انجام افتاد	کہ جو منقول ہوا نیک سرا انجام ہوا

در غم زلف تو آویخت دل از چاؤ زنج
 نکلا جو چاؤ زنج سے تو چھٹا زلف میں دو
 آؤ کر چاؤ برون آؤ درد دام افتاد
 قید سے چھوٹا جو دل بس وہ تہہ نام ہوا
 آں شد لے خواجہ کہ در صومعہ یاد مہنی
 زہد و تقویٰ سے مجھے واسطہ کیا کج مرا
 کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد
 کار دل با رخ ساقی و لب جام ہوا
 من زمسجد بخرایات نہ خود افتاد
 صومعہ سے اُسے کیا کام ازل سے جس کا
 ایتم از روز ازل حاصل و فرجام افتاد
 اک خرایات مغال حاصل و انجام ہوا
 چہ کند کہ پہلے دوراں نزد چوں پرکار
 مثل پرکار لگاتا ہے وہ چکر ہر دم
 ہر کہ در دائرہ گردش ایام افتاد
 ہر کہ در دائرہ گردش ایام ہوا
 من کہ در دمرہ عشاق برندی علمم
 بل گئی جب سے مجھے رندی و سرگردانی
 طلب پناہ کہ زخم طشت من از بام افتاد
 بزم عشاق میں مشہور مرا نام ہوا
 صوفیاں جملہ حریفند و نظریان دے
 صوفی دنیا میں ہزاروں ہیں نظر باز مگر
 زیں میاں حائفند و لی سوختہ بدنام افتاد
 ایک دل سوختہ حائفند ہے جو بدنام ہوا

عشق نہ سرسری مست کہ از سر پہ شود کیا سرسری تھا عشق کہ سر سے بدر ہوا
 ہرست نہ عارضی مست کہ چائے دگر شود تھا کیا یہ عارضی کہ پہ شخص دگر ہوا
 عشق تو درو جو دم و میر تو در دلم شوق نگار دل میں سرے عشق جان میں
 با شیر در دروں شد با جاں بدر شود با شیر جسم میں گیا با جاں بدر ہوا
 در دیست در عشق کہ اندر غلاچ او ہے در عشق میرا کچھ ایسا کہ لب تک
 ہر چند سعی ہمیش شانی ہتر شود جتنا علاج اُس کا ہوا ایسے اثر ہوا
 اقل منہ کیے کہ در میں شہر ہر شب طرز فقاں تھی پُر اثر ایسی کہ ایک شب
 فریاد من گنبد افلاک ہر شود نالہ کند گنبد افلاک یہ مر ہوا
 در ز آئینہ من سر شک فشانم بزدہ در وہ رو کے میں نے اس طرح دیا پہانے
 کشت عراق جملہ بیک بار تر شود صحرابھی جن کے سیل سے سیراب تر ہوا
 دی دو میان زلف بدیم کرخ نگار بکھری رُخ نگار پہ یوں زلف غنبر میں
 بر ہیئت کہ ابر محیط متمر شود ابر سیاہ جیسے محیط متمر ہوا
 گفت کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نے پوچھا کہ ابتدا کروں بوسے سے تو کہا
 بگذار تا کہ ماہ ز عقرب بدر شود مٹھہر دا بھی کہ مرنہ یہ عقرب بدر ہوا
 اے دل بہ یاد حلش اگر بادہ میخوری بیٹنی بیاد لب ہے تو موقع ہے آج شب
 گذار ہاں کہ بزم عیاں را خیر شود ہے مدنی بھی سویا پڑا ایسے خیر ہوا
 حافظ سر از لحد بدر آورد پائے بوس حافظ نے اٹھ کے چوم لیا پائے یاد کو
 گر خاک او پائے شاپے سپر شود وہ آ کے قبر پر جو بھی حیلوہ گر ہوا

غلامِ زر گیس مست تو تاجدارا نند
 غلام آنکھ کی مستی کے تاجدار بہت
 خراب بادۂ لعل تو ہوشیارا نند
 خراب بادۂ لب تیرے ہوشیار بہت
 ترا حیا و مرا آب دیدہ شد عنائ
 تیری حیا سے مری چشم تر سے داڑ کھلا
 و گرنہ عاشق و معشوق رازدارا نند
 ہیں ورنہ عاشق و معشوق رازدار بہت
 بزیر زلف دو تاجوں گذر کنی بنگر
 ہیں تیری زلف میں جتنے بھی عاشقوں بنگر
 کہ از یسین و یسارت چہ بیقرارا نند
 وہ تیرے سایہ سے پر ایسا بے قرار بہت
 گذار کن چہ صبا بر بنفشہ زار و بیں
 گلوں کا حال ہر اُسے بنفشہ زاروں میں
 کہ از لطف اول زلفت چہ سوگوارا نند
 یہ ظلم زلف سے تیری ہیں سوگوار بہت
 رقیب در گذر و پیش از میں کن سخت
 رقیب اچھوڑ بھی اب اس قدر ضرور نہ کر
 کہ ساکنانِ در دوست خاکسارا نند
 ہیں ساکنانِ در دوست خاکسار بہت
 نہ من بر آں گل عارضِ عزل مرا ہمیں
 عزل سراگل عارض پہ ایک میں ہی نہیں
 کہ عند لب تو از ہر طرف ہزارا نند
 ہیں نغمہ زن یہاں ہر سو تو سے ہزار بہت
 تو در سنگیر شوائے خضر پہ نجستہ کہ من
 ہو و سنگیر تو اے خضر پہ نجستہ کہ میں
 پیادہ میروم و ہر ماں سوارا نند
 پیادہ پا ہوں مگر ساتھ ہیں سوار بہت



بیاہر میکدہ و چہرہ ارغوانی کن شراب غمانے میں چل پئی کے سرخ و ہوجا
مرو بصومعہ کا سنہا سیاہ کارا نند نہ جا بہ صومعہ و ایں ہیں سیاہ کار بہت
نصیب بہت بہت ایسے فدا ناس پڑ عزور اتنا ہے کیوں شیخ زہد پر تجھ کو
کہ سختی کرامت گن ہر گار اماند ہیں مسحق کرم بھی گن ہر گار بہت
خلاص حافظہ از آں زلف تا پد ارباب روان بندش گیسو سے مانگست حافظہ
کہ بستگان کندر تو رستگار اماند کہ بستگان کنڈا اُس کے رستگار بہت

قتلِ یں نختِ بشمِ شیر و قفسِ دیرِ نبود
 قتلِ شمشیر سے ہونا مری تقدیر نہیں
 ورنہ کچھ ازلِ دلِ بے رحم کو تقصیر نبود
 دلِ بے رحم کی اس میں کوئی تقصیر نہیں
 یادِ آبِ آئینہ حسن تو چہ ہو ہر دار
 دھندلے ہو جاتے ہیں سب آئینے آہلِ مری
 کہ درِ آؤ مرا قوتِ تاثیرِ نبود
 پر ترے آئینے یہ قدرتِ تاثیر نہیں
 سرِ نہ حیرتِ بدرِ میکہ و ہارِ کرم
 صومعہ چھوڑ کے جاتا ہوں خراباتِ کرم
 پتوں شناسائے تو درِ صومعہ یک پرِ نبود
 کہ شناسا ترا کوئی بھی یہاں پر نہیں
 بن دیوانہ چو زلفِ نور ہامیہ کرم
 ہے گرفتار جو گیسو میں تو اس سے بہتر
 نہیج لائی ترم از عقلتِ نہیجِ نبود
 دلِ مضطر کوئی تیرے لئے نہیج نہیں
 ہاں نہیں تر زقوتِ درِ چینِ حسنِ زست
 خوشتر از نقوشِ تو درِ عالمِ تصویرِ نبود
 چمنِ حسن میں تجھ جیسا نہیں سرو کوئی
 نقشِ تجھ سا کوئی درِ عالمِ تصویر نہیں
 تاگر ہچھو صبا بلا بزلِ نورِ رسم
 وصلِ منت میں نہیں اور تیری خفوت میں
 کارِ میں دوشِ بہرِ تالہ شہگیرِ نبود
 کامِ دل کو میرے جز تالہ شہگیر نہیں
 اس کشیدہ ہاں تو لے آتشِ ہجرِ اس کے چو شمع
 شمعِ دل جل ہی گئی آتشِ ہجرِ اس میں مری
 جز فائے خودِ اند دستِ تو نہ میرِ نبود
 جز فنا اس کے لئے اور کوئی تدبیر نہیں
 آتے ہر غذا باندہ حافِظِ بے تو
 علمِ ہجرِ اس میں نبی تیری حکایتِ حافظ
 کہ برینچ کشِ مایہِ تفسیرِ نبود
 ایسی آیت کہ اُسے حاجتِ تفسیر نہیں



قطرہ آنسو کا جو ٹپکا تی ہے چشم تر سفید قطرہ اشکے کہ میریزم از چشم تر سفید
راست میں فرقت کی وہ لگتا ہے اک اختر سفید یتیم و شب بھر تو چوں اختر سفید
وصلِ جانان کا ہوا مائل نہیں مجھ پر تو کیوں سوئے مائل نشہ ہر گز بجائے وصل او
ہڈیاں میری کرے ہے جب غم دلبر سفید استخوانم گرچہ شد از ہجر آن دلبر سفید
جب رنگا ہے لبِ میگوں تو ساقی جام سے ساقیا چوں لبِ میگوں بنی جام شراب
عکس لب سے سرخ ہو جاتا ہے وہ ساغر سفید یتیم سرخ از عکس لب ساغر سفید
ماہِ نوگب بنے اُسے تو خونِ عاشق کے لئے نیست ماہِ نو کہ از میدانِ کس ترکِ فلک
باندھتا اپنی کمر پڑے فلکِ خنجر سفید بریاں بستہ بخونِ عاشقاں خنجر سفید
دیکھ حافض وہ لب و دندان ہو ہنگامِ سخن آن لبِ دندان او حافض ہو ہنگامِ سخن
اصل کی ڈبیر میں ہوں جیسے بھرے گوہر سفید ختمِ اعلیٰ گویا پر دُر و گوہر سفید

کلک مشکین تو رونے کے زما یاد کند کلک مشکین ترا مجھ کو اگر یاد کرے
 ہر واجر دو صد بندہ کہ آزاد کند ہر واجر دو صد بندوں کو آزاد کرے
 قاصد حضرت سہلی کہ سلامت بادا قاصد حضرت سہلی کہ سلامت اُس کو
 چہ شود گر بسلائے دل ماسا د کند لے کے آئے جو سلام اُن کا نیت شاکرے
 یارب اندر دل آں خسرو شیریں انداز دال یارب تو دل خسرو شیریں میں بھیج
 کہ برحمت گذرے بر سر فرہاد کند کہ کرم بھول کے وہ بر سر فرہاد کرے
 حال عاشقہ عشق تو ز بنیادم بزر عشقہ عشق سے پر یاد کیا جس دل کو
 مگر فکر بیکمانہ چہ بنیاد کند فکر فرزانہ کبھی اُس کو نہ آباد کرے
 گوہر پاک تو از دست دستافتن دست گوہر پاک تو از دست سے مستغنی ہے
 فکر مشاطہ چہ با حسن خداداد کند فکر مشاطہ نہ کچھ حسن خداداد کرے
 امتحان کن کہ جسے گنج مراوت بدہند کرے امتہ تری لاکھ مراویں پوری
 گر خرابی چہ مرا لطف تو آباد کند لطف تیرا جو خرابہ مرا آباد کرے
 شاہ ناپ بود از طاعت صد سال زہد زہد صد سال سے بہتر ہے یہ حاکم کے لئے
 قفسے یک ساعت عمر کے کہ درود او کند اک گھنٹہ عمر اپنی رعایا سے اگر دوا کرے
 رو نبردیم بمقتدر خود اندر شیراز رو مقتدر نہیں فتی ہے شیراز میں جب
 خرم کس روز کہ حافظہ رو لیا د کند کیوں نہ رخ عزم کا حافظہ سونے لیا د کرے



کسے کہ حسنِ رخ دوست اور نظر دارد کوئی جو حسنِ رخ دوست پر نظر رکھے
محنت مت کہ او حاصلِ بصر دارد ہے خوش نصیب کہ وہ حاصلِ بصر رکھے

کسے باصلِ تو جوں شمع یافت پروانہ وہ پائے وصل کا پروانہ شمع کی صہوت
کہ زیرِ تیغ تو ہر دم سرگرد دارد جو نیچے تیغ کے ہر دم سرگرد رکھے

پہلے بوسِ تو دستِ کسے رسید کہ او اُسی کو ہوتی ہے حاصلِ تری قدم بوسی
چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد جو آستانے پہ تیرے ہمیشہ سر رکھے

ز دہر خشک طوم بیار بادۂ ناب ہوں زہر خشک سے میرا نہ غراب مجھے
کہ بے بادۂ دماغ مدام تر دارد کہ بونے بادۂ دماغیں دماغ تر رکھے

بزورِ قیہ تو روزے ہمیشہ ام تیرے ہر ایک تیر ترا دل کے پار ہوتا ہے
ز بس کہ تیر غمت سینہ بے سپرد دارد کہ سینہ یہ ترا دیوانہ بے سپرد رکھے

کیسے کہ از روضہ قوی قدم بروں نہ نہاد نہ راہِ زہد سے جس نے قدم نکالا کبھی
ہر دم میکدۂ اکنوں سر سفر دارد شراب خانے کا اب وہ سر سفر رکھے

ز بادِ بیت اگر نیست این نہیں کہ ترا شراب پشاموں میں اس نے کہ شاید یہ
دے زو سوسہ عقل بے خسر دارد مجھے زو سوسہ عقل بے خسر رکھے

دلِ شکستہ حافظہ بجاک خواہد برد دلِ شکستہ حافظہ کے ساتھ جائے گا
چو لالہ دماغ ہولے کہ بر جگر دارد لہ میں دایع ہوا اُس کا جو جگر رکھے

گر میفرودش حاجتِ رندان روا کند
 اگر می فروشدش حاجتِ رندان روا کرے
 از دگنہ بخشد و دفع بلا کند
 از دگنہ بخشد و دفع بلا کرے
 در کار خانہ کہ در علم و عقل نیست
 وہ کار خانہ جس میں ہو علم و خرد نہ کچھ
 وہم ضعیف رائے فغولی چسہ کند
 وہم ضعیف رائے وہاں دے کے کیا کرے
 مضرب بسا جو کہ کس بد چسب بند
 جاتا نہیں ہے کوئی دُتیا سے بے اہل
 و آن کو نہ این ترانہ سراید خطا کند
 جو اس سے اختلاف کرنے لگ خطا کرے
 گردنچ پشت آید و اگر راحت اے حکیم
 آرام اسے حکیم بے یا مصیبتیں
 نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند
 لازم ہے آدمی پہ کہ شکر خدا کرے
 مارا کہ در در عشق و بلائے خمار بہت
 اس درد عاشقی و بلائے خمار کی
 یا وصل دوست یا مئے صافی دوا کند
 یا وصل دوست یا مئے صافی دوا کرے
 حقا کہ در زماں برسد مژدہ اماں
 آتے فرشتے لے کے ہیں اک مژدہ اماں
 گر سائیکے بعہر امانت و فاکند
 دُتیا میں پورا اگر کوئی عہدہ و فاکرے
 ساقی بہام عدل بد و بادہ تا گدا
 ساقی بہام عدل پلا بادہ تا گدا
 غیرت نیاورد کہ جبہاں پُر بلا کند
 عالم نہ سب بے غصہ و عزم پُر بلا کرے
 جاں نیت و سریرے حافظ از غصہ خست
 جہاں فکرے میں دی ہیں جلا غم میں حافظ
 عیسیٰ مے کجاست کہ اچھاے ما کند
 عیسیٰ نفس ہے کوئی جو میری دوا کرے



گفتم کیم وہاں ولایت کامراں کنند
 بولا کہ کب مجھے ترے لب کامراں کریں؟
 گفتم بیکشم ہرچہ تو گوئی بہاں کنند
 بولا ہر انتخاب تری ہم توہاں کریں
 گفتم خراج مصر طلب میکنہ بہت
 بولا خراج مصر طلب کیوں کر میں لب
 گفتم دریں معاملہ کمتر زیاں کنند
 بولا طلب جو اس سے کریں کم زیاں کریں
 گفتم بہ نقطہ وہنت خود کہ بردار
 بولا کہ یہ سوال فقط نکستہ داں کریں
 گفتم صنم پرست مشو یا صمد نشین
 بولا نہ اہل عشق عزم این و آن کریں
 گفتم بولائے میکدہ عزم می بردار
 بولا کہ دھوئیں سے دل داغدار کو
 گفتم خوش آں کساں کہ لے شادمان کنند
 بولا میں خوش نصیب جو دل شادمان کریں
 گفتم شراب خرقہ نہ آئیں مذہب ست
 بولا کہ دند و خواجہ و صوفی میں فرق کیا
 گفتم این عمل مذہب پیر مغال کنند
 بولا یہ سب پرستش پیر مغال کریں
 گفتم ز لعل نوش لباب پیر راجہ سود
 بولا کہ کب تیرے لب کی ہے بیڑاں کو کیوں تلاش؟
 گفتم بہ پوسہ شکر نیش جواں کنند
 بولا کہ لعل لب سرے دل کو جواں کریں
 گفتم کہ خواجہ کے بسر حبلہ میرود
 بولا کہ کب بیٹے کی مجھے خواجہ تری
 گفتم آں زماں کہ مشتری دم قرآن کنند
 بولا کہ ماہ و مشتری جس دم قرآن کریں
 گفتم دعلائے دولت تو دروہا نقطہ ست
 بولا کہ چھا دعائیں دیو سے ہے کیوں حافظہ سقد
 گفتم این معاملہ کب بہت آساں کنند
 بولا یہ سب ملاک بہت آساں کریں

گل بے رُخ یار خوش نہاشد گل بے رُخ یار خوش ہو کیسے
 بے بادہ بہار خوش نہاشد بے بادہ بہار خوش ہو کیسے
 طرفِ چمن و ہوائے بستاں طرفِ چمن و ہوائے بستاں
 بے لالہ عذار خوش نہاشد بے لالہ عذار خوش ہو کیسے
 رقصیدنِ سرو و مالکِ گل یہ سرو کار قصا گل کی شوخی
 بے صوت ہزار خوش نہاشد بے بانگ ہزار خوش ہو کیسے
 باغ و گل و گل خوشمت لیکن باغ گل و گل ہے خوب لیکن
 بے صحبت یار خوش نہاشد بے صحبت یار خوش ہو کیسے
 ہر نقش کو دستِ عمتل بند وہ نقش جو عقل سے ہے پیدا
 بے نقش نگار خوش نہاشد بے نقش نگار خوش ہو کیسے
 دایاں شکر لبِ گل اندام دو یارِ شکر لب و گل اندام
 بے بوس و کنار خوش نہاشد بے بوس و کنار خوش ہو کیسے
 جاں نغزِ محقر سنتِ حافظ یار آئے تو حبانِ میری حافظ
 از بہرِ نثار خوش نہاشد اگر ہو نثار خوش ہو کیسے



گرچہ برد اعظمی شہر ایں سخن آسان نشود
 و اعظمی شہر کو سمجھانا یہ آسان نہیں
 تار یا در زدو ساکوس مسلمان نشود
 مکرو ساکوس جو کرتا ہے مسلمان نہیں
 رندی آموزہ کرم کن کہ نہ چندی ہنرست
 بیٹھ میخانے میں اور سیکھ ہنر رندی کے
 حوصلے کہ نوشد سے و انسال نشود
 آدمی گر نہ پیسے تو وہ انسان نہیں
 گو ہر پاک بہا یہ کہ شود متا بل فیض
 گو ہر پاک بہا یہ کہ شود متا بل فیض
 در نہ ہر سنگ گلے ٹوٹو و مرجہا نشود
 ہر گل و سنگ یہاں جو ہر و مرجہا نہیں
 اہم اعظم کند کار خود ایدل خوش باش
 اہم اعظم کی یہ برکت ہے ہوش تو لے ل
 کہ بہ تلبیس و جیسیل دیو مسلمان نشود
 دیو فنا کبھی تقویٰ کے مسلمان نہیں
 درد مند یکہ کند درد نہاں پیش طیب
 جاکے بتلاؤں طیبوں کو میں کہوں نہ نہاں
 درد او بلے سے متا بل درماں نشود
 جبکہ یہ درد مرا قابل درماں ہیں
 عشق می ورزم و امید کہ ایں حق شریف
 عشق کرتا ہوں بہ امید کہ یہ حق شریف
 چوں ہنر لے دو گر موجب حرماں نشود
 اور ہنر لے دو کی طرح موجب حرماں نہیں
 دوش می گفت کہ قزوا بہ ہم کام دولت
 وہ گیا بچھ سے جو پھر وصل کا وعدہ کر کے
 سب سے ساز خدا یا کہ پیشیاں نشود
 اسے خدا دیکھ کہ وہ ہوئے پشیمان نہیں

محسن خلقے ز خدا می طلبم خوئے ترا
 تاوگر خاطر ما از تو پریشان نشود
 حسن اخلاق خدا یا دے تو اُس بد خو کو
 تاکہ خاطر ہو مری اتنی پریشان نہیں
 ہر کہ در پیش بتاں از سر حبال می لرزد
 بے تکلف تن اولائی مسترباں نشود
 جہاں دیشے سے بتوں پر ہو تامل جس کو
 ایسا بزدل، کبھی شائستہ قربان نہیں
 وزہ را تا نبود ہمتِ عالِ حافلا
 طالبِ چترِ خورشید درخشاں نشود
 جہتِ عالیہ حافلا نہیں اُس ڈکھیلے جو
 طالبِ چترِ خورشید درخشاں نہیں



گرچہ از غمزدہم زخمی چل کاری کند بت مرا غمزدے سے دل پر زخم گواکاری کرے
گاہ گاہ از مرہم باشد کہ دلہاری کند پھر بھی گاہے گاہے کیا مرہم سے دلہاری کرے
گر نیا شد از تے لعل تو بوسے در مشام گر میسر ہونہ اُن کو بادۂ شیرین لب
عاشقان راویہ دائم کار خستاری کند آنکھ تیری عاشقوں کا کار خستاری کرے
ز ابے را ذوق گر چھوئے حاصل شود ذوقِ زندگی ہو مرا جیسا تجھے گر شیخ تو
مستی آمد ہمہ تو بہ ز ہمشاری کند مست مینالے میں ہو تو بہ ز ہمشاری کرے
ہم ستانم را بے ہم میکنم ستانہ رقص داوے نوشی ملے میں رقص ستانہ کروں
ساقیاں مَطربِ اسرار گریاری کند مَطربِ میخانہ ساقی مجھ سے گریاری کرے
تاخوردند دست تو جامِ صبحی یک صبح گر ملے جامِ صبحی اتھ سے تیرے اُسے
ابا تقویٰ ہر شے تا صبح بیداری کند شیخِ مکتبِ شام سے تا صبح بیداری کرے
جانِ مسکین غریبک کر پئے اوشد خراب حافظِ مسکین ہوا برباد جس کے واسطے
گردیدے ساقیا از بادۂ معناری کند کاش لے کر آئے سے اور اس کی معناری کرے

گر زلف پریشانت در دستِ مباحثہ
 ہر جا کہ دلے باشد بر پاؤں ہوا آفتہ
 وہ نوئے پریشاں جب در دستِ صبا ہوگا
 جو دل بھی چہاں ہوگا بر پاؤں ہوا ہوگا
 ماکٹی صبر خود در بحرِ غم انگستہ
 تا آخر ازیں طوفاں ہر تختہ کیا آفتہ
 بحرِ غمِ الفت میں ڈالا ہے سفینہ جو
 اب دیکھئے طوفاں میں اس ناؤ کا کیا ہوگا
 آں باد کہ دلہارا از غمِ دہِ آزادی
 پُر خونِ جگر گرد و چوں دور بہا آفتہ
 وہ جام ہے جس کی داد دے غمِ جاناں
 پاس اپنے جب آئے گا توخوں سے بھرا ہوگا
 گر زلفِ سیاہیت دامنِ مشکِ ختمِ غم
 در تابِ مشو جاناں در گفستہ خطِ آفتہ
 تو میں وہ بھگے گا بسیا رخف ہوگا
 اندیشہ فرقت سے جو ہوتا ہے سرگرداں
 یکسے یہ دلِ حافظ پھرا اس سے جدا ہوگا
 حالِ دلِ حافظ شد از دستِ غمِ ہجرت
 بچوں عاشقِ سرگرداں کو دستِ جدا آفتہ



مزارِ ندی و عشقِ آلِ فضلِ عیبِ کند
جو شیخِ رندی کو میری شمارِ عیبِ کرے
کہ اعتراضِ برامرارِ عظیمِ عیبِ کند
وہ اعتراضِ برامرارِ عظیمِ عیبِ کرے
کمالِ صدق و محبتِ میں نہ نقصِ گناہ
کمالِ عشق کی دے داد و کچھ نقصِ ندو
کہ ہر کہ بے ہنرافتِ نظرِ بعیبِ کند
کہ بے ہنر ہے بہت جو نظرِ بعیبِ کرے
چنانِ بزد و اسلامِ غزوہ ساقی
ہے ایسا جزاِ اسلامِ غزوہ ساقی
کہ اجتنابِ زہبِ مگر صہیبِ کند
کہ اس شراب سے پرہیزِ بس صہیبِ کرے
وہ عطرِ حورِ بہشتِ آبی زماں برآید پوئے
اُسے ملے ہے پوئے زلفِ حوریِ جنت
کہ خاکِ میکدہ ما عیسرِ عیبِ کند
جو خاکِ میکدہ پہلے عیسرِ عیبِ کرے
کلیدِ گنجِ سعادتِ قبولِ اہلِ دلِ مست
کلیدِ گنجِ سعادتِ فی ہے رندوں کو
مبادا کہ دریں کلمہ شکِ دریبِ کند
وہ نکتہ دال نہیں جو اس میں شکِ دریبِ کرے
شہانِ وادیِ امینِ گے رسدِ مراد
سکھانِ وادیِ امینِ ہے بامراد وہی
کہ چند سالِ بجاں خدمتِ شعیبِ کند
جو چند سالِ بجاں خدمتِ شعیبِ کرے
زید و خوں بچکا نہ فسادِ حسدِ فظ
چکے خون کے آنسو میں جب بھی تو حافظ
چو یادِ عہدِ شبابِ و زمانِ شیبِ کند
بیانِ عہدِ شبابِ و زمانِ شیبِ کرے

من و انکار غراب اس چہ حکایت باشد
 غالباً اس قدر م عقل کفایت باشد
 من کہ شہارہ تھوئی از وہ ام با وف چنگ
 اس نعل سر بردارم چہ حکایت باشد
 زاہد راہ بردی غیرد معذور مست
 عشق کاریت کہ موقوف ہدایت باشد
 بندہ پیر مصنف نام کہ ز جہلم بر ماند
 پیر ماہر چہ کسند عین رعایت باشد
 زاہد و حب و ناز و من و مستی و نیاز
 تا خود او را ز میاں با کہ عنایت باشد
 دوش از اس غصہ مخفیتم کہ میگوئے میگفت
 حافظہ را بادہ خود و جائے شکایت باشد
 من سے انکار مجھے کیسی حکایت یہ ہے
 حیلہ ساتی کا ہے اک اعدا کفایت یہ ہے
 عمر بھر نہ تھتے پیری میں تقویٰ کیسا
 کیا عجب قصہ ہے یہ کیسی حکایت یہ ہے
 عاشق زاہر گمراہ کرے گا کیوں کر
 کام یہ سخت ہے موقوف ہدایت یہ ہے
 بندہ پیر مغال ہوں ہے بھر دسا مجھ کو
 کہ وہ جو کچھ بھی کرے عین رعایت یہ ہے
 تجھ کو ہے ناز و تکبر تو ہوا زاہد لیکن
 عاجزی مجھ کو ہے ازرا کی عنایت یہ ہے
 نیند غصہ سے اڑی جب یہ کہا عقل نے
 پیا حافظہ ہے بہت اجائے شکایت یہ ہے

معاشروں پر حریفِ شبانہ یاد رکھو	معاشروں نہ حریفِ شبانہ یاد آرید
حقوقِ بندگی مخلصانہ یاد رکھو	حقوقِ بندگی مخلصانہ یاد آرید
میاں مراد کی آئے اگر بدستِ اہل	چودر میانِ مراد آوریہ دستِ اُمید
ہے عہدِ دوستی اک درمیانہ یاد رکھو	نہ عہدِ صحبتِ مادیہ سببِ یاد آرید
جو عکسِ بادہ کرے جلوہ در رخِ ساقی	چو عکسِ بادہ کند جلوہ در رخِ ساقی
تو رند اک بہ سرود و ترانہ یاد رکھو	نہ ہر من بسرود و ترانہ یاد آرید
بوقتِ عیش و خوشی آہ و نالہ عاشق	بوقتِ سرخوشی از آہ و نالہ عشاق
بصورتِ لغتِ چنگ و چٹانہ یاد رکھو	بصورتِ لغتِ چنگ و چٹانہ یاد آرید
کرے ہے کوئی نہ غمِ خوار می نادار	نمی خورد زمانے غمِ دشتِ ازار
ہے کتنا بیوفادور زمانہ یاد رکھو	نہ بیوفائیِ دورِ زمانہ یاد آرید
سوارِ تم ہو اگرچہ سمندرِ سرکش پر	سمندرِ دولت اگر تند و سرکش مت دے
پیادہ اک بہ سرِ تازیانہ یاد رکھو	نہ ہر ماں بسیرِ تازیانہ یاد آرید
بوقتِ مرحمت اے ساکنانِ عرشِ بریں	بوقتِ مرحمت اے ساکنانِ صدِ طہال
شکیبِ حافظہ و ظہیمِ زمانہ یاد رکھو	نہ رے حافظہ و آلِ آستانہ یاد آرید

من و صلاح و سلامت کس این گماں نبرد
 کوئی یہ رند خرابات پر گماں نہ کرے
 کہ کس پند خرابات ظن آں نبرد
 صلاح و تقویٰ ذرا بندہ مغاں نہ کرے
 من ایں مرقع پشمینہ سبر آں دارم
 بے صوفیوں کی قہا میں نے اس لئے پائی
 کہ زیر خرقہ کشمے کس این گماں نبرد
 کہ مے چھاؤں جو اس میں کوئی گماں نہ کرے
 مباح عترة بہ علم و عمل فقیر زماں
 عز و علم و عمل پر نہ کر فقیہ زماں
 کہ بچ کس زلفنائے خدائے جاں نبرد
 قضا جہاں میں کسی کی معاف جاں نہ کرے
 مشو فریقہ رنگ و بو قدح در کش
 نہ ہو فریقہ رنگ و بو، شراب پلا
 کہ نگہ غم ز دولت جزئے مغاں نبرد
 کہ دور غم کو کوئی جزئے مغاں نہ کرے
 اگرچہ دیدہ بود پاسبان تو اسے گل
 اگرچہ دیدہ بنا پاسبان ترا ز گیس
 بپوشش باخش کہ فقر تو پاسبان نبرد
 مجھے جسے خوف تہ تجھ کو پاسبان نہ کرے
 من ضعیف چگونہ غم تو بردارم
 لیا ہے دل جو مرا چھوڑ کر نہ جا سکو
 کہ بارہجر تو ایں حسان نا تول نبرد
 کہ بارہجر یہ برداشت نا توان نہ کرے
 سخن بہ نزد سخن ادا سخن حافظ
 سخن بہ نزد سخن راں نہ کہہ تو اسے حافظ
 کہ سخن کس درد گوہر بہ بحر و کان نبرد
 قبول سخن درد بحر سیکراں نہ کرے



مرا مہر سہ چشماں نرول بیڑوں سخا ہر شد
تھائے آسمانست این ودیگر گوں خواہ شد

میرے دل سے یہ آنکھوں کی دھن برن یکے ہو
تھائے آسمان جو ہے وہ دیگر گوں یکے ہو

مرا روز ازل کا ہے بجز رندی نگر مودند
ہر آں قسمت کہ آنجا شد کم و افزوں خواہ شد

ازل سے رندی و مستی مرے جتنے ہیں آں میں
جو قسمت میں کچھ ہے وہ کم و افزوں یکے ہو

سہال من ہیں باشد کہ پنہاں مہرا دور زم
کن رو بس و آخر شش چگویم چوں خواہ شد

میری تقدیر میں ہے دور ہی سے دیکھنا اُس کو
نہ آئے پاس تو اُس سے چہا و چون یکے ہو

شرابِ اعلیٰ جاتے امن و یاد مہر ہاں ساقی
دلا کے ہر شود کلاکت اگر اکوں خواہ شد

بتاؤ اس سے افزوں اور کوئی افسون یکے ہو
شرابِ اعلیٰ جاتے امن و یاد مہر ہاں ساقی

بیانا و صفتِ نڈاں بیانا بیک چنگ سے نوشیم
کہ سازِ شرحِ تری افسانہ بے قانون خواہ شد

ہو گر فطرت کو جائز تو یہ بے وقتاؤں یکے ہو
بیانا و صفتِ نڈاں بیانا بیک چنگ سے نوشیم

ہیں عاشق تو بہت تیرے زمانے میں مگر بلیا
ترا عاشق شود پیدا اولے مجنوں خواہ شد

تیرے مجنوں سے افزوں اور کوئی مجنون یکے ہو
ہیں عاشق تو بہت تیرے زمانے میں مگر بلیا

رقیب آزار ہا فرمود بانی آشی گداشت
مگر آو سحر خیزاں سونے گرموں خواہ شد

نہ نکلے آہ جب دل سے سوئے گردون یکے ہو
رقیب آزار ہا فرمود بانی آشی گداشت

ہے رازِ دو جہاں پنہاں حدیثِ ساقی و مے میں
ہو افسانہ ہو افسوں کا وہ بے افسوں یکے ہو

کہ کارِ عشق ازین افسانہ بے افسوں خواہ شد
ہے رازِ دو جہاں پنہاں حدیثِ ساقی و مے میں

مشعل وید و نقیب علم زلوج سینہ حافظ
کہ زخم تیرہ لہر راست لڑیگ بخوں خواہ شد

کیا ہے چشمِ جاناں نے جو دل کا خون لے حافظ
نہ دھوا شکوں سے تو اُس کو اصفایہ خون یکے ہو

معاشران گرد اند زلف یار باز کنید
 معاشر و اگر زلف یار باز کرو
 شبے خوش مست باں قہقہہ اش و راز کنید
 یہ رات اچھی ہے اس قہقہے کو دراز کرو
 حضور مجلس انس مست و دوستان جمع اند
 یہ بزم انس ہے ساقی جو آج جمع کیا یہ
 دان یکجا بخوانید و در فراز کنید
 نظر لگے نہ کہیں اور نہ اس کا باز کرو
 رباب چنگ بیاگے بند سیب گویند
 رباب و چنگ بیاگے بند کتے ہیں
 کہ گوش پوشش بہ پیغام ابل راز کنید
 کہ گوش پوشش بہ پیغام ابل راز کرو
 ہر آن کسے کہ درین حلقہ نیست نہ عشق
 جسے جس کی زندگی محروم دولت الفت
 بر جو مرد و بقولائے من منہ ساز کنید
 جتنا زہ اس کا احتیاج ادا نماز کرو
 میان عاشق و معشوق فرق بسیار است
 میان عاشق و معشوق فرق ہے پیچہ
 جو یار نماز نہاید بشما نیاز کشید
 کرے وہ نماز تو خم تم سہر نیاز کرو
 میان دوست کہ غم پر دہ شانہ زرد
 جو چاہتے ہو غم دل کرے نہ پروردی
 گر اعتماد بر الطاف کار ساز کشید
 تو اعتماد بر الطاف کار ساز کرو
 تخت مرغلط پہرے فروزش اینست
 نصیحت ایک ملی ہے بوعظ و ہر خان
 کہ از معاشرنا جنس احترام کشید
 جتنے ہو رند تو واعظ سے احترام کرو
 اگر طلب کند انماے الزام احتیاج فخط
 سنو کہ تم سے جو حافظہ طلب کرے انعام
 خواستش بلب یا ب دل نواز کشید
 سپرد لعل لب یار دل نواز کرو



مرا بوجھل تو گرز آئندہ دسترس باشد مجھے وصال پہ گرتیرے دسترس ہوتی
و گرز طالع خویشم چہ ملتس باشد کبھی نصیب سے اتنی نہ ملتس ہوتی
اگر ہر دو جہاں یک نفس زخم بادوست اگر ہر دو جہاں یار اک نفس ہوتا
مرا نہ ہر دو جہاں حاصل آن نفس باشد امارت دو جہاں میری ہر نفس ہوتی
بر آستان تو غوغائے عاشقان چہ عجب تیری گلی میں بے غوغائے عاشقان تو کیا
کہ ہر کہا شکرستان بود گس باشد نہ ہوتا اگر شکرستان تو کیوں گس ہوتی
رو خلاص کیا باشد آن عزیزے را رو نجات عریق الم کو بل حسانی
کہ سبب محبت عشق ز پیش و پس باشد جو سبب عشق کی تندی نہ پیش و پس ہوتی
چہ حاجت ست بگوشہ قتل عاشق را نہیں ہے حاجت شمشیر قتل عاشق کو
کہ نیم جان مرا یک کرشمہ پس باشد وہ نیم ہاں ہے اُسے ایک نظر ہی پس ہوتی
ہزار بار شود آشنا و دیگر بار ہزار بار ہوا آشنا مرا لیکن
مرا بہ منید و گوید کہ ایں چہ کس باشد نہیں اُسے مری پہچان یک نفس ہوتی
ازیں سبب کہ مرادست سخت کوتاہیت نہ دست بخت اگر ہوتا اس قدر کوتاہ
کہیم بسر بلند تو دسترس باشد بلند سرو پہ میری بھی دسترس ہوتی
خوش مت یادہ رنگین و محبت جاناں جو ملے یادہ رنگین و قرب جاناں
تمام حافظہ بیدل دریں ہوس باشد نہ اتنی حافظہ بیدل کو چھڑے ہوس ہوتی

مژدہ ایدل کہ درگاہِ صبا باز آئے
 بہر خوش خبر از طرفِ صبا باز آئے
 برکش لے مرغِ سخنِ غنم داؤدی را
 کہ سیماں گل از طرفِ ہوا باز آئے
 لالہ بوئے تہ ذشبِ بنید از دمِ صبح
 دایر دل بود ہامید دوا باز آئے
 غافلے گو کہ کند ہم زبانِ سوسن
 تا بگوید کہ چہ رفت و چہ باز آئے
 مردی کرد کہ مہمتِ خدا دادا من
 کاک بت سنگدل از راہِ وفا باز آئے
 جان من از چہ ایں قافلہ بس آہ کشید
 تا بگویش دلم آواز را باز آئے
 گرچہ ماہیہ شکستیم و گند حافظہ کرد
 لطفِ او ہیں کہ الصلح از درِ ما باز آئے
 مژدہ لے دل لے اک باد صبا پھر آئے
 بہر خوش خبر از طرفِ صبا پھر آئے
 پھر سنا مرغِ سخنِ غنم داؤد بجے
 کہ سیماں گل از طرفِ ہوا پھر آئے
 لالہ بوئے تہ ذشبِ بنید از دمِ صبح
 دایر دل بود ہامید دوا پھر آئے
 غافلے گو کہ کند ہم زبانِ سوسن
 تا بگوید کہ چہ رفت و چہ باز آئے
 مردی کرد کہ مہمتِ خدا دادا من
 کاک بت سنگدل از راہِ وفا پھر آئے
 جان من از چہ ایں قافلہ بس آہ کشید
 تا بگویش دلم آواز را باز آئے
 گرچہ ماہیہ شکستیم و گند حافظہ کرد
 لطفِ او ہیں کہ الصلح از درِ ما باز آئے
 مہرباں تھ پہ چہ کیسا یہ ذرا حافظہ دیکھ
 کہ خطا بخشے خود یاد ترا پھر آئے



نہ ہر کہ چہرہ پر انزوخت دلبری داند نہ ہر کہ چہرہ سنوارے نہ دلبری جانے
نہ ہر کہ آئینہ ساز و سکندری داند نہ رکھ کے آئینہ ہر اک سکندری جانے
نہ ہر کہ طرف کدے کی نہاد و تہ نشست ہر اک ہو طرف کدے کی کرے ضرور نہیں
کلاہ داری و آئین سوری جانے کلاہ داری و آئین سوری جانے
ہزار نگہ باریک ترز مواں جاست ہزار بال سے باریک ہیں یہاں نہکتے
نہ ہر کہ سر ہر شاہ قندری داند ہر اک نہ سر کو منڈا کر قندری جانے
در آب دیدہ خود خرقہ ام چہ چارہ کہنم میں عرق اشک ہوا ہوں روانہ چارہ کوئی
کہ در محیط نہ ہر کس شہادہ می داند نہ غم کے بحر میں ہر اک شہادہ می جانے
غلام ہشت آل رنہ رعایت سوزم ہوں ایسے رنہ سکوں سوز کا غلام کہ جو
کہ در گدا صفت کیسیا گری داند گدا صفت ہے مگر کیسیا گری جانے
سواد نقطہ بینش در خال است مرا ہے ترے خال سے خوش میری آنکھ کی پتلی
کہ قدر گوہر یکدانہ گوہری داند کہ قدر گوہر یکدانہ گوہری جانے
بیا ختم دل دیوانہ وند انستم نہ ہر تار دل دیوانہ گر پستہ ہوتا
کہ آدمی بچہ شہیوہ پری داند کہ آدمی بچہ بھی شہیوہ پری جانے

تو بندگی چو گدایاں بیشبہ درِ مُزدکن نہ شرطِ مزد لگا، اگر ہے بندگی تجھ کو
 کہ خواہہ خود روش بندہ پروری داند کہ خواہہ خود روش بندہ پروری جانے

بقدرِ چہرہ ہر آنکس کہ شاہِ خواباں شد بہ قدرِ چہرہ بتا شاہ جو حسینوں کا
 جہاں گبیر و اگر داد گستری داند جہاں گیر ہو گر داد گستری جانے

وفا ہے عہد نکو باشد ار بیا موزی ہو کیسا خوب و دگر سیکھ لے وقاداری
 و گر نہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند ہر اک حسین و گر نہ ستمگری جانے

ز شعرِ لکھن حافظ کے شود آگاہ سمجھتا ایک وی ہے کلام حافظ کا
 کہ لطفِ طبع و سخن گفتن در می داند جو لطفِ طبع و سخن سنجی در می جانے



نفسِ باد اگر مشکِ نشان ہو جائے	نفسِ باد صبا مشکِ نشان خواہ شد
عالمِ پیر مرا پھر سے جواں ہو جائے	عالمِ پیر و گر باد جواں خواہ شد
از غواں جامِ حقیقی بسمن خواہ داد	از غواں جامِ حقیقی بسمن خواہ داد
کھول کے آنکھ کو ز گسِ نگران ہو جائے	چشمِ ز گسِ بشتاقی نگران خواہ شد
دوستی کیسی ہے بلبلِ تری گلِ شجیب وہ	گلِ عزیزِ مستِ غنیمتِ شمر یہ ششِ صحبت
آئے اس راہ سے اُس رہ پہ رواں ہو جائے	کہ بیاضِ آہِ ازمیں آہِ واز آں خواہ شد
ظلمِ گلِ آفتاب ہے جبِ خیمہ گل میں جا کر	زمینِ آفتاب کی کشیدہ از عزمِ ہجرانِ کبیل
بلبلِ زار نہ کیوں لغوہ زماں ہو جائے	تاسلِ پردہ گلِ لغوہ زماں خواہ شد
چھوڑ دلِ عشرتِ امروز کو فردا پہ نہ تو	ایدلِ از عشرتِ امروز بفسدِ افلک
کہ یہ مایہ نہ کہیں نذرِ نریاں ہو جائے	مایہِ نغمہ بختِ آگہ زماں خواہ شد
چھوڑ شعباں میں نہ غورِ شیدِ ندج کو نہ کہیں	ماہِ شعبانِ مدہ از دستِ قحطِ کایں خورشید
یہ نہاں تاشبِ عیدِ رمضان ہو جائے	از نظرِ تاشبِ عیدِ رمضان خواہ شد
مجلسِ انس ہے مطربِ وہ سنا ایک غزل	مطربِ با مجلسِ انسِ مستِ عزِ لہزان و سرود
دل میں اترے جو مرے عشرتِ ہاں ہو جائے	چند گولی کہ پچھنِ مستِ چنناں خواہ شد
مجلسِ وعظ ہے لمبی تو خرابات میں چل	گر زمجدِ بخراباتِ شدم حسیبِ مکن
دورِ ساغر نہ کہیں ختمِ و باں ہو جائے	مجلسِ لعظہ و از دستِ زماں خواہ شد
کرنے دیدارِ قراؤنِ دنیا میں آیا حافض	حافظِ از بہر تو آمد سوئے اقلیم وجود
بن تجھے دیکھے کہیں وہ نہ رواں ہو جائے	قد سے نہ بودِ اعش کہ رواں خواہ شد

ہر کہ شد محرم دل در محرم یار بماند
 و آنکہ این کار نہ است در آن کار بماند
 اگر از پردہ بروں شد دل من عیب مکن
 شکرایز کہ نہ در پردہ پستدار بماند
 کہ جو مخفی ہوا در پردہ پستدار رہا
 خرقہ پوشان کی مست گشتند گوشت
 قصہ مات کہ در ہر سہر بازاد بماند
 داشتم دلتے و صد عیب مرا می پوشید
 خرقہ رہن می دگر ب شد و زنگ بماند
 از صدائے سخن عشق ندیدم خوشتر
 یادگارے کہ دریں گنبد و دار بماند
 ہرے لعل کز آن جام بلوریں ستر
 آب حیرت شد و در چشم گھر بار بماند
 جز دلم کوز ازل تا بہ ایہ عاشق دوست
 جاوداں کس نشنیدم کہ دریں کار بماند
 جو رہا محرم دل محرم دلداد رہا
 دل بنا جس کا محرم در محرم یار رہا
 شکر ایز کہ ہوا مست ہوں مستور نہیں
 کہ جو مخفی ہوا در پردہ پستدار رہا
 گزشت عشاق بھی اچھے بھی گئے انکے گھر
 قصہ میرا ہی فقط بر سر ہزار رہا
 گرد مطرب بے کر دیا جب خرقے کو
 گئی پوشاک تو پوشیدہ نہ زنگ رہا
 عشق کی داو سے فریاد نہ بہتر تھی کوئی
 در نہ ہر مشور سے پر گنبد و دار رہا
 ہرے لعل کز آن جام بلوریں ستر
 آب حیرت شد و در چشم گھر بار رہا
 متنازل سے مراد دل تیرا ابد تک عاشق
 جاوداں ایک ہی تیرا خریدار رہا



گشت بیمار کہ چوں چنین تو گرد و زنگس نقل ز گیس نے چو کی تیری تو اُس کا دید و
شیوہ او نشہ شش حاصل و بیمار بماند بن سکا تجھ ساتھ جب بن کے وہ بیمار با
صوفیاں و استند از گردے ہمہ نخت زمین سے تو چھڑا لائے ہیں خرقے صوفی
خرقہ ہاست کہ درخانہ خمار بماند دل اک میرا اسی درخانہ خمار رہا
بر جمال تو چناں صورت ہیں حیراں شد دیکھ صورت تری حیراں ہوئی یوں موچیں
کہ حدیش ہمہ جا برد و دیوار بماند قصہ اُس کا ہمہ حب برد و دیوار رہا
بتا شاگرہ زلفش دل حافظہ رونے دل حافظہ ہو گیا جلوہ گر کا کل پر
شد کہ باز آید و جاوید گرفت رہاند ایسا گرویدہ ہوا بن کے گرفتار رہا

ہر آن کو خاطر مجموع و یار ملازمین دارد
 ہر ایک جو خاطر مجموع و یار ملازمین رکھتے
 سعادت ہمراہ او گشت دولت ہمیشہ دارد
 خوشی ہمہ بنائے مال و دولت ہمیشہ رکھتے
 جناب عشق را در کہ پسے بالا ترا عقل مست
 جناب عشق کی در گہ خرد سے ہے کہیں بالا
 کیے کہ آستان بوسکہ ہمارے آستین دارد
 جو اس کا آستان چھوئے وہ جاں در آستین رکھتے
 بنوادی ہو گئے نعم صیقل و فیض دارد
 حقارت سے نہ دیکھو یوں ضعیفوں کو گدازوں کو
 کہ صدر مسند عزت فخر و نشین دارد
 کہ اعلیٰ مسند عزت فخر و نشین رکھتے
 وہاں تنگ شیر نشین ہو مگر سلطان مست
 وہاں تنگ شیر نشین ہو مگر سلطان مست
 کہ نقش خاتم اعلیٰ جہاں زیر نگین دارد
 کہ نقش اعلیٰ گوں اس کا جہاں زیر نگین رکھتے
 ہر دور رفتے زمین باشی تو انانی نیستاں
 تو مال ہے جتنی بھی غنیمت جان تو اس کو
 کہ دوراں نا تو کہ پہلے زیر زمین دارد
 کہ دوراں صہ ہزاراں نا تو اں زیر زمین رکھتے
 ملا گردان جان دل ملت مستعد است
 غریبوں کی دھار رکھتے بلا سے دوزخاں و دل
 کہ یہ خبر آں خرمن کہ تنگ از خوش چین دارد
 نہیں ہے خبر خرمن کی پر سے جو خوش چین رکھتے
 صبا از عشق من دمنے گویا آں شیر خواہاں
 بتا دے مروت محبت اے صبا اس سہا خواہاں کو
 کہ صد حریف و کفر و عناد کمترین دارد
 جو حد جمید و کفر و عناد کمترین رکھتے
 لب لعل و خط شکریہ آتش بہت و انش نیز
 لب لعل و مومے مشکیں وہ رکھتے یہ بھی ادودہ بھی
 بنام دلیر خود رکھ حسن آں ایں دارد
 ذرا دیکھو تو وہ دلیر کہ حسن آں و ایں رکھتے
 اگر گویہ نمی خواہم جو حافظ بندہ مفلس
 کہے گروہ نہیں حافظ سا اچھا بندہ مفلس
 گویہ نش کہ سلطان گدائے رویشیں دارد
 کہو اس سے کہ سلطانی بہت وہ رویشیں رکھتے

ہر کہ با خط سبزت سہر سودا باشد جو بھی یا علقہ گیسو سہر سودا رکھے
 پائے آزیں دائرہ بیروں نہ بندتا باشد دام سے کیسے بچا کر دل شیدا رکھے
 در قیامت کہ صراذ خاک لہد بر گیرم اٹھ سکے گانہ لہد سے دو بروہ محشر
 داغ سودائے تو ام سہر سودا باشد داغ دل جس گانہ اسرار سودا رکھے
 غلّ مہر و غم زلف تو ام برسد باد غلّ مہر و غم زلف ہے سر پر مرث
 کاندیس سایہ قرار دل شیدا باشد تاکہ یہ سایہ قرار دل شیدا رکھے
 تاکہ اے دوزگراں مایہ خواہی داشت دیکھ اے دہ گراں مایہ ترا غم کس طور
 کو غمت میدہ مرثم ہمدرد یا باشد چشم عاشق سے رواں خون کا دیہ رکھے
 از بن چر مشہ ام آب روانست ہیا دیکھنے کے لئے آجا سمجھیں سبیل کل ترپ
 اگر تہ سبیل لب جوئی و تماشا باشد چشم قاتل جو تری فوق تماشا رکھے
 چشت از ناز بہ حافظ کند سبیل آئے ناز سے دیکھ نہ حافظ کو تری نکلے رو
 سر گرانی صفت ز گس شہلا باشد سر گرانی صفت ز گس شہلا رکھے

ہر گز مہر تو از لوح دل تھاں نزود چھوڑ کے عشق ترا میرے دل و جاں نہ گیا
 ہر گز از یاد من آں سر و خراماں نزود ترکی یادوں سے تھی سر و خراماں نہ گیا
 آں چناں مہر تو ام در دل تھاں چاگرت عشق کچھ ایسے دل و جاں میں سما ہے سرے
 کہ گرم سر برد مہر تو از جہاں نزود سر اگر تن سے چھٹا چھوڑ کے یہ جاں نہ گیا
 از دماغ من سر گشتہ خیال مرغ دوست چھوڑ میرا دل سر گشتہ خیال جاناں !
 بچائے فلک و غصہ دوراں نزود بچائے فلک و غصہ دوراں نہ گیا
 آسچہ از بار غمت در دل مسکین بہت تو بیٹا ایسا کمین دل غمگیں میرا
 برد دل زمین و ازل من آں نزود دل گیا مجھ سے مگر دل سے تو لے جاں نہ گیا
 در ازل بہت و کم با سر ز لغت پیوند دل ازل میں مرا باندھا تھا تری زلفت لہر
 تا ابد سر نکشد دز سر سیکس نزود تا ابد یہ نہ چھٹا، توڑ کے یہاں نہ گیا
 گر دو از پے خواباں دل من مہر دست پے خواباں جو گیا دل تو ملا درد و سہ
 درد دار دچہ کند گر پے درماں نزود ہوا معذور کچھ ایسا پے درماں نہ گیا
 ہر کہ خواہ کہ چو حافظہ نشود سرگرداں چاہا جس نے نہ ہو حافظہ کی طرح سرگرداں
 دل بخواباں نہ بدور پے ایناں نزود نہ حسینوں کو یاد دل پے خواباں نہ گیا



ہر کہ او یک سر موہند مرا گوش کند
ہر نصیحت پہ مری اپنا کوئی گوش کرے
ہچو من حلقہ کیسوئے تو در گوش کند
حلقہ کیسوئے ہمشکین کو در گوش کرے
گر بہر بند و بہن تنگ تو مضموم ولے
جہا کے مینالے میں دیکھے دہن ساقی کو
باد و بریا و بہت ہچو شکر نوش کند
مے پیے اور لب شیریں کی شکر نوش کرے
در چین سٹو گل و زرگس و سوسن بگذر
تو گل و زرگس و سوسن کی طرف چائے اگر
تا زبان ہمد را حسن تو خاموشش کند
حسن تیرا ہر اک آواز کو خاموش کرے
ذائق سبب ہیچ و خم و تاب نہ کیسور
اس سبب ہیچ و خم و تاب طے کا کل کو
تا کہ اوقید دل عاشق بدبو شش کند
تا کہ وہ قید دل عاشق بدبو شش کرے
گرچہ صد عرصہ کند حافظ مسکین نرفراق
شکوے حافظ کو ہیں فرقت کے بہت پڑیکھے
چوں بہر بند نریخ تو جملہ فراموشش کند
جب تری ایک جھٹکے سب وہ فراموش کرے

یاد باد آنکہ نہانت نظرے پامال بود
 یاد ہے چھپ کے جو تو اُسکے تود کھاجاتا تھا
 رقم مہر تو ہر چہ فرما پسدا بود
 آہستہ تیسری محنت کا سرا چہسرا تھا
 یاد باد آنکہ چوتھت اہتاجم می گشت
 یاد ہے جبکہ عتاب آنکھ میں ہوتا تھا تری
 معجز جیسوت در لبش شکر خالود
 مہرباں اُتنا ہی ہوتا لبش شکر خا تھا
 یاد باد آنکہ مہر من چو کدہ بیشکست
 یاد ہے جبکہ میرے ماہ نے کج کی تھی کھراہ
 در رکابش مہر نو یکج جہاں پیا بود
 ہم رکاب اُس کا مہر نوئے جہاں پیا تھا
 یاد باد آنکہ زخت شمع طرب می افروخت
 یاد ہے جبکہ تھی روشن تری شمع عارض
 ویں دل سوختہ پروانہ بے پروا بود
 سوختہ دل مرا پروانہ بے پروا تھا
 یاد باد آنکہ چو یاقوت قدح خند وزدے
 یاد ہے جب ترا یعقوت قدح تھا خنداں
 در میان من و وصل تو حکایتہا بود
 کیا لب لعل کا لب دُنیا میں اک پرچا تھا
 یاد باد آنکہ در آں بزمِ خلق و ادب
 یاد ہے گرم تھی جب محفل اخلاق و ادب
 آنکہ او خندہ متانہ زلے صبا بود
 عشرت و عیش سے خنداں دین صبا تھا
 یاد باد آنکہ صبحی زودہ در مجلس اُنس
 یاد ہے محفل اُنس تھی صبحی تھی جب
 جزمین یاد بودیم و خدایا ما بود
 یاد تھا میں تھا مے ساتھ مرا مولا تھا
 یاد باد آنکہ خرابات نشیں بودم دست
 یاد ہے مست و خرابات نشیں تھا جب میں
 آہنہ در مجلس امروز گشت آنجا بود
 گرم تھی بزمِ طربش عیش دہاں کیا تھا
 یاد باد آنکہ با اصلاح شمایشد راست
 یاد ہے طہنی تھی جب آپ سے اصلاح اُسے
 نظم ہر گوہر ناسفہ کہ حافظ را بود
 موتیوں کی تھی بڑی لگفتہ جو حافظ کا تھا

یاری اندر کس نمی بینم یاراں را چه شد
یار کی یاری ہوئی کیا اور یاراں کیا ہوئے
دوستی کو آخر آمد دوستداراں را چه شد
دوستی کا کیا بنا اور دوستداراں کیا ہوئے
آب حیاں تیر گوشت خضر فزخ پاک است
آب حیاں کیوں ہے کہ فلا خضر فزخ کیا ہوا
نوں پکید از شاخ گل با بہاراں را چه شد
پھول کیوں مرجھا گئے عیش بہاراں کیا ہوا
صد ہزاراں گل شگفت با لک سحر بر سناست
صد ہزاراں گل کھلے ہیں بے گرسنساں حین
عند لیبیاں را چه پیش آمد ہزاراں را چه شد
عند لیبیاں پر پتی کیا اور ہزاراں کیا ہوئے
لعل از کان مرقت بر نیامد سالہاست
لعل و گوہر میں کہ صحرالاس تاباں میں کہاں
تابش نور شید و معی باد و باراں را چه شد
تابش مہر منور باد و باراں کیا ہوئے
زہر ساز خود نمی گیرد مگر عودش بیخود
نغمہ زہرہ کہاں ہے ساز کیوں خاموش ہے
کس ندارد شوق مستی میگساراں را چه شد
شوق مستی کا بنا کیا میگساراں کیا ہوئے
کس نمی گوید کہ ہائے داشت حق دوستی
کون کرتا ہے ادا دنیا میں حق دوستی
حق شناساں را چه حال انداد و یاراں را چه شد
حق شناسوں کا ہوا کیا اور یاراں کیا ہوئے
گوئے تو فوج و کراست دریاں افگند اند
گیند تو میدان میں بے چوگان بازی کیا ہوئی
کس پیدیاں رومی آرد سواراں را چه شد
تیز گھوڑے تو بہت ہیں محسواراں کیا ہوئے
حافظ اسرار آہی کس نمی داند خموش
حق شناسی جانتا حافظ نہیں ہے اب کوئی
از کہ می پرسد کہ دور روز گاراں را چه شد
جانتے تھے لوگ جو اسرار دوراں کیا ہوئے

یاد باد آنکہ سر کوئے تو ام منزل بود یاد ہے جبکہ تیرا کو چہ سر می منزل تھا
 دید و را روشنی از خاکِ دست حاصل بود سرمہ خاکِ در پاک مجھے حاصل تھا
 راست چوں سون و گل از لہر صحبت پاک سون و گل کی طرح پاک تھا اپنا رشتہ
 بر زبان بود مرا آنچه ترا در دل بود تھا زبان پر مر می جو تیرے درون دل تھا
 دل چو از پیر خرد نقد معانی می جست دھونڈتا پیر خرد نقد معانی تھا اگر
 عشق میگفت بشرح آنکہ بر مشکل بود کرتا حل عشق تھا ہر مسئلہ جو مشکل تھا
 آو از می جو رد و ظلم کہ درین اگر است آہ وہ جو رد و ظلم جو شب بھر میں تھے
 دلے زان عیش و تنعم کہ در آن منزل بود داد وہ عیش جو موجود سر منزل تھا
 در دلم بود کہ بے دوست نہا ختم ہرگز کہتا پھر تا تھا کہ بے دوست رہوں گا کبھی
 چہ توں گفت کہ سعی من دل ہل بود کہتا بے عقل تھا نادان یہ کیسا دل تھا
 دوش بر یادِ حریفان بھرا بات شدم یادے نوشاں سے کل رات اُداسی تھی بہت
 فہمے دیدم دغول در دل و پاؤں گل بود خُم لہو سے تھا بھرا ہجام میں خون دل تھا
 بس گشتم کہ ہر سم بسبب درد و فراق پوچھا اُن سے تھا کبھی اگر غم بھرا کہ بسبب
 مطلق عقل دریں مسئلہ لایعقل بود مطلق خاموش تھا میرا نہ بہت عاقل تھا
 راستی خاتم فیروزہ بود اسحاقی وہ جو خاتم میں تھا فیروزہ ہوا اسحاقی
 خوش درخشید و لے دولت سبیل بود تھا درخشاں تو مگر جو ہر نام قابل تھا
 دیدی آن قہر کہ یک خیال حافظ یاد ہے قہر کہ یک خیال حافظ
 کہ ز سر پنجہ شاہین قصا غافل بود وہ جو از پنجہ شاہین قصا غافل تھا



یاد باد آنکہ زمانہ وقتِ سفر یاد نکرد	وہ کرے وقتِ سفر ہم کو ذرا یاد نہیں
بود ایسے دلِ غمیدہ نہشتا و نگرود	دلِ غمیدہ کی سنا کوئی فریاد نہیں
آں جہاں مرد کہ میزد رقیم خیر و قبول	وہ ہواں سال کرے ہے جو نہ ملنے پر کرم
بندہ پیسہ نہ اندام زچہ آزاد نکرد	بندہ چہر کو کیوں کرتا پھر آزاد نہیں
دل بر آئید صلائے کہ مگر دور تو رسد	عزمِ فرقت میں تری اے مرے یاد شیریں
نالہا کرو دہیں کوہ کہ منہ نہ نکرد	نالہ مجھ جیسا کرے کوئی بھی فریاد نہیں
ہر شبے چامہ بخونا بہ بشویم کہ فلک	رات بھر خون کے آنسو تو بہا تا ہوں بیت
وہ شومیم پیائے عسلیم داد نکرد	سنا بے رحم فلک پر مری فریاد نہیں
سایہ تابا ز گرفتِ زچمن مرغِ سحر	نہ ملا اگر ترا سایہ تو کیا بلبل نے
آشیاں در شکن طغی شعث و نگرود	آشیاں در شکن گیسوئے شمشاد نہیں
کلابِ مشاطہ صنعتش نکشد نقشِ ملو	دے نہ مشاطہ تقدیر اُسے نقشِ اُسل
ہر کہ اقرار بدی حسنِ خدا داد نکرد	جس کا دل معترفِ حسنِ خدا داد نہیں
منظرِ پایہ بگردان و بزبانِ راوِ عراق	آج کچھ ایسا سنا غصہ مجھے اے مطرب
کہ ازیں راوِ بشد یار و تر یا یاد نکرد	بھول جاؤں اُسے کرتا جو مجھے یاد نہیں
از غزلِ لہائے عراقیت سرودِ حافظ	ایسی دل سوز ہیں غزلیں تری حافظ کہ نہیں
کہ شنید ایں روِ دل سوز کہ فریاد نکرد	ہے کوئی یاں جو سنے اور کرے فریاد نہیں

اسے ذوقِ شہد حاصل تو در کامِ من لذیذ
 طلوائے قند گر سوزِ رادر دہن لذیذ
 دندانِ یار تنگ دہن میں ہیں اس طرح
 جیسے صدف کے منہ میں ہو درِ عدن لذیذ
 شہد و شکر ہر آنچہ بہ بازارِ عالمست
 شیریں یا دوست دردِ ہنم ایں سخن لذیذ
 حلقےِ رصد بعینہ زلفت و دماغِ را
 باشد بمغزِ لغو مشکِ ختن لذیذ
 مارا ببارِ دید و زائیکہ سید و سرخ
 خطے ست چوں ببارِ گل یا ہمن لذیذ
 گر خلق را یکام بود لذت از ہی
 بیمارِ عشق راشد و سببِ ذوقِ لذیذ
 عشقِ رخت سبھا طرِ ماقظ ز جلد بہ
 درغزِ بیل از ہمہ بوسے چمن لذیذ
 وہ شہد لب کرے ہے میرا لبوں دکن لذیذ
 بھوکے کے منہ میں جیسے ہو قندِ لبِ من لذیذ
 دنیا جہاں کے شہد و شکر ہے بیش تر
 غیرِ لبوں کا میرے لئے ہر سخن لذیذ
 ہے تیری زلفِ عنبریں میرے دماغ کو
 جیسے ہو مغز کے لئے مشکِ ختن لذیذ
 سرخ و سفید جھریں آنسو میں آنکھ کو
 جس طرح باغ کو ہوں گلاب و ہمن لذیذ
 لوگوں کے منہ میں جس طرح ہو لذت ہی
 بیمارِ عشق کو ہو اس سببِ ذوقِ لذیذ
 نگہت ہے زلف کی تری ماقظ کو جسطرح
 ہو مغزِ عنبریں کو بوسے چمن لذیذ

اے لنگڑے لعل تو در کام جہاں لذیذ	منچنے دہن کی گفت گو اندر دہاں لذیذ
ذکرِ ایت چو طعمِ شکر در دہاں لذیذ	شیریں لبوں کا ذکر ترا بر زباں لذیذ
وہاں تہِ قطرۂ شیر و شکر ایت	وہاں ہیں قطرے شیر کے لب میں شکر
در کامہاست شیر و شکر مہر آں لذیذ	شیر و شکر ہیں اس لئے اندر دہاں لذیذ
خونِ دل و کبابِ جگر ہر دو بہرست	خونِ دل و کبابِ جگر عشق میں رہے
باشد ہم کباب و تہِ او خوالِ لذیذ	سوڑیں ہم کباب تہِ او خوالِ لذیذ
گفتم حدیثِ لطف تو آہِ سخنِ لطیف	ہے ترے لطف ذکر سے میرا سخنِ لطیف
کروم بیانِ وصفِ ایت شد بیاںِ لذیذ	ہو تا بیانِ لب سے ہے میرا بیاںِ لذیذ
دلِ ناوک تو خواست کہ باشد بھائے را	دل کے لئے ہے میرے ترا ناوکِ نظر
نسبتِ پدِ مہمائے و گراست خوالِ لذیذ	جیسے ہما کے واسطے ہو استخوانِ لذیذ
اُور از بسکہ چاشنیِ حسن و لہری مست	ہو جس کے پاس چاشنیِ حسن و لہری
پیوستہ حرفِ او گذر دیر زباںِ لذیذ	اُس کا بیان پھر نہ ہو کیوں بر زباںِ لذیذ
حافظِ بے ز شیرۂ جاں پیشتِ حلوۂ	حلو اُبتایا جان کے شیرے سے ترے گر
در آرزوئے آں لبِ نامہ چہناںِ لذیذ	حافظِ ہوائِ نہ پھر بھی اُسے تیری جاںِ لذیذ

الا اے طوطی گویائے اسرار سدا اے طوطی گویائے اسرار
 مبادا از شکر خالیت منقاد رہے میٹھی شکر سے تیری منقاد
 مسرت مہر و دست خوش باد جاوید خدا تیرا چمن شاداب رکھے
 کہ خوش نصیبے نمودی از خط یار کہ تیری داستان میں ہے خط یار
 سخن سر بستہ گفتی با حریفان سخن سر بستہ کہہ کر ماقولوں سے
 خدا را زیں محبت پردہ بردار بنایا تو نے ان کو نقشیں دیوار
 بروئے مازن از ساعز گلابے چھڑک نہ پر مرے بادہ گلابی
 کہ خواب آلودہ ایمانے بخت بیدار کہ خواب آلودہ ہوں میں بخت بیدار
 چہ رہ لود اینکہ زود در پردہ مطرب ہے کیسا پڑ فنون نغمہ یہ مطرب
 کہ می رقصند با ہم مست و مہشید کہ با ہم رقص میں ہیں مست و مہشید
 ازیں افیوں کہ ساقی درے افگند ملایا کیا ہے ساقی سے میں تو نے
 حرفیاں دانہ سر ماند نہ دستار کہ قائم سر ہیں یاروں کے نہ دستار
 خرد ہر چند نقد کا شت است دو عالم کی ہے دولت عقل لیکن
 چہ منجہ پیش عشق کیسی کار نہیں کچھ پیش عشق کیسی کار
 سکندر را نمی بخشند آبے نہ اسکندر نے پایا آب حیوان
 بہ زور و زریست غیبت این کار کہ زور و زریں میں غیبت شاہوں کے کار



بیادِ حالِ اہلِ درد و بشتن	سن اے بے درد و حالِ دردِ عاشق
یہ لفظِ اندک و معنیِ بسیار	یہ لفظِ اندک و معنیِ بسیار
پستورانِ گلو اسرارِ مستی	نہ شیخوں سے کہو اسرارِ مستی
حدیثِ چالِ پیرِ س از نقشِ دیوار	کہ بن ہائیں گے یہ سب نقشِ دیوار
بتِ چینیِ عدوِ دین و مالِ ست	بتِ چینیِ عدوِ دین و مالِ ست
خدا و ندا دل و دہنم نگہ دار	دل و دین کا خدا یا ہو نگہ دار
خدا و ندی بھبھائے بندگاں کرد	خدا و ندی کرے وہ بندگاں سے
خدا و ندا از آفتابِ شمسِ نگہ دار	خدا و ندا تو اکس کا ہو نگہ دار
یہ یمنِ دولتِ منصورِ شاہی	یہ فیضِ دولتِ منصورِ شاہی
علمِ شدتِ حافظِ اندرِ نظمِ اشعار	ہوئے حافظِ کس کے ہیں مشہورِ اشعار

اے خرم از فروغِ دخت لالہ زارِ عمر خرم تھا نورِ رخ سے ترسے لالہ زارِ عمر
 باز آکر نہ سخت بے گلی روایت بہارِ عمر آجاکہ تجھ بغیر ہے ویراں بہارِ عمر
 ازویدہ گر سرِ شک چہ بداراں و دورِ است بارانِ اشکِ غم سے ترسے کیوں نہ ہو کہ جب
 کا نہ رخت چو برق بشد روزِ گارِ عمر ہے پستلِ برقِ زود گزرِ روزِ گارِ عمر
 بے عمر زندہ ام من و زیں بس عجب ہمار بے عمر میں ہوں زندہ تو کوئی عجب نہیں
 روزِ فراق را کہ تہد در مشاہدِ عمر آتے نہیں منہ ساق کے دن در شمارِ عمر
 اندیشہ از محیطِ نیست ہر کرا ڈرتا نہیں ہے سبیلِ محیطِ فنا سے وہ
 بر نقطہ دہان تو باشد مدارِ عمر اُس نقطہ دہان پہ ہو جس کا مدارِ عمر
 در ہر طرفِ خیلِ حوادثِ کیں گہ گشت ہوں ہر طرف سے خیلِ حوادثِ کیں میں جب
 ز آرزو عیاں گشتہ دواند سوارِ عمر بے باگ کیوں نہ بھاگے وہاں سے سوارِ عمر
 ایں یک دم کہ دولتِ دیدارِ ممکن است حاصل نہ ہو جو دولتِ دیدارِ یک نفس
 در بابِ کلیدِ دل کہ نہ پیدا است کارِ عمر کس طور سے بت کہ چلے کار و بارِ عمر
 تاکے سے صبح و شکر خوابِ صبح دم کب تک مے صبح و شکر خوابِ صبح دم
 بیدار گردناں کہ من اند اعتبارِ عمر بیدار ہو کہ کوئی نہیں اعتنا بہارِ عمر
 دیوہ گدار بود و نظر سوسے مانکر آہا ادھر بھی اور مری راہ سے گزر
 بیچارہ دل کہ بیچ نہ یاز گذارِ عمر سونی ترسے بغیر پڑی ہے گزارِ عمر
 مانقہ سخنِ جگہی کہ در صفحہ جہاں مانقہ سخن ترا ورنہ دہر پر ہے نقش
 ایں نقشِ ماند از قلمتِ یادِ گارِ عمر ہر نقشِ کلک کا ہے ترسے روزِ گارِ عمر



اے صبا کہتے از خاکِ دریاں بسیار
نکبت اے باد صبا خاکِ دریاں سے لا
بہر اندوہِ دل و مژدہ دلدار بسیار
مژدہ دل کشاکش کو چہ دلدار سے لا
نکتہ روح فترا از دینِ یار بگوئے
دینِ یار کا اک نکتہ روح افزا سے
نامہ خوش خبر از عالمِ اسرار بیار
نامہ خوشخبری عالمِ اسرار سے لا
ہم غفلتِ کم از غفلتِ شبیر تو مٹام
تا کہ ہوا میں سے معطر اے صبا مغز میرا
شعشعہ از لغاتِ نفسِ یار بسیار
خاک کو کر کے معطر نفسِ یار سے لا
یونہی تو کہ خاکِ رو آں یار حسرت
ساتھ جب لائے غبارِ دریاں اپنے
بلے غبارِ کچھ پدید آئے از اختیار بسیار
تو بچا کے اسے خاکِ رو اختیار سے لا
روزگار است کہ دلِ چہرہ مقصود نہ یار
جلوہِ یار سے محروم ہوں کب سے ساقی
ساقی آں تہجِ آتشِ کردار بسیار
ہو در خشاں جو قدحِ عکسِ رخِ یار سے لا
گرے از رگنہِ دوستِ بکوری رقیب
لے صبا خاکِ رو یار یا یہ کوری عدو
بہر آماشِ این دیدہ خوشبار بسیار
تو لگانے کو مرے دیدہ خوشبار سے لا
شکر آرا کہ تو در عشرتی لے مرغِ چمن
اپنی آزادی کے شکر لے میں لے مرغِ چمن
باسیرانِ نفسِ مژدہ گلزار بسیار
ہا سیرانِ نفسِ مژدہ تو گلزار سے لا

کام جاں تلخ خدا ز عہد کہ کردم بے دوست کام جاں تلخ کیا فرشتہ جانان نے مرا
 عشوہ ذات لب شیریں شکر بار بسیار عشوہ اک اس لب شیریں شکر بار سے لا
 دل دیوانہ ز زنجیر نئی آید باز آقا قابو میں نہیں دل مرا زنجیروں کے
 حلقہ از خم آں طرۂ قرار بسیار حلقہ اب اس کے لئے طرۂ قرار سے لا
 خامی و سادہ دل شیوہ جانبا زان نیست خامی و سادہ دل شیوہ دلیریوں کا نہیں
 خبرے از بر آں دلبر عیار بسیار آگہی اُن کے لئے دلبر عیار سے لا
 دلق حافظ بچہ ارزو ہمیش رنگیں کن رنگ دے خرقہ حافظ کو مئے احمر سے
 و آنکھش مست خراب از سر بازار بسیار مست کر کے اُسے پھر حسن کے بازار سے لا



لے برائید وصل تو موقوف کارِ عمر
عمرِ منی کہ پسیر شوی در کنارِ عمر
امید وصل پر ہے جو موقوف کارِ عمر
لمبی ہو عمر، پیر ہو تو در کنارِ عمر
عمر عزیز ہم من پاش یک سے
تا خوش شود بدلت وصل تو کارِ عمر
جان عزیز مجھ کو ابھی چھوڑ کے نہ جا
شاید وہ آئے پہ چھنے لائے بہاِ عمر
داند عاشقان کہ نیاید پہنچ کار
عمر کے کہلے تو میگذرد در شمارِ عمر
وہ عمر جو گزرتی ہے مشوق کے ہوں
بیٹے ہیں عاشقان نہ اُسے در شمارِ عمر
عمرِ منی اگرچہ کہ عمرست سے دنا
باد ہزار حساب ان گرامی شمارِ عمر
جسے گزرتی ہے مری مری جاں ہزار بار
کیوں کر کروں نہ جان گرامی شمارِ عمر
زینساں کہ عمر میگذرد در فراق تو
از جان خود ملول شدم در گزارِ عمر
چوں بردارِ عمر سے اختیار نیست
حافظ چہ اعتماد کند بردارِ عمر
جب بردارِ عمر نہیں اختیار کچھ
حافظ تو اعتماد نہ کر بردارِ عمر

بعد ازین ہرگز نہ بیدار میخواندے دگر
 نہ بخور من میخواند و مشعل تو خواندے دگر
 سنا تھے دارم ما چنداگر سے از دست دے
 میخورم و باز میگویم یکبار سے دگر
 خرقہ پوشیدہ بغیر و شمیم و لغز و شمیم زہر
 دزمیر گیسوئے او پوشیم ز نارسے دگر
 ہر کہ عاشق گشت میگویند بخون دل خورد
 پس نمی دانیم ما جز عاشقی کا سے دگر
 حرمت دستار حافظ را بار اے ز فرشت
 کو جز ایں کہند ندارد و هیچ دستار سے دگر
 گر نہیں دنیا میں کوئی تجھ سا خمار دگر
 مٹا رکھ آسماں نہیں مجھ سا بھی بخوار دگر
 ساقی ایسا ہو کہ شب بھر دست ہز کئے ہیں
 سے پلائے دم بدم اور ہم کہیں "بار دگر"
 اونی خرقہ نہ بچ کر پیتے ہیں مینا خانے میں ہم
 اور بناتے زلف ساق سے ہیں ز نثار دگر
 گو ہمیں معلوم ہے عاشقی پہ سب سے خون آں
 جلنے سے جز عاشقی کچھ ہم نہیں کار دگر
 حرمت دستار حافظ کا امان اے سے فرشت
 پاس اب اس کے نہیں ہے کوئی دستار دگر



دیگر ز شاخ سرو و سی بسمل عبود
 گلبانگ زد کہ چشم باز روئے گل بدور
 اے گل بشکر آئک شکستی بکام دل
 بابکبلان بیدل شیدا مکن عزور
 زاہد اگر محور و قصور مست امیدوار
 ماما شراب خانہ قصور مست و یار محور
 از دست غیبت تو شکایت نمی کنم
 تانیست عیبت نہ بد لذتے حضور
 میں مجلس طرب میں اگر شادمان عینہ
 ہم کو عین نگار میں ہے مایہ سوز
 پی مے بہانگ چنگ نہ کر فکر و غم ذرا
 کوئی کہے شراب نہ پی کہہ ہوا غفور
 حافظہ شکایت از عزم ہجر میں چرمی کہی
 رہ ہجر و صل باشد و در لعلت مست لود
 گلبانگ شاخ سرو سے دے میل صبور
 تاکہ بری نگاہ رہے روئے گل سے دور
 اے گل کھلا ہے گر ترا چہرہ ہے شاد دل
 بابکبلان بیدل شیدا نہ کر عزور
 زاہد امیدوار ہے حور و قصور کا
 میں میکدے قصور ہمیں اور یار محور
 اسے دل نہ کر شکایت و فرقت تو اس قدر
 درد و فراق ہی سے تو ہے لذت حضور
 میں مجلس طرب میں اگر شادمان عینہ
 ہم کو عین نگار میں ہے مایہ سوز
 پی مے بہانگ چنگ نہ کر فکر و غم ذرا
 کوئی کہے شراب نہ پی کہہ ہوا غفور
 حافظہ شکایت از عزم ہجر میں چرمی کہی
 رہ ہجر و صل باشد و در لعلت مست لود

روئے بھاؤ و بود خودم از یاد بسیر
 خرمن سوختگاں را بحد گو باد ببر
 ناکہ دادیم دل و دیدہ بہ طوفانِ بلا
 گو بیا سبیلِ عزم و خانہ زبش یاد ببر
 سینہ گو شعلہ آتشکدہ پارس بکش
 دیدہ گو آبِ نیش و حبلہ بغداد ببر
 معنی ناکر وہ درین راہ بجائے نرسی
 مژدا گرمی طبعی طاعتِ استاد ببر
 دوش میگفت بہرگانِ درازت بکشم
 یارب از خاطرش اندیشہ بیداد ببر
 روز مرگم لطف و وعدہ دیدار بدہ
 و آگہم تا بہ لحد فارغ و آزاد ببر
 دولت پیرِ مغان باد کہ باقی بہلست
 دیگرے گو برود نام من از یاد ببر
 ایک دن جلوہ گری گر مرا شہزاد کرے
 خرمن سوختگاں ایسا بطلے یاد کرے
 دیدیا جبکہ دل و دیدہ بہ طوفانِ بلا
 سبیلِ عزم کیوں نہ تہہ پھر مری بنیاد کرے
 سینہ ایسا کہ جو آتش کدہ پارس ہو
 آنکھ وہ نجات کہ جو دجلہ بغداد کرے
 کتبِ عشق میں پڑھ لکھنا کچھ آسان نہیں
 کایراں وہ ہے کہ جو طاعتِ استاد کرے
 ایسی چلوں سے کیا قتل کا قصد اُس نے کر
 کاش خاتم نہ کوئی حیلہ پیدا کرے
 موت کا وقت ہے آپاس کہ دیدار ترا
 روح کو تن سے مرے فارغ و آزاد کرے
 عمر یہی ہو تری خوش ہے تو پیرِ مغان
 اور خدا تیرے خرابات کو آباد کرے



بعد ازین چہرہ نذر و من و خاک و دوست خاک و در گل کے چھپاتا ہوں میں نفی و نکل
بارہ پیش آؤ و بیک جا غم از یاد ببر ایسی دے مے جو عجز عشق سے آزاد کرے
زلف چوں عنبر خامش کہ بویہ ہیہات عنبر خام سی زلفوں کی جو لونگ نہ ملی
ایدل خام طمع میں سخن از یاد ببر اسے دل خام طمع آن کو تو کیوں یاد کرے
حافظ اندیشہ کن از ناز کی خاطر یار جانے حافظ تو ہے جب ناز کی خاطر کو
برواز در گہش این نالہ و منہ یاد ببر اُس کی درگاہ میں کیوں نالہ و فریاد کرے

ساقیا مایہ شباب بیدار ساقیا مایہ شباب تولا
 یک دو ساغر شراب ناب بیدار یک دو ساغر شراب ناب تولا
 داروئے دردِ عشق یعنی مے داروئے دردِ عشق یعنی مے
 کو مست در مانِ شیخ و شاب بیدار جو ہے در مانِ شیخ و شاب تولا
 آفتابِ ست و ماؤ باد و جام جامِ ہے ماؤ آفتاب ہے مے
 در میانِ نہ آفتاب بیدار چاند کے بیچ آفتاب تولا
 عجمِ دوراں محذور کہ رفت و رفت عجمِ دوراں نہ جائے تو نہ سہی
 نغمہ بر لب و رہاب بیدار نغمہ بر لب و رہاب تولا
 می کند عقل سرکشِ مستام عقل سرکش کو باندھنے کے لئے
 گردنش رازِ مے طاب بیدار مے میں بھیگی ہوئی طاب تولا
 بزن این آتشِ سرا آبی آتشِ عشق پر چھڑک پانی
 یعنی آں آتشِ چو آب بیدار یعنی آتشِ بمثلِ آب تولا
 گل اگر رفت کو بہشادی رو گل چمن سے گئے تو کیا ساقی !
 بادۂ ناب چوں گلاب بیدار رنگِ گل کی طرح شراب تولا
 غلغلِ قمری از نماندِ رواست غلغلِ قمریاں نہیں نہ سہی
 قلقلِ شیشہ شراب بیدار قلقلِ شیشہ شراب تولا



یا صوابست یا خطا خوردن بادہ چاتر ہو یا کہ ناجبائز
گر خطا هست و گر صواب بیاد کوئی عنوان سہی مشراب تو لا
وہل او جز بخواب نہ تو ال دید بشرط دیدار یار خواب سہی
داروئے کو مست اصل خواب بیاد ایک داروہ برائے خواب تو لا
گرچہ ستم سے چار جاں دگر گرچہ ہوں مست ایک رو جاں دگر
تا بجلی شوم خراب بیاد جو کریں سر بسر خراب تو لا
یک دور ظلم گراں بہ حافظ وہ یک دور ظلم گراں سے حافظ کو
گر گناہ است و گر خواب بیاد یہ گنہ بخش یہ خواب تو لا

سر و بالا بلند خوش رفتار	سر و بالا بلند خوش رفتار
دلبر نازنین خوش گفتار	دلبر نازنین خوش گفتار
دل مابرودہ بہ عیاری	دل مابرودہ بہ عیاری
از برائے خدا گناہش دور	از برائے خدا گناہش دور
زلف سنبل اگر بر افشانی	زلف سنبل اگر بر افشانی
نہ بود مشک را در مقدار	نہ بود مشک را در مقدار
بیوفائی مکن دیگر پیشہ	بیوفائی مکن دیگر پیشہ
یونہا کوشش لے بہت عیثا	یونہا کوشش لے بہت عیثا
گاہ گاہ ہے بوسہ ام بنواز	گاہ گاہ ہے بوسہ ام بنواز
تا بگر دی ز عسیر بر خور دار	تا بگر دی ز عسیر بر خور دار
تا بدیدم دو چشم چار و سیرت	تا بدیدم دو چشم چار و سیرت
در دل من نہ ماند صبر و قرار	در دل من نہ ماند صبر و قرار
حافظہ درو مند حیران ست	حافظہ درو مند حیران ست
بندہ تست بے زرو مقدار	بندہ تست بے زرو مقدار



صبا بہ منزل حبساں گزردریغ نہ کر	صبا ز منزل جانناں گزردریغ مدار
دے ہم کو لاکے کچھ اُس کی خبردریغ نہ کر	وز و بیا شوق مسکین خبردریغ مدار
صبا نے پھیر کے لے گل کھلا دیا جو سیٹھے	بشکر آنکہ شگفتی بکام دل اسے گل
دے بے وصل بہ مرغِ سخنِ دروغ نہ کر	تسیمِ حاصل ز مرغِ سخنِ دروغ مدار
مراد اُس کی ہے موقوف اک ادا پہ تری	مرادِ ماہمہ موقوف یک کرشمہ تست
قدیم یار سے تو اس قدر دروغ نہ کر	ز دوستاں قدیم این قدر دروغ مدار
قلیل و عارضی ہر شے جب اس جہاں میں ہے	جہاں و ہر چہ دروہست سہل و مختصر ست
وصال بھی ہے اگر مختصر دروغ نہ کر	ز اہل معرفت ایں مختصر دروغ مدار
جہاں میں گن ترے گانا پھرے ہے جو شاعر	مکارم تو بافتاق می برد شاعر
عطا اُسے بھی ہو زادِ سخنِ دروغ نہ کر	از و وظیفہ و زادِ سخنِ دروغ مدار
اگر ہے تجھ کو طلبِ ذکرِ خیر کی تو میاں !	چو ذکرِ خیر طلب میکنی سخنِ این دست
بہائے شعر میں ہے سیم و زردریغ نہ کر	کہ در بہائے سخنِ سیم و زردریغ مدار
جو شہدِ چشمہ ترے سرخ ہونٹ ہیں تو پھر	کنوں کہ چشمہ نوشِ ست لعل شیرینیت
چکھائے ہم کو بھی تھوڑی شکرِ دروغ نہ کر	سخنِ بگومی و ز طوطی شکرِ دروغ مدار

مسافراں کہ پہنت کنند سیر بسیط کریں ہیں سیر تفشکریں جو زمانے کی
 برائے مقدم ایشان سفر دریغ مدار کر اُن کے ساتھ بھی بخود سفر دریغ نہ کر
 حریف بزم تو بودم چو مساو تو بودی شریک بزم تھا میں جبکہ مساو تو تھا تو
 کنوں کہ مساو متساوی نظر دریغ مدار میر تمام! توجہ نظر، دریغ نہ کر
 غبارِ غم برود حال پر شود حافط دہانا چاہیے غبارِ الم اگر حافط
 تو آبِ دیرہ ازین رگنذر دریغ مدار تر آبِ دیدہ سے کر رگنذر دریغ نہ کر



عید ست و موسم گل و یاداں در انتظار
 ہے وقت عید موسم گل اور جمین یاد
 سالی بڑے شاہ نہیں ماہ وے بسیار
 لا بادہ ساقیانہ دکھا است انتظار
 دل بر گرفتہ بودم از ایام گل وے
 تو بہ تو ک تھی ہم نے مگر دل بہار میں
 کارے نکر و ہمت پاکان روزگار
 متنا ہے کب نصیب پاکان روزگار
 جز نقد جاں بدست ندارم شراب کو
 جز نقد جاں بچا ہی نہیں اپنے پاس کچھ
 کائنات نیز بر کرشمہ سانی کسم شمار
 وہ بھی اولے ساقی پہ کرتے ہیں ہم شمار
 خوش دوستی خرم و خوش خسرو کریم
 جے خوش نصیب خرم و خوش خسرو زلی
 یارب ز چشم زخم زمانش نگاہ دار
 اُس کو نگاہ دے بچا لے نگاہ دار !
 مے خور بشعر بندہ کہ نی ہے دگر وہد
 مے پل بہ شعر بندہ کہ رونی ہو ہر مہ
 جام مرغی تو بدیں دُر شا ہوار
 جام نگین شاعری ہو دُر شا ہوار
 دل در جہاں بندہ و مستے سوال کن
 دل کو لگانہ دہرے اور پوچھتے مست سے
 از فیض حبام و قصہ جمشید کامگار
 تغیر جام و قصہ جمشید کامگار
 اے دل جناب عشق بلند ست بختے
 بالا جناب عشق تو پہن یاد رکھ کرواں
 نیگو شو حدیث و تو ایں قصہ گو کشدار
 ہمت جو دارے نہیں ہوتے ہیں کامگار
 رسم کہ روز عشرت عشاں بر عشاں رود
 محشر کے روز ہوں گے برابر حساب میں
 قسب شمع و خرقہ رنہ شراب خوار
 قسب شمع و خرقہ رنہ شراب خوار
 حافظ چو رفت روزہ و گل نیز میرود
 عید آئی اور چلی گئی حافظ چلا گیا
 ناچار بادہ نوش کہ از دست رفت گذر
 شور شراب خانہ و ہنگامہ بہار

گر ہو عمر بیخفا روم یارِ دگر زندگی ہو تو یہ میخانہ چلیں بارِ دگر
 بجز از خدمتِ رنداں نغمہ کارِ دگر اور بجز خدمتِ رنداں نہ کریں کارِ دگر
 خرم آرزو کہ بادِ گریاں بروم خوش نصیبی ہو اگر دیدہ خونبار سے ہم
 آزنم آبیہ درِ میکدہ یکبارِ دگر خون چھڑکیں درِ میخانہ پہ یکبارِ دگر
 معرفتِ نیتِ دریں قومِ خدایا مدھے جبکہ اس قوم کو پہچان نہیں گوہر کی
 تا برم گوہر خود را پہ خسرِ بارِ دگر کیوں نہ لے جائیں اسے ہم پہ خریدارِ دگر
 غایتِ می طلبید خاطرِ ارِ بگذارند تجھ سالتا نہیں لے یار کوئی دنیا میں
 غفرۂ شوخش داس طرۂ طرابِ دگر غمزدہ شوخِ دگر، طرۂ طسّرِ دگر
 گرمساعد شودم دائرۂ چرخِ کبود ہو مددگارِ ذرا دائرۂ چرخِ اگر
 ہم بچرخ آورمش باز پہ پرکارِ دگر لائیں ہم گھیر کے وہ یار پہ پرکارِ دگر
 رازِ سر بستہ مابیں کہ بدستِ گشتند رازِ الفت جو کھلا، ہادفِ نہ دل بھر کے
 ہر زمان ہادفِ نہ بر سرِ بازِ دگر رسوا لوگوں نے کیا بر سرِ بازِ دگر
 یار اگر رفت سخنِ صحبتِ بریں نہ گشت وہ دغا دار نہیں سونس و غم خوار نہیں
 حاش نہ کہ روم من ز پے یارِ دگر بے نہ دنیا میں مگر اُس سا کوئی یارِ دگر
 ہر دم از دور و بنالم کہ فلک ہر ساعت غم سے غمور ہے دلِ گردشِ دوراں لیکن
 کندم قصہ دلِ زار با آزارِ دگر در حقِ ہر دم ہے اُسے دھونڈ کے آزارِ دگر
 باز گویم نہ دریں واقعہ حافظِ تنہاست اک نہیں تو ہی جسے ہے علمِ الفت حافظ
 غرقہ گشتند دریں باو یہ بسیارِ دگر یہ وہ دریا ہے جہاں غرق ہیں بسیارِ دگر



نصیحتے گفت بے سنو بہانہ گیر
 ہر آنچہ نامح شفقت بگو بہت پذیر
 جوان لوگو! سنو میرا قصہ دل گیر
 ہے ناؤ نوش تمہیں گز سنو نصیحت پر
 زو صل روئے جواناں تھکتے بردار
 کہ در کینکہ عمر ست کمر عالم پر
 جہان شوق و تمنا میں ہیں غریب بہت
 کین گاہ جوں میں ہے کمر عالم پر
 نعیم ہر دو چہاں پیش عاشقاں بچے
 کہ اس سارے قلیل دست آں پہلے تھر
 معاشرے خوش و رو سے بساڑیخواہم
 کہ در خویش بگویم ہنسا کہ ہم وزیر
 ہو چار و ساز اگر یار سوز و ساز سے میں
 سادوں درد کا قصہ ہنسا کہ ہم وزیر
 شراب سے کروں توبہ گنہ سے نہ ہوڑوں
 اگر موافق تدبیر ہو مری تقدیر
 دل رسیدہ مارا کہ پیش می گیرد
 خبر رسید یہ مجنون بے دستہ در نہ بخیر
 چو قسمت لازی بے حضور ما کردند
 گرانہ کے نہ بوفی رخصت خرد گیر
 اذل کے فیصلے سادے ہوئے بھر مرے
 قصور میرا ہو کیوں جو اگر کوئی تقصیر
 ہر بار کی توبہ شراب نوشی سے
 دے کر شہ ساقی کرے نہ جو تقصیر

چو لالہ در قدحم ریڑ ساقیا سنے تاب قدح میں ڈالی میرے ساقیا نے مشکیں
 کہ نقشِ خال نگارم نمی رود ز ضمیر کہ خال بندھنے پاماں بنا ہے نقشِ ضمیر
 مئے دو سالہ و محبوب چارہ سالہ مئے دو سالہ و معشوق چارہ سالہ
 ہیں بس است مرا صحبتِ صغیر و کبیر عجیب چیز ہے یہ صحبتِ صغیر و کبیر
 گفتت کہ حذر کن ز زلفِ ادا دل! ابھی نہ جانیو گی موتے یار میں لے دل! ا
 کہ می کنند در آن حلقہ باد در زنجیر کہ تنگ حلقہ ہے اس کا دراز ہے زنجیر
 ببار ساغر یا موت و فیض در نوش آب دے ایک ساغر یا موت میں مئے رنگیں
 سود گو کرم آصفی بنیں و بمیر ہوں دیکھ تا کرم آصفی، سود، حقیر
 بنوش باد و عزم وصالِ جاں کن پر شراب کرو عزم و وصلِ جانانہ
 سخن شنو کہ ز نعتِ ربام عرشِ صغیر یہ بامِ عرش سے آئی ہے آج ایک صغیر
 حدیثِ نوید دریں بزمِ مگہ سگو و اعظا مئے گا کون تری ایسی بزم میں واعظا
 کہ سابقین کہاں ابریت ز عندہ تیر کہاں ابروئے ساقی جہاں چلائے تیر
 چہ چائے گفتے خاجو و شعرِ سلمان ست کلامِ خاجو و سلمان کا ذکر ہی کیا ہے
 کہ شعرِ حافظ شیراز بہ ز شعرِ قصیر کہ پیشِ گفتے حافظ ہے ماند شعرِ قصیر



یوسف کلم گشتہ باز آید بہ کنعان غم مخور
 کلمہ احوال شود روزے گلستاں غم مخور
 ایں دل غمیدہ حاشیہ شود دل بد ممکن
 وین میر شوریدہ باز آید بسا ماں غم مخور
 گر بہار عمر باشد باز بر طرب چمن
 چتر گل بر سر کشی اے مرغ خوشنواں غم مخور
 دور گردوں گرد روزے بر مراد مانگشت
 دانہا یکساں نہاندہ کار دوران غم مخور
 ہاں مشو نو میدان چوں واقف نہ از سر غیب
 باشد اندر پردہ باز بیائے پنہاں غم مخور
 ہر کہ سمر گرداں بیاں گشت و غمنا ہے نیست
 آخر الامر او بہ غمنا رہے رسد ہاں غم مخور
 در بیاباں گریشتوق کعبہ خواہی زد قدم
 سر ز نشا اگر کند خار مغیلاں غم مخور

یوسف کلم گشتہ لوٹ آئے گا کناں غم نہ کر
 تیرا دیرا نہ بنے گا پھر گلستاں غم نہ کر
 اس دل تنگیں کن حالت ہول بہتر جی بھڑو
 یہ سمر شوریدہ پھر ہو گا بہ سا ماں غم نہ کر
 پھر بہار آئے گی اس اُچھلے گلستاں میں رہے
 سمر ہو گا چتر گل لے مرغ خوشنواں غم نہ کر
 دور گردوں آہنکل دیتا ہے غم تو کیا ہوا
 دانہا یکساں نہیں ہے کار دوران غم نہ کر
 دل نہ کر غمناں جو راہ غیب سے واقف نہیں
 ہیں دروں پردہ باز رہا ہے پنہاں غم نہ کر
 آنکل غمناں دنیا میں نہیں ملتا اگر
 ایک دن تیرے بھی ہو گئے غم گسار ان غم نہ کر
 غرق کعبہ کو بیاباں میں لئے جا آہے تو
 سر ز نش کر تے ہیں گر خار مغیلاں غم نہ کر

حالِ ماورِ فرقتِ جانانِ و ابرامِ رقیب	حالِ درِ فرقتِ جانانِ و ابرامِ عدو
بندِ می دانند خدائے حالِ گردانِ غمِ مخمور	جاننا ہے سب خدائے حالِ گردانِ غمِ مذکور
ایدل از سبیلِ فنا بس یادِ مسقی بر کند	مانا یہ سبیلِ فنا لے دلِ مٹاتا ہے تجھے
چوں ترا فوجِ مستِ کشتیِ ہاںِ ز طوئیاں غمِ مخمور	فوجِ حب ہے ناخدا پھر کیا ہے طوئیاں غمِ مذکور
گرچہ منزلِ بسِ خطرناکِ ست و مقصدِ ناپدید	گرچہ مقصدِ ہے نہاںِ منزلِ ہے تیری پرخطر
بہرِ راہِ نیستِ کورائیتِ پایاںِ غمِ مخمور	راہِ ایسی ہے کوئی بھو نہ پایاںِ غمِ مذکور
حافظِ اورِ کنجِ فقر و خلوتِ شہائے تار	حافظِ اکنجِ فقری اور شبِ تار یک میں
تا بود و روتِ دعاؤںِ رسِ قرآنِ غمِ مخمور	پڑھ و وظیفہ کر دعا لے دریں قرآنِ غمِ مذکور



اے سرو نیاز حسن کہ خوش میروی نیاز
عشق را بنام تو هر لحظه صد نیاز
اے سرو نیاز حسن جو چلتا ہے تو نیاز
دیوے ہے عاشقوں کو ترا لکھ نیاز
فرخندہ باد طالع نازت کہ وہ ازل
بہریدہ اندر قدم سروت قبائے ناز
تو خوش نصیب ہے کہ ازل میں تھے بے
رکھنی گئی تھی تہ کے مطابق قبائے ناز
آنرا کہ بونے عشر زلف تو آرزو مست
جوں عود گو بر آتش سوزی بسوز و ساز
پروانہ راز شمع بود سوز دل و لے
بے شمع عارض تو ولم را بود گداز
جب سے تیرم یار کا دل نے کیا طواف
رکھتا ہے یہ نہ لکھ حرم نے سر حجاز
ہر دم بخون دیدہ چہ حاصل و غنچ نیست
بے طاق ابرو تو نیاز مرا جواز
صوفی ماکہ تو بہ زئے کردہ بود و دوش
بشکت عہد چوں دینے اندید باز
حانظہ بھی جا کے بیٹھا سر خرم، ہول بے ست
کل رات اُس نے جام کے لب سے منا جو راز
حانظہ کہ دوش از لب بہ غر شید راز

براہِ میکہ عشاقِ راست درنگِ تاز
 ہلالِ نیاز کہ خُجّاجِ را براہِ حجابِ ز
 چہ گویت کہ ز سوزِ دروں چہ می بینم
 ز اشکِ ہرں حکایت کہ من نیم غماز
 غرض کہ غمِ حسرتِ لرزنا حایت نیست
 بحالِ دولتِ محمود را بہ لعلِ ایاز
 دیکہ در زومِ بعد ازین ز حضرتِ دوست
 چہ کعبہ یافتیم آئیم ز بیتِ پرستی باز
 جسے چنیں بسحرِ گہ ز بختِ می خواہم
 کہ با تو شرحِ سراپنجامِ خود کنم آغاز
 تنم ز ہجر تو چشم از جہاں فرومید و
 امیدِ دولتِ وصل تو داد ختم باز
 پہ حلقہ ہاکہ زوم بر درِ دل از سر سوز
 ہوئے روزِ وصال تو در شبانِ دواز
 چونچہ سستہ ہفتہ نہاں کجا ماند
 دل مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز
 ز شوقِ مجلسِ آں ماہِ خرگہی حافظ
 گرت چو شمعِ جفا سے رسد بسوز و لہاز
 براہِ میکہ عشاقِ راست درنگِ تاز
 ہلالِ نیاز کہ خُجّاجِ را براہِ حجابِ ز
 چہ گویت کہ ز سوزِ دروں چہ می بینم
 ز اشکِ ہرں حکایت کہ من نیم غماز
 غرض کہ غمِ حسرتِ لرزنا حایت نیست
 بحالِ دولتِ محمود را بہ لعلِ ایاز
 دیکہ در زومِ بعد ازین ز حضرتِ دوست
 چہ کعبہ یافتیم آئیم ز بیتِ پرستی باز
 جسے چنیں بسحرِ گہ ز بختِ می خواہم
 کہ با تو شرحِ سراپنجامِ خود کنم آغاز
 تنم ز ہجر تو چشم از جہاں فرومید و
 امیدِ دولتِ وصل تو داد ختم باز
 پہ حلقہ ہاکہ زوم بر درِ دل از سر سوز
 ہوئے روزِ وصال تو در شبانِ دواز
 چونچہ سستہ ہفتہ نہاں کجا ماند
 دل مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز
 ز شوقِ مجلسِ آں ماہِ خرگہی حافظ
 گرت چو شمعِ جفا سے رسد بسوز و لہاز



بیا و کشتی مادر شیط شراب انداز
حزین و ولولہ در جان شیخ و شاب انداز
مرا بکشتی بادہ در افکن اے ساقی
کہ گفتہ اند کوئی کن و در آب انداز
بیا دلاں آں مے گل رنگ مشکبو جامے
شرار رشک حسد و دل گلاب انداز
اگر چہست و خراہم تو نیز لٹنے کن
نظر بریں دل سرگشتہ خراب انداز
پہ نیم شب اگرت آفتاب می باید
ز دہے دختر گل چہرہ ز نقاب انداز
مہل کہ روز و فاقہم بجاک بسیارند
مرا ہمیکہہ بردرخیم شراب انداز
گراں تو یک سر ہو سرکش دل حافظ
بگیر و در خم زلفش بویچ و تاب انداز
حفیہ عین دل موجب شراب میں ڈال
انسان و لولہ پھر جان شیخ و شاب میں ڈال
ختم شراب میں کر عرق سامیت ابھ کو
کہا یہ جاتا ہے کرنیکی اور آب میں ڈال
ایا غ میں مئے گل رنگ ڈال کے ساقی
شرار رشک و رقابت دل گلاب میں ڈال
کبھی تو چشم کرم مجھ پہ ڈال کے جام
ذرا سی جاں دل سرگشتہ خراب میں ڈال
اگر ہو دیکھنا خورد شید نیم شب میں کبھی
تو نکس دے دہشتاں شراب میں ڈال
اے گور کن مری میت سپرد خاک نہ کر
مجھے ہمیکہ دے چل ختم شراب میں ڈال
جو سرکشی کرے تجھ سے کبھی دل حافظ
لے اور اسے خیم گیسو کے بیچ و تاب میں ڈال

روزِ عیش و طرب ماہِ صیامِ مست امروز روزِ عیش و طرب ماہِ صیامِ مست امروز
 کامِ دل حاصلِ ایامِ بکامِ مست امروز کامِ دل حاصلِ ایامِ بکامِ مست امروز
 گو عروسی فلکی رخِ سنائے از مشرق کہد سوج سے نہ امروز ہو مشرق سے طلوع
 کہ مرادِ بن آں ماہِ تمامِ مست امروز جلو گر ہو گا سرا ماہِ تمامِ آج کے دن
 ز لہے را کہ خوشے جو صوامع بائے رہتا مسجد میں شبِ روزِ تھا بخوشی اُس کا
 ہیں کہ فرکیجِ خرابات مقامِ مست امروز بن گیا کُجِ خرابات مقامِ آج کے دن
 صبحِ دمِ بلبیلِ مست از چہ سببِ ی ناقد بلبیلِ مست ہے کیوں نا کہ کنایہ وقتِ صحر
 کاہِ او چوں نہ پہلاں بہ نظامِ مست امروز کامِ ہے جیکہ بہاروں کا نظامِ آج کے دن
 محاسبِ سید و گویند مددِ رند لں را محاسبِ سے کہو تنبیہ نہ کرے رند دل کی
 کا کہ باشاہِ دے نیست کد امِ مست امروز کون ہے جو نہیں باشاہِ و جامِ آج کے دن
 شیخِ واعظ کہ مرا منع ز زلفش کرے شیخِ واعظ جو کہا کرتا تھا زلفوں سے بچو
 دیدمش باز کہ چوں مُرغِ ہدامِ مست امروز دیکھو کیسے وہ بنا مرغِ ہدامِ آج کے دن
 گو جو مستِ خلافتِ کہ کنوں حافظ را کہد جا کر یہ زمانے سے کہ ہے حافظ کی
 چشمِ بر رخصتِ نگار و لبِ جامِ مست امروز چشمِ بر رخصتِ نگار و لبِ جامِ آج کے دن



صبا بھدم گل راج روح بختہ باز بہار آلی بے گلشن میں پھر افسہ انداز
 کماست کھیل خوشگونی گو برآز آواز ہے عند لب کہاں آواز سے ذرا آواز
 دلا زہر مکن نماز زانکہ در عالم دلا ! نہ بھر میں روا سطر ج کہ عالم میں
 غمت اشتادی و خار و گل و نشیب و فراز میں رنج و شادی و خار و گل و نشیب و فراز
 دو ماشد مچ کماں از غم و خمی گویم کماں جیسا خمیدہ ہوا ہوں پر نہ کھچ
 ہنوز ترک کماں ابرو ان تیر انداز کروں کا ترک کماں ابرو ان تیر انداز
 حکایت شب ہجران ہدشناں مکنیہ حکایت شب ہجران نہ کہہ رقیبوں سے
 کہ نیست سینہ از باب کینہ محرم از کہ ہے نہ سینہ از باب کینہ محرم از
 ز طرہ تو پریشانی دلم شد فاش ہوا ہے فاش پریشانیوں کا راز مرا
 ز مشک نیست غریب آئے اربو دغناز کہ تیرے کا گل مشکیں کا مشک ہے غناز
 ہزار دیدہ بروئے تو ناظمہ ند و تو خود نظر ہے سارے زمانے کی تجھ پہ لیکن تو
 نظر بروئے کسے بر منی کئی از ناز نظر نہ ڈالے کسی پر کرے ہے ایسا ناز
 اگر بہوز دست لے دل ز درونالہ مکن ہے سوز جاں غم جانناں اگر نہ رولے دل
 دم از محبت او سینہ زن و پد ریل از ہے لے سکے عشق سے جاں دل میں جان میں بے ساز
 غبار خاطر یا چشم خصم کو کہند غبار خاطر حافظہ سے ہیں عدواند سے
 تو رخ ہنناک لے حافظہ از مقام نیاز کہ اُس کا خاکِ دریا رہے مقام نیاز

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کرم باز ہوئی ہے دید سے پُر نور میری چشم نیاز
 چہ شکر گویت لے کار ساز بند و نواز ہزار شکر ترا کار ساز بند و نواز
 نیاز مند بلا گورخ از غبارِ مثنوی غبارِ رخ سے نہ دھولے نیاز مند بلا
 کہ کھیائے مراد مست خاک کوئے نیاز کہ ہے مراد کو اکسیر خاک کوئے نیاز
 یک دو قطرہ کہ انبار کردی لے خوابہ دو ایک قطرے گریں آنکھ سے تو لے خوابہ
 بسا کہ در رخ دولت کنی کرشمہ و ناز کریں وہ برد رخ الفت ہزار غمزہ و ناز
 طہارت ارے بخون جگر کند عاشق کرے نہ خون جگر سے وضو اگر عاشق
 اقبال مفتی عشقش دہست نیست نواز قبول در گہ الفت میں ہو نہ اسکی نواز
 ز مشکلاتِ طریقت عینِ متاب لے دل ز مشکلات میں مالوس اتنا ہولے دل
 کہ مرادہ نیندیشد از تشیب و فراز کہ بیش راہ طریقت میں ہیں تشیب و فراز
 دریں مقام مجازی بجز یہ میاں مگیر سوائے عشق نہیں اور کچھ حقیقت میں
 دریں سراپہ باز یہیچہ غیر عشق مباد بجز یہ مالہ و مے کچھ نہیں مقام مجاز
 من از نسیم سخن چیں چہ طرف بر جیم میں اس نسیم سخن چیں سے کیا امید رکھوں
 چو سرور راست لریں باغِ نیست محرم ناز ز سرور راست ہے جب اس چمن میں محرم ناز
 اگر چہ صن تو از عشق غیر مستغنی مست یہ مانا حسن ترا بے نیاز ہے لیکن
 من آن نسیم کہ ازیں عشق تازی آیم باز رکھوں میں یہ دل دیوانہ کیسے عشق سے باز
 غزلِ سراپا ناہید صرمدہ نبرد نزلے نغمہ ناہید ماندہ پڑ جائے
 دہاں مقام کہ حافظ بر آورد آواز غزلِ سراپا ہو جو اک رات حافظ شیراز



ہزار شکر کہ دیدم یکام خویش باز	مناؤ جہن کہ آتہ ہے وہ بصد ادا
ترا یکام خود و باتو خویش را بساز	مناؤ لغب کہ ہوتا ہے آج وہ دم ساز
روندگان حقیقت رہ بلا سپرند	رو بلا سے ڈریا کیوں روند گال حتی کے
رفیق عشق پہ عزم دار دانہ نشیب و فراز	رفیق عشق کو کیوں ہو عزم نشیب و فراز
عزم حبیب نہاں ہو ز جستوئے رقیب	عزم حبیب چھپا کے رکھو رقیبوں سے
کہ نیست سینہ آرباب کینہ محرم راز	نہیں ہے سینہ آرباب کینہ محرم راز
پہ فتنہ بود کہ مشاطہ قضا انگیزت	یہ کیا ستم ہے کہ مشاطہ قضا و قدر
کہ کرد ز گن مستش مید بسر مہ ناز	سیاہ کر گئی مست آنکھ کو ہر سہ مہ ناز
ہدی سپاس کہ مجلس مؤثر دست بردست	برائے شکر کہ مجلس ہے یاد سے روشن
گرت چو شمع جفاے رسد لبوز و لباز	شمال شمع خوشی سے حسل لبوز و لباز
علامتے کہ بروئے من آمد از عزم عشق	لامت آئے عزم عشق کی بدولت کیوں
ز اشک پُرس حکایت کہ من نیم غماز	حکایت اشک سے پوچھو کہ میں نہیں غماز
امید بقدر قومی دا شتم ز بخت بلند	امید ہے قدر بالا کی تجھ سے بخت بلند
نسیم زلف قومی خواستم ز عمر دراز	نسیم زلف کی تجھ سے طلب ہے عمر دراز
ز لہے ہائے شبانہ گشتہ ام واقف	تو لہے ہائے شبانہ سے ہو بخت مجھ
بحال من ز تر خیم نیم شب پرداز	جو آئے پاس مرے نیم شب وہ بندہ نواز
فلنہ ز مزہ عشق در حجاز و عراق	سختی ہے ز مزہ عشق در عراق و عجم
زائے باغب عز لبائے حافظہ طیراز	نولے باغب عز لبائے حافظہ شیراز

اے صبا گر گنبد ری بر ساحلِ کوہِ اُرداؔ اے صبا جائے اگر بر ساحلِ جوئے اُرداؔ
 بر سرِ زنِ بر خاک آنِ داویؔ مشکیں کنِ فتنؔ خاکِ داوی چوم کے مشکین کر اپنا نفس
 منزلِ سنی کہ بادشِ مہرِ دلازما صد سلامؔ منزلِ سنی کو جا کے میری تسلیمات دے
 بر صد آساں باں بینی و آہنگِ بجرسؔ چل صدائے سارِ باں پر سن کے آہنگِ بجرس
 محلِ جاناں بچوں آنکھ بزاری عزنہ دارؔ محلِ جاناں کو چوم اور رو کے اس سے عرض کر
 کہ ذراقتِ موختم لے مہرِ باں فریاد رسؔ چل گیا میں، مھر میں لے مہرِ باں فریاد رس
 عشرتِ شکیں کن سے نوشِ کاغذِ رواؤ عشقؔ عشرتِ شکیں کن سے پی کہ رواؤ عشق میں
 شیرِ رواؤ آتشِ نیماست با عیسؔ آشنائیِ شب کے ریزن کو بے با عیس
 دلِ بخت کی سپا د جانِ چشمِ مست یارؔ دلِ خوشی سے جان دیوے چشمِ مست یار پر
 گرچہ پیشِ اداں مدادِ اختیارِ غوغا بکسؔ گرچہ پیشِ اداں نہ دیوین اختیارِ خود بہ کس
 منکبہ قولِ ناصحاں ناخواند سے بانگِ بابؔ گرچہ قولِ ناصحاں گلیاں گلیاں تھامیر سے لے
 گوشے خوردِ مازِ ہجر اں کہ ایہ ہم بند بسؔ گوشہ خالی کی مری ہجر اں لے کچھ ایسی کہ بس
 طوہیاں درِ شکرستان کا سرانِ می کنندؔ شکرستان میں کرے میں پیشِ حیکہِ طوطیاں
 و زخمِ دستِ بر سمری زندِ مسکینِ مگسؔ آرزو میں کیوں نہ بیٹے اپنا سرِ مسکینِ مگس
 عشقِ بازی کا بازی نیست لے دلِ سرِ ہزارؔ سرِ ک بازی عشق ہے پھیل بچوں کا نہیں
 زانکھ گوئے عشقِ نولِ نو بچہ گلنِ ہوسؔ گوئے الفت کو نہ ماریں میں بچہ گلنِ ہوس
 نامِ حافظِ گر برآید ز بنِ گلکب و دستؔ نامِ حافظِ ایک دن آئے زبانِ گلکب پر
 از جنابِ حضرتِ شامِ بس است ای کتسؔ بس میری لے بادشہ تھ سے ہے میری کتس



جاناں ترا کہ گفت کہ احوال ما پر سر
 بیگانہ گرد و قفسہ بیچ آشنا پر سر
 آنجا کہ لطف شامل و خلق کریم تست
 جرم گذشتہ عفو کن و مرا بجزا پر سر
 خواہی کہ روشن شود احوال سبز عشق
 از شمع پر سر قفسہ زیاد صبا پر سر
 از دلق پوشش صومعہ نقد طلب مجوی
 یعنی ز مفلسان سخن کیسا پر سر
 در دفتر طبیب خبر و باب عشق نیست
 اے دل بدر و خو کن و نام دوا پر سر
 نقش حقوق خدمت و اخلاص و بندگی
 از لوح سینه محو کن و نام ما پر سر
 ماقصہ سکندر و دادرغا خواندہ ایم
 از ما بجز حکایت مہر و وفا پر سر
 من ذوق درد و عشق تو دامن نہ دمی
 از شعلہ پر سر حال ز پروانہ و ما پر سر
 حافظہ رسید موسم گل معرفت حواں
 دریاب نقد عمر ز چوآن و چرا پر سر
 معصوم بن کے قصہ حور و جہانہ پوچھ
 بیگانگی سے حال دل آشنا پوچھ
 تو مہرباں کریم ہے تو ہے خلیق جب
 میری خطائیں بخش نہ کچھ مہربانہ پوچھ
 چاہے اگر کہ تجھ پہ کھلے راز عبادتی
 از شمع قفسہ پوچھ زیاد صبا پوچھ
 شیخوں سے مانگ دولت شوق و طلب کچھ
 یعنی ز مفلسان سخن کیسا پوچھ
 ہے دفتر طبیب خبر و باب نہ باب عشق
 خود دل درد و رنج کی نام دوا پوچھ
 نقش حقوق خدمت و تسلیم و بندگی
 سب دل سے دور کر مرا نام اور پتانہ پوچھ
 ہم قصہ سکندر و دادرغا کا کیا کریں
 ہمست بجز حکایت مہر و وفا نہ پوچھ
 ہم کو ہے ذوق درد و عشق تو دامن نہ دمی
 ہے واسطہ رقیب کا الفت سے کیا نہ پوچھ
 حافظہ بہار آں نہ کر ذکر معرفت
 لے نقد عمر قفسہ چوآن چرا نہ پوچھ

دارم از زلفِ سیاحت گنجِ چندان کہ میرس
 کہ چنان ز روشد ام بے سرو سامان کہ میرس
 کس بامید وفا ترکِ دل و دین مکناد
 کہ چنانم من ازین کردہ پیشیاں کہ میرس
 بہر یک جرحہ کہ آزار کشش در پے نیست
 ز جھٹے می کشم از مردم نادان کہ میرس
 گوشہ گیری و سلامت جو سم بود و لے
 فتنہ می کند آن ز گسفتاں کہ میرس
 زابد از سایہ سلامت بگذرکان منے اعل
 دل و دین میرد از دست بد انسان کہ میرس
 گفتش زلف بہ کین کہ کشادی گفتا
 حافظ ایں قصہ درازست بقراں کہ میرس
 بے گھر زلف سے ایسا تری جانان کہ نہ پوچھ
 اس قدر اس نے کیا بے سرو سامان کہ نہ پوچھ
 کر دیے ترکِ دل و دین بہ امیدِ وفا
 بعد اس کے ہوا ایسا بولِ پیشیاں کہ نہ پوچھ
 دل کی تسکین کے لئے پتیا ہوں لیکن ہر دم
 یوں ستاتے ہیں مجھے مردمِ نادان کہ نہ پوچھ
 گوشہ گیری و سلامت کی طلب تھی لیکن
 حشر کرتی ہے بیا ز گس جانان کہ نہ پوچھ
 شیخ وہ بادشاہِ احمد سے دمک کر کے
 دل و دین کوٹے ہے اک سوئے درختاں کہ نہ پوچھ
 پوچھا حافظ نے کہ کیوں کھوئی ہیں زلفیں تو کہا
 اس قدر طول یہ قصہ بہنے یہ قراں کہ نہ پوچھ



غلغلائے زنگستانِ جہاں مارا بس
 زیں چمن سایۂ آں سرورِ رواں مارا بس
 من وہ مصیبتی اصلِ ریا دورم باد
 از گرانِ جہاں رطلِ گراں مارا بس
 نقدِ بازارِ جہاں سب گروِ آزارِ جہاں
 گر شہارِ اندہ بس ایں سودِ زیاں مارا بس
 یارِ بامست چو حاجت کہ زیارت طلبیم
 دولتِ صحبتِ آں مونسِ جانِ مارا بس
 از درِ خویشِ خدارا بہ بہشتم مفرست
 کہ سیرِ کوئے توان کون و مکانِ مارا بس
 نیست مارا بجز از وصلِ تو در سرِ ہو سے
 دیں سجات نہ متابعِ دو جہاں مارا بس
 خلوتِ اُنس و حالش کہ بعمر کے جستم
 دستِ دوستِ بلاورِ دو جہاں مارا بس
 ایک گلِ رخِ ہی مجھے بارِخِ جہاں کافی ہے
 ہوا گر اُنسِ سالتو اک سرورِ رواں کافی ہے
 اسے خدا مجھ کو ریا کاروں کی صحبت سے بچا
 بزمِ رنداں کا مجھے رطلِ گراں کافی ہے
 نقدِ بازارِ جہاں سے ملے آزارِ جہاں
 نفعِ ہوتا تو ہے پر اس میں زیاں کافی ہے
 صحبتِ یارِ کہاں ملتی ہے بد بختوں کو
 تیرا وعدہ ہی ہیں مونسِ جاںِ اِکائی ہے
 بھیجِ جنت میں نہ ہم کو تو اُٹھا کے دور سے
 تیرا کوچہ ہیں لے حسانِ جہاںِ اِکائی ہے
 ہو اگر وصلتِ دلدار نہ اس میں شاف
 کون کہتا ہے متابعِ دو جہاں کافی ہے
 وصل سے اُنس کی خلوت ہی اک عمر کے بعد
 ایک ہی اس کا مجھے لے میری جاںِ اِکائی ہے

بارغ و عشرت گر دنیب بملوک ارزانی
 باغ و عشرت گر دنیا ہو مبارک شدہ کو
 القیرم و گدا کوئے تن مارا بس
 ہم فقیروں کے لئے کوئے بتاں کافی ہے
 قصیر فردوس پیدا شی عمل می بخشند
 قصیر فردوس ہو زاید کو مبارک ساقی !
 ماکہ اندیم و گدا دیر مغاں مارا بس
 ہم سے رندوں کو تو بس دیر مغاں کافی ہے
 بنشیں بر لب جوی و گذر عمر بسیں
 لب جو بیٹھ کے عمر گزراں پر بھی غور
 کاین اشارت ز چمان گذراں مارا بس
 اک اشارہ ہی جہان گزراں کافی ہے
 حافظ از مشرب قیمت گدے انصافی ست
 شکوہ سخت نہ کرا ہم کو تو حافظ بیری
 طبع چوں آب عطر لہائے رواں مارا بس
 طبع مثل آب و عطر لہائے رواں کافی ہے



اگر رفیقِ شفیق درست چاہاں باش
 اگر رفیقِ شفیق درست چاہاں باش
 حریفِ مجرم و گرامہ و گلستاں باش
 حریفِ مجرم و گرامہ و گلستاں باش
 شکنجِ زلفِ پریشاں بدستِ بد
 شکنجِ زلفِ پریشاں بدستِ بد
 گو کہ خاطرِ عشاق کو پریشاں باش
 گو کہ خاطرِ عشاق کو پریشاں باش
 گرت ہواست کہ باخضر ہمنشین باش
 گرت ہواست کہ باخضر ہمنشین باش
 نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیاں باش
 نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیاں باش
 روزِ عشقِ نوازی نہ کارِ ہر مرئیست
 روزِ عشقِ نوازی نہ کارِ ہر مرئیست
 بیاؤ تو گلِ ایں مہلِ غزلخواں باش
 بیاؤ تو گلِ ایں مہلِ غزلخواں باش
 طریقِ خدمت و آئینِ بندگی کردن
 طریقِ خدمت و آئینِ بندگی کردن
 خدائے را کہ دہکن بیاؤ سلطان باش
 خدائے را کہ دہکن بیاؤ سلطان باش
 و اگر بصیرِ جسمِ تیغ بر مکش و نہار
 و اگر بصیرِ جسمِ تیغ بر مکش و نہار
 وز آہِ بولِ مار و پیشاں باش
 وز آہِ بولِ مار و پیشاں باش
 تو شمعِ انجمنی یک نہاں و یک دل شو
 تو شمعِ انجمنی یک نہاں و یک دل شو
 خیالِ کوششِ پروانہ بینِ خنداں باش
 خیالِ کوششِ پروانہ بینِ خنداں باش
 کمالِ دلبری و حسن در نظرِ بازیست
 کمالِ دلبری و حسن در نظرِ بازیست
 بشیوہِ نظر از ناظرانِ دوراں باش
 بشیوہِ نظر از ناظرانِ دوراں باش
 خوش حافظ و از جوہر یار نہالہ مکن
 خوش حافظ و از جوہر یار نہالہ مکن
 ترا کہ گفت کہ بروئے خوب حیاں باش
 ترا کہ گفت کہ بروئے خوب حیاں باش

بڑائی و دل تنگ مرا نمونہں جہاں باش
 آ اور دل تنگ کا پھر نمونہں جہاں ہو
 وہیں سوختہ مرا محرم اسرار نہیاں باش
 گر چارہ گرمی، محرم اسرار نہیاں ہو
 زان باد کہ در مصطفیٰ عشق فرو شد
 پھر جا کے ہو مسکندو عشق میں بار
 مارا دوسرا خرچہ و گور مضاں باش
 مست الفت حق میں ہو جو مار مضاں ہو
 در فرقہ چو آتش زدی لے عارف سالک
 خرقہ کو جلا ڈال تو لے عارف سالک !
 جہے کن و سر حلقہ زندان جہاں باش
 پنا عشق کی لئے قاعدہ زندان جہاں ہو
 آن باد کہ گشتا بموا دل مگر است
 کیوں باتوں میں آیا ہے تو اکٹہ دشمن کی
 گو میر ہم اکنوں بسلامت نگر باش
 لے دل نہ لگا آں نہ اس کا نگر باش
 خوش شد دل از حسرتی اعلیٰ و اعلیٰ
 صد بار کرے خون اگر حسرت جہاں
 آن رنج محبت جہاں نہ و نشان باش
 عاشق کا ہے دل کیسے یہ نہ و نشان ہو
 تبارش از غصہ عیارے نہ منشد
 تا اس کا نہ آلود ہو دل غصہ و غم سے
 لے سب مر شک از عتبہ و مدد باش
 اسے سب سر شک از عتبہ و مدد باش
 لے زائد اگر وصلت مینا و بہت درست
 زاہد کو اگر وصل صراحی ہو میسر
 از بہت پیران تو عالم با ماں باش
 وہ بہت پیران جہاں سے یہ اہل ہو
 عاقبت کہ ہو سکے از جام جہاں میں
 لے ہے فقط حافظ لے جام جہاں میں
 گوہ نظر آصف جمید مکان باش
 جس پر نظر آصف جمید مکان ہو



باغیاں گرنے روئے صحبت کی بایں شش
 باغیاں گر تجھ کو کچھ ان صحبت کی چاہیے
 رہ جائے خار بھراں صبر کیسب بایں شش
 رہ جائے خار بھراں صبر کیسب چاہیے
 لے ملے اندر بند زلفش از پریشانی سنال
 بند کا گل میں تجھے لے دل پریشانی بکریاں
 مریخ زیرک چوں بدم افتہ تحمل بایں شش
 دم میں اک مریخ زیرک کو تحمل چاہیے
 باتیں نہ لے دے بادش افروز بایں شش
 جب سیر زلف یاد اور دولت رخسار ہو
 ہر کہ دے دے یاسمین و زلف سنبل چاہیے
 دے دے عالم سوز را با مصلحت مینی چہ کار
 رنہ عالم سوز کا ہے مصلحت سے کام کیا
 کار ملکست آنکہ تدبیر و تحمل بایں شش
 مانا سلطانی کو تدبیر و تحمل چاہیے
 تکیہ رقیوی و دانش در ظرافت کفری ست
 عقل و تقویٰ پر بصیرت معرفت میں کفر ہے
 راہز گرد ہنر دار و توکل بایں شش
 سو ہنر بھی ہوں نور ہر و کو توکل چاہیے
 ناز و غمزہ چشم مستانہ کے ہیں اکیر چہاں
 ناز و غمزہ کے ہیں اکیر چہاں
 این دل شور یہ گراں زلف کا گل بایں شش
 یہ دل شور یہ کو آشفہ کا گل چاہیے
 ساقی و گردش ساغر قنقل تا چہ نہ
 بیت و علی گراں ساغر میں لے ساقی نہ کر
 دور چوں با عاشقان افتہ تسلسل بایں شش
 دور چوں با عاشقان تک پہنچے تسلسل چاہیے
 کیست حافظ تا نوشد باد و بجا و از چنگ
 باد و بے کو کز بر لہٹ پتا حافظ کیوں نہیں
 عاشق مسکین چرا چندیں تحمل بایں شش
 عاشق مسکین کو اتنا کیوں تحمل چاہیے

بہر دامن قرار و طاقت و ہوشش	گیا لے کر قرار و طاقت و ہوشش
بہت سنگیں دلی و سیس بنا گوشش	بہت سنگیں دلی و سیس بنا گوشش
نکائے پیابکے شونے پر ہوشش	ننگار چابک و شونے پری و شش
حریف ہوئے ترک بہا ہوشش	حبیب مرہوش و ترک بہا ہوشش
ز تاب آتش سودائے عشقش	ہر تاب آتش سودائے الفتش
لسان و یک دائم میز نغم ہوشش	بشیل و یک دائم دل میں ہے جوشش
اگر بسیدہ گرد و استخوانم	آہار کی ہڈیاں بسیدہ ہو جائیں
نکردہ مہر شش از جاتم فراموشش	کر لے لیکن نہ دل اسکو فراموشش
دل و دھیم دل و دھیم، بہرہ دست	دل و دیں لے گئے میرے دل دیں
برو دوشش برو دوشش برو دوشش	برو دوشش برو دوشش برو دوشش
دولے تو دولے تست حس فظ	دوا تیری دوا تیری ہے مآظ
لب دوشش لب دوشش لب دوشش	لب دوشش لب دوشش لب دوشش



یہ در لالہ قند گیر و بے دیا بن جا	یہ در لالہ قند گیر و بے دیا میباشش
بہوئے گل لہے ہم صبا میباشش	بہوئے گل لہے ہم صبا میباشش
کہا یہ کس نے کہ بے نوش سال بھر ہو تو	گویت کہ ہمہ سال سے پرستی کن
سہ سہ شراب پی نوشاہ پار ساین جا	سہ سہ شور و نہ ماہ پار ساین میباشش
جو پیر سا کعبہ الفت عطا کرے بادہ	جو پیر سا کعبہ عشق سے عوالہ کند
تو پی کے منتظر رحمت خدا کن جا	جنوش و منتظر رحمت خدا میباشش
جو پیاجہ ام کی طرح پند از غیب نکلیں	گست و راست کہ چوں جبر پسر غیب سے
تو پی کے ہمدم جام جہاں نمایاں جا	بیافزیم جام جہاں نمایاں میباشش
پے مثل عنخہ لگانا گردہ جو کلاہ جہاں	پوختہ گردہ فردا بستلی ست کار جہاں
تو مثل باد بہاری گردہ کشاں جا	تو چو باد بہاری گردہ کشاں میباشش
طلب میں عمر اگر رائیگاں ہی کرتی ہے	دنا بخون و کس در سخن نمی شنوی
بشوق طالب سیر رخ و کیا میں جا	بہرہ طالب سیر رخ و کیا میباشش
مرید طاعت بیگانگان نہ ہو حافظ	مرید طاعت بیگانگان مشو حافظ
چل اور معاشرہ زندان آشناں جا	وے معاشرہ زندان آشناں میباشش

چور شکست بہا زلفِ غیر افتادش
 ہوا بکھرتی جب زلفِ غیر افتاد ہے
 بہر شکست کہ دوست آزد شد جانفش
 دل شکستہ عاشق میں ڈالنی کہاں ہے
 کجاست ہم نفیے تاکہ مشربِ عفتہ وہم
 اگر ملے وہ کہیں ایک دن تو اُس سے کہوں
 کہ دل چہ میکش از روزگار بھر انش
 کہ خون دل کا کرے روزگار بھراں ہے
 نسیم صبح وفا نامہ کہ بر بد دوست
 دے اُس کو بہرِ خدائے صبا او ف نامہ
 ز خون دیدہ مایہ بہرِ عنوا نش
 کہ خون دل کی لگی اس پہ مہرِ حنواں ہے
 زمانہ از دور کی مثال ہوئے تو بہت
 بنا جو پھول کی پتی سے یار کا چہرہ
 دے ز مشرب تو در کچھ کر دینا نش
 ہوا وہ غنچے میں شرمندگی سے نہاں ہے
 بے شدید دشت عشق را کرانہ پدید
 یہ بھر عشق کہ اس کا نہیں کراں کوئی
 تبارک اللہ از یہ رہ کہ نیست پایا نش
 یہ را و آئین کہ اس کا کہیں نہ پایاں ہے
 جمالِ کعبہ مگر عذر رہاں خواہد
 جمالِ کعبہ کرے عذر رہاں سے بہت
 کہ جانِ زندہ دلاں سوختہ رہاں
 دلہم کہ مہر تو از غیر تو نہاں میداشت
 نہ جانتا تھا کوئی را از جو سوا تیر سے
 نہیں کہ دیدہ کندش پیش یار انش
 وہ چشمِ نم سے ہوا فاش پیش یار ہے
 بدین شکستہ بیت الحزن کہ می آرد
 نشان کلبہ احزاں میں کوئی دے اُس کا
 نشان یوسف دل از خیر زخما نش
 جو ایک یوسف دل در چہ زخماں ہے
 سحرِ بظرفِ چمن می شنیدم از کبیل
 سمجھے ہو ہے گلبانگِ عندلیبِ ہواک
 تو نے مانتی خوش بوجہ غزلگویش
 تو نے مانتی خوش بوجہ غزلگویش



چہ جامِ لعل تو نوشم کیا بماند پوشش	لا جو جامِ لبِ لعل دل میں آیا جوش
چو چشمِ مست تو بینم بجائماند گوشش	جو چشمِ مست کو دیکھا تو ہو گیا مد پوشش
منم غلام تو در ترا کہ از من آزادی	ترا غلام ہوں میں اور تو مجھ سے ہے آزاد
مرا کوزہ فرو بخش شرابخانہ فرو بخش	لے مجھ کو بیچ مہر میکہ بہ کوزہ فرو بخش
ہوئے آنکہ زینفانہ کوزہ یا بزم	امید تھی کہ ملے میکہ میں کوزہ سے
روم ہیوئے خرابائیاں کشم بردوشش	گیا سہوئے خرابائیاں لئے بردوشش
مرا گوی کہ خاموش باش و دم کدوشش	یہ کیسا طور خموشی ہے تیری محفل میں
کہ صد چمن نتواں یافت مرغِ راناوشش	کب عندلیبِ حین میں ہوا ہے یوں غلوشش
اگر نشان تو جویم کہ ام صبر و متد	نماش میں تری صبر و متد رکھو بیٹھے
وگر حدیث تو گویم کہ ام طاقت و پوشش	نشان تیرا ملا جب ہے نہ طاقت و پوشش
شراب پختہ بناماں دلِ مسرودہ مدہ	شراب پختہ نہ کچے دلوں کو دے ساق!
کہ بادہ آتش تیزست و پختگان جوش	ہے بادہ آتش تیز اور پختگان میں ہے جوش
نعیم دہشتِ جنت بدو قی آں رسد	نہیں بہشت میں ایسا مزد و جو آتا ہے
کہ یار نوش کند بادہ و تو گوئی نوشش	ہو بار بزم میں جیب بزم میں ہونا و نوشش
مرا چو نعلتِ سلطانِ عشق سیداند	یہ کہہ کے بخوشی ہے سلطانِ عشق نے خلعت
نہا زدند کہ ماذنِ خموش پاشش خموش	کہ حافظِ اس کو لے اور رہ خموش! رہ خاموش

در عہد بادشاہ خطا بخش جسدم پوش
 خوش عہد بادشاہ خطا بخش و جرم پوش
 حافظ قراہ کش شد و معنی پیالہ نوش
 حافظ قراہ کش ہوا معنی پیالہ نوش
 صوفی ز کبچہ صومعہ پائے خم نشست
 صوفی بھی آکے بیٹلے ملے کی چھاؤں میں
 تادید منتخب کہ سبب میکند بدوش
 دیکھا کہ منتخب بھی پھر ہے بدوش
 احوال شیخ و فاضل و شرب الیہ و شال
 شرب نہان فاضل و معنی کا سال جب
 کردم سوال محمد آرا پیرے فرودش
 پوچھا تو مجھ سے کہنے لگا پیر میر و شش
 گفتہ گفتنی ست سخن گر چہ محرمی
 محرم ہے راز دان ہمارا ہے تو وے
 درکش زبان و پردہ گہدار وے نوش
 کہنے کی بات یہ نہیں نا نوش بادوش
 ساقی بہار میرسد و جہم سے مناند
 ساقی بہار آئی ہے مٹھوڑی شراب سے
 فکرے بکن کہ خون دل آمد ز غم بکوش
 آتہ ہے سوزہ غم سے میرا خون دل بہوش
 عشق مٹھس و جوان و نو بہار
 ہے عشق و مٹھس و جوان و فصل گل
 عذرم پذیر و جرم پذیر کرم بکوش
 کر معذرت قبول چھپا جرم عیب پوش
 لے بادشاہ صورت و معنی کہ مثل تو
 اے بادشاہ صورت و سیرت ترا مثل
 تادیدہ بیچ دیدہ و نشیدہ بیچ کوش
 دیکھا نہ آنکھ سے نہ کسی نے سنا ہر گوش



چنداں ہاں کہ خرقہ ازرقی کند قبول
لمبی ہو عمر اتنی کہ دے بخت کو ترے
بختِ جوانت از فلک پیرِ زندہ پوشش
اک خرقہ ازرقی غلبِ پیرِ زندہ پوشش
تا چہند بچو شمعِ زباں آورد می کنی
کب تک زباں درازی کرے گا خیالِ شمع
پروانہ مراد رسید لے محبِ خموشش
پروانہ مراد ملا ہے تو رہِ خموشش
دی شب ندان غیبِ بگوشِ الم رسید
حافظِ پیو شرابِ اعلم و خست کم کرد
حافظ تو عفتہ کم خور و نشین دے پوشش
آتی ہے شب میں غیب سے یہ اک ندان پوشش

دلم رسیدہ شد و غافلہ من درویش
 کہ آن شکارتی سرگشتہ را چہ آمد پیش
 اڑا لیا مرا دل سوچتا ہوں میں درویش
 کہ اس شکارتی کو کیا مشکلات آئیں پیش
 چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم
 کہ دل بدست کماں بردارست کافر کش
 بہت میں خطر میں ایمان کا نیچتا ہوں میں
 بے دل بدست کماں ابرو ان کا فر کش
 خیال حوصلہ بھر می پزیم ہیبات
 چہاں در سر این قطرہ محال اندیش
 خیال حوصلہ بھر عشق بہتہ دل کو
 ہولے قطرہ یہ اک کس قدر محال اندیش
 بگئے میکہ و گریان و سر فلندہ روم
 چہاں کہ شرم ہی آید از حاصل خویش
 بگئے میکہ جاتا ہوں سر جھکائے ہوئے
 کہ آئی دیکھ کے مجھ کو بے شرم حالت خویش
 نہ عمر خضر بماند نہ ملک اسکندر
 نزاع بر سر دنیاے دوں ممکن درویش
 نزاع بر سر دنیاے دوں نہ کرد درویش
 بنام آں مژدہ شوخ عافیت کش را
 کہ سرج میزندش آب نوش بر سر پیش
 بنام آں مژدہ شوخ عافیت کش را
 کہ سرج میزندش آب نوش بر سر پیش
 ز آستین طبیبان ہزار خوں بچکد
 گرم بہ سحر بہ ہستے نہند بر دل ریش
 ز آستین طبیبان ہزار خوں بچکد
 گرم بہ سحر بہ ہستے نہند بر دل ریش
 تو بندہ بگد از بادشہ ممکن اسے دل
 کہ شرط عشق نہاں شکایت اند کم و بیش
 تو بندہ بگد از بادشہ ممکن اسے دل
 کہ شرط عشق نہاں شکایت اند کم و بیش
 بیاں کم زرد مست بہر گداحت نظر
 خرمینہ بگد آورد ز جھنجھ قاروں بیش
 بیاں کم زرد مست بہر گداحت نظر
 خرمینہ بگد آورد ز جھنجھ قاروں بیش
 وہ ہاتھ پانہ سکا یاد کی کمر مافوق
 خرمینہ رکھتا نہ تھا جو ز گنج قاروں بیش
 وہ ہاتھ پانہ سکا یاد کی کمر مافوق
 خرمینہ رکھتا نہ تھا جو ز گنج قاروں بیش



ویش با من گفت چہاں راز دے تیر ہوش
 مجھ سے کل کہنے لگا یہ راز داں تیر ہوش
 کو شاپنا چہاں نشاید اُسے فرہوش
 رکھ نہیں سکتا نہاں تجھ سے میں رازے فرہوش
 گفت آسماں گیر بر خود کار نہ کر دے طبع
 ڈھونڈ آسائش یہاں کار چہاں آسماں کر
 سخت سیر دجہاں بر مردان سخت کوشش
 کرتے آسماں کام بھی مشکل میں آجوش سخت کوش
 د آجہم درد او جہاں کو فرہوش بر فلک
 جام ساقی نے دیا ایسا ہوا ووشن فلک
 زہرہ در دوش آمد و ربط ناس میگفت دوش
 رقص زہرہ نے کیا کہنے لگی پل بادہ دوش
 تا گردی آستان زمیں پر دہوے نشوئی
 گر ہے جو یار از کا بن آستانے راز داں
 گوش نامحرم نباشد جیسے پیغام سر ووش
 گوش نامحرم نہیں ہے جیسے پیغام سر ووش
 در حرم عشق نواں زودم از گفت و شنید
 کچھ حرم عشق میں ہوتا نہیں گفت و شنید
 آ کہ آہنا جملہ اعضا چشم باید بود و گوش
 خامشی لازم سب اعضا کو بنالے چشم و گوش
 در ہوا نکتہ دہاں خود فرہوش شریک نیست
 خود نماں نکتہ دالوں کی نظر میں ہے غلط
 یا سخن دانستہ گوئے مرد بخسرو یا خموش
 بات کر معقول لے مرد خرد یا رہ خموش
 بادل غمیں لب خنداں بیاور چہو حیا
 گر چہ اس میں غم دل بے لب میں خنداں حیا کے
 نے گرت زلے رسد آئی چو نے اندر دوش
 ہوا گر بسل تو بھو پردل میں ہو جوش و خروش
 گوش کن پند لے پسراں بہر دنیسا غم خورد
 پند میں میری گراں گوہر میں لے جہاں پادرا
 گفت ہوں فرہوش گر توانی دار گوش
 علم نہ کھا دنیائے دوس کا لے نصیحت من بگوش
 ساقیاں وہ کہ رند یہاں حافظہ عنو کرد
 سابقاں مے دے کہ حافظہ پر ہوا ہے مہرباں
 خسرو صاحب قرآن حرم بخش و عیب پوش
 خسرو صاحب قرآن حرم بخش و عیب پوش

معزز ہاتھ نصیب رسید مژدہ بگویش
 یہ لایا غیب سے اک مژدہ آج صبح سروش
 کہ دور شاہ شجاع ست سے دلیر پوش
 کہ دور شاہ شجاع اب ہے ڈر نہ بادہ کویش
 شد آنکہ اہل نظر بر کسارہ میرفتند
 گیا زمانہ کہ محنت اہل تھے سب اہل نظر
 ہزار گونہ سخن بردبان و لب ناموش
 نہاں یہ لفظ تھے بیاب اور تھے لب خاموش
 بیابانک جنگ بگویم آں حکایت ہا
 بنانک جنگ حکایات وہ کریں گے بیاں
 کہ از شہنشاہ اور گیسو سیزد پوش
 کہ آئے تہن کو چھپانے سے دیگ سینہ پوش
 شراب خاں از ہم تختہ خوردن
 چھپا کے پیتے تھے کل "مختب کے در سے مگر
 برشتہ یار نوشیم و بانگ لوشا نوش
 ہم آج پیتے ہیں کھل کے بنانک نوشاوش
 ز کونے میکہ روشش بدوش می برند
 ہم آج جاتے ہیں اسکو اٹھائے کندھے پر
 اما شہر کہ ستاد وہی کشیدہ دوش
 امام شہر جو پھرتا تھا کل مصلی بدوش
 دلا ولات خیرت کفر برا و سجات
 زی نجات اسی میں ہے سن مری لے دل!
 مکن افسق مہابت و زہم ہم مفر دوش
 نہ فخر نہ پہ کر اور نہ بن تو "تھوئی مفر دوش
 محل نور ستمی ست رائے الہ شاہ
 مقام نور تجلی ہے رائے الہ شاہ
 جو قرب اولیٰ اوصافے نیت کوش
 جو قرب چاہے اس کا اٹھائے نیت کوش
 بجز شلئے جلالت مسا زور و نصیب
 مقام سدرہ جنة عرش بریں مکان اُس کا
 کہ بہت گوش دلش محرم پیام سرکوش
 وہ گوش دل جو ہے محرم پیام سرکوش
 دہر مصلحت ملک خسر داس دانند
 روز مصلحت ملک خسر داس جانیں
 گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخر دوش
 فقیر سادہ ہے حافظ "نہ کر تو اتنا مخر دوش



صوفی گلے بچھین و مرقع بزار بخش صوفی گلوں کو دیکھ، مرقع پہ خار بخش
دیکھ زہر خشک دیکھ غوغا شکار بخش آفریں و زہد سب بیٹے خواشکار بخش
طلمات زرق دروہ آہنگ چنگ نہ ذکر و بیان عشق پہ آہنگ چنگ نہ
تبیخ و طلیساں بے و میگار بخش فکر اور معرفت بے و میگار بخش
زاد گراں کہ ساق و شاہد بخی خرنہ دہ گراں کہ ساق و شاہد پہ پے گراں
در حلقہ چمن بہ نسیم بہار بخش حلقے میں باد کے نسیم بہار بخش
راہم شراب لعل زدے میر عاشقاں گلاب نے غول کیا بنے لعل میر غول بہا
خون مرا بچھاؤ زخمدان یا زخمش غول بلکہ یہ بہ چاؤ زخمدان یا زخمش
یاد بوقت گل گنہ بند عفو کن یارب بوقت گل گنہ بند عفو کر
دیکھا مجرا بسرو لب جو لب ز بخش ہو جو خطا بہ سرو لب جو لب ز بخش
اے آنکہ رہ بشر بہ مقصود برو بخشا خدا نے مشرب مقصود گر تجھے
زمین بحر قطبہ بمن خاکسار بخش اک قطبہ بھر کا بہ دل خاکسار بخش
شکرانہ کہ روئے ترا چشم بد ندید تاکہ خدا رکھے تجھے ہر چشم بد سے دور
مارا بعفو و لطف خداوند گار بخش ہم کو تو بہر لطف خداوند گار بخش
ساقی چو شاہ نوش کند بارہ صبح جب شاہ کرتے نوش صبحی میں ساقیا
گو جام زر سجا قطبہ شب زندہ دار بخش اک جام زر بہ حلقہ شب زندہ دار بخش

کن آب پائے بید طبع شعر و یار خوش کنار آب و پائے بید و طبع شعر و یار خوش
 معاشرہ لبر شیریں ساقی گھنڈائے خوش ہے ساتھی و لبر شیریں و ساقی گھنڈار خوش
 الہامے دولت طالع کہ قدر وصل میدانی اے میری دولت طالع اب مجھے دے وصل کی دولت
 گوارا ہوتی میں عشرت کہ دوسری روز گئے پیش مہار کہ ہو تجھے عشرت ترا ہو روزگار خوش
 عروس طبع راز پورہ فکر بکری بندم عروس طبع کو میں فکر تازہ سے سب تہوں
 بود کہ نقش ایام بہ ستائے نگارے خوش سٹ آئے مرے آغوش میں تا کہ نگار خوش
 شب صحبت غنیمت دان واد خوشدلی ستاں بل ہے یار کی صحبت چراغ اناں آج محل ہے
 کہ بہت بول لغز و ست طرف لالہ زار خوش ہے تاباں ماہتاب دل ہے طرف لالہ زار خوش
 چہ سے رکائے چشمہ ست ساقی را بنام ایزد خدا یا ہے یہ مے کیسی مرے ساقی کی آنکھوں میں
 کہ مستی میکند با عقل و می آرد خامے خوش کہ کرل عقل کو ہے ست لائے ہے خمبار خوش
 ہر آنکس را کہ بر خاطر عشق و لبر پارست ہوا ہے آتش الفت سے گر عاشق کا دل نول
 پیوند گوہر آتش نہ کہ دوسری کار و پائے خوش پسند اک اس پہ ڈالو تاج ہے یہ کار و بار خوش
 بغلت عمرش حافظ سیا با ما بیخاند ہے تجھ کو گر غم فرقت تو میخانے میں حل حافظ
 کہ شگوان سرست یا موز نہ کائے خوش کہ معشوقاں و بان ندوں کو سکھاتے میر کار خوش



ماآذ مودہ ایم دریں شہر بہشت خویش ہے آزمایا ہم نے یہاں بیش بہت خویش
باید ہر دلی کشید ازیں در طہر دشت خویش چل اور شہر میں کسی لے کر تو رخت خویش
از بسکہ دست می گزم وآہ می کشم الفت ہے کون سی مجھے کیسا یہ عشق ہے
آتش زوم چو گل بہن لبت لبت خویش کیوں میں جلا رہا ہوں دل الفت لبت خویش
دو چشم ز بچکے چہ خوش آمد کہ می سزد گھبانگ عنایب ہے ایس کہ آج گل
گل گوش بہن کردہ ز شاخ دشت خویش سنتے ہیں کال لگا کے بہ شاخ دشت خویش
کسے دل عبور باش کہ آن یار تند خوئی اسے دل نہ کر شکایت معشوق تند خو
بسیار تنہ غمے نشین ز بہشت خویش بسیار تنہ غم کرے آنکو ہے بہشت خویش
گر موج خیز عادیہ سر بر فلک نہد کتنا بھی موج خیز ہو چلبے یہ بحر علم
عارف بآب تر کند دشت بہت خویش عارف بہ آب تر نہ کرے دشت بہت خویش
خواہی کہ منت دوست جہاں بر تو گذرد پیا ہو جو سخت دست جہاں سے بچے ہو
بگذر ز عہد سخت دشمن ہائے منت خویش چھوڑ دے عہد سخت دشمن ہائے منت خویش
لے حافظ ار مراد میسر شدے مدام حاد ظ مراد کو ہے میسر دوام گر
جہد نیز دور نمائے ز سخت خویش جہد چھوڑ کے گیا کیوں تلج و سخت خویش

مرا کجاریست مشکل بادلِ خویش / مجھے ایسی ہے مشکل بادلِ خویش
 کہ گفتن می نیدام مشکلِ خویش / کہ مشکل ہے بتانا مشکلِ خویش
 خیالتِ داند و حسانِ من از غم / نہیں ہے عشق میں کچھ بھی بجز غم
 کہ ہر شب در چہ کارم بادلِ خویش / کہوں یہ بات کیسے بادلِ خویش
 نہ دایم ماندگانِ یاد سے کن آخر / نہ پیچھے چھوڑ ان پس ماندگان کو
 چہ رانی تنہا دارا حملِ خویش / نہ بایوں تیزے کر حملِ خویش
 بسے مستم جو مہنوں کوہ و صحرا / میں خاک کوہ و صحرا پھاننا ہوں
 گر یا ہم مزارع از منزلِ خویش / بے شاہ سُرّاعِ منزلِ خویش
 مرادِ اقل منزل رہ افتاد / بچے طومنانِ غم سے آئے کیسے
 کہ آہ کشیم و سائلِ خویش / سفید دل کا اندر ساحلِ خویش
 چہ فرمتہا کہ غمِ کردم دریا راہ / مواقعِ راہ میں کھوتا ہوں ہر دم
 ز بہشتِ خواہناک غافلِ خویش / ز بہشتِ خواہناکِ غافلِ خویش
 کم از جولانے آہستہ در دریا / تو آؤس راہ پر حافظ سنے جس کی
 چو حافظ خاک کر آب گلِ خویش / بنائی خاک ہے آب و گلِ خویش



من خرابم ز غم یار خرابانی خویش	ہے مری جاں کو غم یار خرابانی بیش
میزند غمزدہ او ناوک غم بردل ریش	ناوک غمزدہ سے کرتا ہے بہت وہ دل ریش
باتی جو ستم و از غیر تو دل بہریدم	آشنا تیرا ہوا جب سے میرا دل اس کو
آشنائے تو نازد و سر بیگانہ و خویش	نہیں اندیشہ بیگانہ نہیں فکر خویش
بہ عنایت نظر سے کن کہ من دل شدہ را	لے مرے دوست تری چشم عنایت کے بغیر
نزد و بے مد و لطف تو کارے از پیش	سہل ہو کیسے یہ مشکل جو ہے مجھ کو دریش
آخزلے پاوشہ حسن و ملاحت چہ شود	دور سے اپنا دکھا کے لب شہر ہی مجھ کو
گر لب لعل تو بزدل کے بردل ریش	یوں نہ کہ شاہ ملاحت اپنے چھڑک بردل ریش
خ من صبر من سوختہ دل و ادیب و	تسلیخ سے ہے جلا صبر کا میرے خرمین
چشم مست تو کہ بکشا دیکیں از لہر پیش	مست آنکھوں نے لگایا ہے کیں اندیش
گر چلیپائے سر زلف زہم بکشا بد	کھوٹا گر ہے کبھی اپنی صلیب کا کل
بس مسلمان کہ خود کشنے آں کافر کیش	مار ڈالے بے مسلمانوں کو وہ کافر کیش
چونکہ ایں کو کشش بے فائدہ سوئے ندہ	جبکہ کچھ فائدہ ہوتا نہیں اس کو کشش سے
پس میا زاد دل خود ز غم لے دور اندیش	نہ جلا دل کو غم یار سے لے دور اندیش
پر کشش حال دل سوختہ کن بہر خدا	پر کشش حال دل سوختہ کر بہر خدا
نیمت از شاہ عجب گریواند در ویش	ہے عجب کچھ نہیں گر شاہ نوازے دریش
مانظ از نوش لب لعل تو کایے گرفت	ملتی اُسکو نہیں نوش لب لعل لے حافظ
کہ نزد بردل ریش دو ہزاراں سریش	نہ ہونٹوں جس کے جگر کا نہ ہو جس کا دل ریش

ہاتھ از گوشہ میخانہ دوستش آئی میخانے میں آواز سروش
 گفت بہ بخشند گزے ہوش بخش دیں گے ہم تجھے لے باودوش
 عضو آہیں بکند کل خوش کام کرتی ہیں خدا کی بخشش
 مژدہ رحمت برساند سروش مژدہ رحمت سنانا ہے سروش
 عضو خدا بیشتر از حرم ماست ہے گناہوں سے سوا عضو خدا
 نکتہ سر بستہ چہ گوئی خوش نکتہ سر بستہ یہ ہے ارہ خوش
 گرچہ وصالش نہ کو بخش دہند وصل کو بخش سے نہیں ملتا کبھی
 ہر قدر اے دل کہ توانی بخش پھر بھی کو بخش لے مرے دل نسبت کو
 این خرد خام بیخند بر لے کے عقل خام میخانے میں چل
 تاتے لعل آردوش نول بخش تارے سے آئے اس کاٹوں بخش
 گوش من و حلقہ گیسوئے یار حلقہ زلف یار کا ہو کان میں
 روئے من و خاک درے فروش ہو جیسے بر خاک کوٹے سے فروش
 داور دیں شاو شجاع آنکہ کرد دین کا حاکم ہے وہ شاہ شجاع
 روح قدس حلقہ امزش گوش جس کا ہے جبریل بھی حلقہ گوش
 لے ملک امزش مرادش بڑ باو شاہ عرش! مجھ پر جسم کر
 وز خطر چشم بدش دار گوش چشم بہ کو دور رکھنے گوش ہوش
 رندی حافظ نہ گناہیب صعب رندی حافظ نہیں ایسا گناہ
 باکرم پادشہ عیب پوشش پیش چشم لطف شاہ عیب پوش



بیا کہ می شنوم بوسے جاں از آں عارض
کے یا فتم دل خود را نشان از آں عارض
بجلی مانند تہ مسروداں از آں قامت
منجلی شدہ است گل گشتاں از آں عارض
معانی کہ ز حوراں بشرح می گویند
ز حسن لطف چہرہ ایں بیاں از آں عارض
گرفتہ نافہ چہرہ بوسے مشک از آں گیسو
گلآب یافتہ بوسے چہرہ از آں عارض
بشرم رفتہ تن یا سخن از آں اذام
بجوں نشستہ گل ارغوان از آں عارض
زمہ رشتے تو خود شبہ گشتہ عرق عرق
نزار مانند میر آسمان از آں عارض
ز نظیر و لکڑی حافظ چکید آب حیات
چنانکہ خموشی شدہ باناں چکاں از آں عارض
کچھ ایسی آج رٹی بوسے جاں اُس رُخ سے
بلا نشان دل بے نشان اُس رُخ سے
زمین میں گڑ گیا ہر سرو دیکھ اُس قد کو
بے شرمسار گل گلستان اُس رُخ سے
بیان غول حوراں سنا بہت ہے مگر
ز خوب تر ہے کوئی بھی بیان اُس رُخ سے
بے بوسے نافہ چہرہ اُس کی زلف مشکیں میں
بلا گلآب کو حسن جوان اُس رُخ سے
خجل کرے ہے تن یا سخن کو تن اُس کا
ہوا ہے خون گل ارغوان اُس رُخ سے
عرق عرق ہے رُخ یاد دیکھ کر سورج
ہوا خمیدہ میر آسمان اُس رُخ سے
بے نیکی آب بقایوں سخن سے حافظ کے
گرے چوں عرق ارغوان اُس رُخ سے

حسن و جمال تو جہاں جملہ گرفت طوع عرض
 شمس فلک خلیل شد از رخ خوب بار عرض
 روشن ہیں حسن یار سے دنیا جہاں کے طول و عرض
 شمس فلک خلیل ہوا دیکھا جو روئے ماہ ارض
 رخ تفت مقبوس خور ز چہارم آسمان
 چھو زمین چشتیں ماندہ بزم بار عرض
 یون حسن دشنے تو ہمہ خلق واجبست
 بعد درگہ تو شد بر ہمہ شاہ ارض عرض
 جلوہ حسن یار ہے لازمی ساری خلق پر
 سجدہ بارگاہ دوست ہے ہر گدا و شاہ ارض
 لب نوح پر درت گل شکریے بسندم
 کے حق درد سیر من رستہ شود ازین مرض
 مجھ کوئے جان من سمجھی اپنے لبوں کی گل شکر
 کہ تن درد مند کی ہے یہی اک دوائے مرض
 ہر نہ خاک پا تجھے اپنا سبھی وہ بخش دے
 حق شوق و آرزو حافظ اگر کرے تو عرض



ز چشم پر رخ خوب ترا خدا حافظ
کمر و جگر کوئی بجائے ما حافظ
وہ لعل لب کے جو پیتے ہیں ثنوں دل ترا
جو دیویں پوسہ تو مل جائے خوں بیبا حافظ
بزلت و خالی بکھاں دل بند دیگر بار
اگر بکشتی ازیں بند وایں بلا حافظ
بیا کہ لوبت صلیح ست دوستی و صفا
کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ
تو از کیا و امید وصال اوز کہا
بلا عشق زرد دست ہر گدا حافظ
چہ ذوق یافت دل من و وصل آں محبوب
مرست تھمہ جاں بخش دگر با حافظ
بیابان خالی عزل خوب طرہ و پیر سوز
کہ شعر نیست فوج بخش و جان فدا حافظ
سنا تو ایک عزال درد سے بھری کہ بہت
ہیں شعر تیرے سکوں بخش و جان فدا حافظ

سحرچہ بھیل بیدل دے شدم در باغ مثال طسبیل بیدل گیا میں اندر باغ
 کہتا چو بھیل بیدل کسم علاج در باغ کہہ بوسے گل سے ہو شاید مرا علاج در باغ
 پچھرو گل سوری نگاہ سے کرم جو چہرہ گل سوری نگاہ میں سیری
 کہ بود در شب تار سے پرکوشنی چو چراغ مثالیں تیسرے گل تہم پرکوشنی چراغ
 چناں بھمن و جوانی غولیشتن مغرور بنایا حسن و جوانی نے اس قدر مغرور
 کہ داشت از دل کلیل ہزار گونہ فراغ کہ عند لیکنے دل سے رہا ہے اس کو فراغ
 کشادہ ز گیس دھنا بکسرت آب از چشم میں کس قدر گل ز گیس کی آنکھ میں آنسو
 نہادہ لالہ حرا بھمان دل صد داغ میں دیکھ لالہ حرا کے دل میں کتنے داغ
 زباں کشیدہ چو تیغے بسر ز نش سوسن زباں کی تیغ سے کرتی ہے سر ز نش سوسن
 وہاں کشادہ شقائق چو مردمان باغ زمین کشادہ ہوں یا حسین اندر باغ
 یکے چو باد و پرستاں صراحی اندر دست ہو شکل باد و پرستاں صراحی اندر دست
 یکے چو ساقی مستان بکف گرفتہ باغ مثال ساقی مستان بکف ہو ایک اندر باغ
 نشاط و عیش جوانی چو گل نصیرت داس نشاط و عیش جوان ہے خوش رہو حافظ
 کہ حافظ نہ بود بر رسول نصیرت باغ بہار آئی ہے روشن ہو لیے گل کا چراغ



زبان کو ہوا اگر طاقت بیانِ فراق	زبانِ خامہ ندارد سرِ بیانِ فراق
سنائیں ہم تمہیں تفسیرِ داستانِ فراق	وگر نہ شرحِ دہم باتو داستانِ فراق
رینِ خیلِ خیال اور شکیبِ فطرتِ ہم	دینِ خیلِ خیالِ ہم و ہر کلابِ شکیب
قرینِ محنتِ داندہ وہ دمقرانِ عشاق	قرینِ محنتِ داندہ وہ دمقرانِ عشاق
کسی طرح سے امیدِ وصال آئے نہ بر	دیغِ مدتِ عمرم کہ بر امیدِ وصال
کسی طرح نہیں ہوتا بسرِ زمانِ فراق	بسرِ سید و نیا مد بسرِ زمانِ فراق
وہ سر جو گنبدِ گردوں سے تھا سرا اور پتا	سرے کہ بر سرِ گردوں بغیر می سودا
میں آج رکھتا ہوں اُس کو براستانِ فراق	ذروئےِ طہرِ شاہِ ہم براستانِ فراق
ہوائےِ وصل میں کیسے آئے گا مرغِ دل	چگونہ باز گنمِ بال در ہوائےِ وصل
جب اُس نے کر لے پرندِ آشیانِ فراق	کہ رختِ مرغِ دلم پر در آشیانِ فراق
ہے ڈر کہ موجِ تنہا سے ڈوب جائے گا	بے مانند کہ کشتیِ عمر غرق شود
سفینہِ عمر کا لے بھر سیکر انِ فراق	ز موجِ شوق تو در بھر سیکر انِ فراق
ہوا اضطرابِ تجھے عشق میں نہ کہوں لعل!	فلکِ چوید سرم را اسیرِ چہرِ عشق
جو باندھے صبر کی گردن ہے ریسانِ فراق	پرست گردنِ صبرم بر ریسانِ فراق

کنوں چہ چارہ کہ در سحر غم بگر دایے بچے یہ کیسے ہو گرو اسہ بھر غم میں مرا
 فتادہ کشتی صبرم ز بادبانِ فراق سفینہ صبر کالے آیا بادبانِ فساق
 چکوندہ غم و حسرت کس بجائ کہ شدہ است بجان و دل میں کروں کیسے وصل کا دعویٰ
 تنم وکیل قضا و لم تمنانِ فراق ہے تن وکیل قضا جب ہے دل تمنانِ فراق
 فراق وہ ہجر کہ آور دہر جہاں یارب فراق وہ ہجر میں دنیا میں جو تری یارب
 کہ روئے ہجر سیہ باد و تمنانِ فراق ہو ہجر رو سیہ برباد تمنانِ فراق
 ز سوز شوق و لم شد کبابِ دُور از یاد کبابِ دل کو بنا تا ہے سوز شوق مرا
 مدام خونِ جگر میخوردم ز خوانِ فراق رکھے اباغ میں خونِ جگر ہے تمنانِ فراق
 پیائے شوق گرایں رہ ہر شہِ حافظ یہ پیائے شوق جو کرتا ہے راہ طے حافظ
 بدستِ ہجر ندا ہے کیے تمنانِ فراق نہ دستِ ہجر میں ہرگز مے کو تمنانِ فراق



مباد کس چو میں جستہ مبتلائے فراق نہ ہو کبھی کوئی مجھ جیسا مبتلائے فراق
کہ عمر من ہمہ گزشتہ مر بلائے فراق را ہی ہے ساتھ مرے عمر بھر بلائے فراق
عزیز عاشق و بیدل فقیر و سرگرداں عزیز عاشق و بیدل فقیر و سرگرداں
کشیدہ محنتِ ایام و دردِ بلائے فراق میں سب کو محنتِ ایام و دردِ بلائے فراق
اگر بدستِ من افتد منشاقتِ را بچشم لگے جو ہاتھ مرے چہر قتل اس کو کر دوں
بآبِ دید و دم باز خوبہائے فراق خوشی کا شکستہ پھروں میں خوں بہائے فراق
کھا روں چہ کم حالِ دل کرا گویم کہاں میں جاؤں کروں کیا میں حال کس سے کہیں
کہ داؤد من بستاند و دجزلے فراق سناؤں کس کو میں جا کر یہ ماجرائے عشاق
زور و جبر و فراقِ مے خلاصی نیست ذرا سی فرقتِ جاناں سے مے مجھے فرصت
خدا نے دلتاں داوود سزائے فراق الہی! مجھ پہ کرم کر نہ مے سزائے فراق
فراقِ را بفرق تو بستلا سازم فراقِ یار میں ہو بستلا منداق اگر
چناں کہ غول بچکا تم ز دید ہائے فراق بسائیں خون کے دریا یہ دیدہ ہائے فراق
من اذ کہا و فراق اذ کہا و غم نہ کہا میں اور میرے غم عشق و سوز شیں جہراں
مگر کہ زاد مرا ماد را ز برائے فراق کیا ہے پیدا مجھے کیا خدا برائے فراق
بدایع عشق توحتِ فلک چو بلبلِ سحری خزاں میں روتا ہے بلبل کہ عشق میں حافظ
زندہ روز و شبیں غولشاں لڑائے فراق جو آج آتی ہے پھر غول خشاں لڑائے فراق

مقام امن و مے بغیش و رفیق شفیق مقام امن و مے خالص و رفیق شفیق
 گرت مدام میسر شود رہے تو رفیق رہیں مدام میسر اگر رہے تو رفیق
 جہاں و کار جہاں جہاں در یحییٰ مست جہاں و کار جہاں جہاں در یحییٰ مست
 ہزار بار من میں لکھتے کردہ ام شفیق ہزار بار کیا نکلتے میں نے یہ تحقیق
 دریغ و درد کہ تا ایں زماں نداشتم یہ راز کھل نہ سکا مجھ پہ ہائے کیوں یاد
 کہ کیسے سعادت رفیق بود رفیق کہ کیسے سعادت تھے وہ رفیق رفیق
 بہا منے وہ فرصت شمر غنیمت وقت جو وقت فرصت و مہلت طے غنیمت ہے
 کہ در کینکہ عمر ندقا طعن این طریق کہ راہ عمر میں حائل ہیں مشکلات رفیق
 کیا ست اہل دے تاکند و کالتِ خیر ہیں اہل دل وہ کہاں جن کی رہنمائی ہے
 کہ مابہ دست ہر دم رہہ ہر طریق وصال یاد کامل جائے مجھ کو ایک طریق
 فضلے غمرہ ساقی ہزار حبسِ آدم فضلے غمرہ ساقی میں کیوں نہ ہو حبس
 کہ ترکند لبِ لعل از مشرب ہر عین کہ سے سے تر ہوئے لعل نام لب کے عین
 حلاوتے کہ ترا در چہ نہ سخا نست وہ چاشنی جو ہے تیرے چہ نہ سخاں میں
 بکندہ اور نہ صد ہزار سنکر عمیق نہ پائیں اسکی حقیقت ہزار سنکر عمیق



بیا کہ تو بہ ز لعل نگار و خندہ جام بنیم لب شیرین و خندہ ساعر
 تصوریت کہ عکس نمی کند احدین ہے بات ایسی نہ جس کی ہو عقل تصدیق
 اگرچہ ہوئے سیانت بچوں سے زرد اگرچہ ریشہیں کا گل نہ کر سکا میں سر
 خوش مست خاطر م از فکر ایں خیالِ دقیق رکے ہے خوش مری خاطر خیالِ زلفِ دقیق
 از آں برنگِ عشقِ مست لثکِ من بہ وقت ملا ہے رنگِ عشقی جو آنسوؤں کو مرے
 کہ مہرِ خاتمِ چشمِ من مست ہجو عشق ہے مہرِ خاتمِ چشمِ پڑ آبِ مشعلِ عشق
 سوز و گشت کہ حافظِ غلامِ طبعِ تو ام جو ہنس کے کہتا ہے حافظِ غلامِ ہوسِ ترا
 بسیں کہ تا بچہ حسدِ ہم ہی کس نہ تحقیق وہ دیکھو کیسے کرے شوخ ہے مری تحقیق

ہزار دشمنم اور میکند قصہ ہلاک کریم رقیب ہزاروں اگرچہ قصہ ہلاک
 گرم دوستی از دشمنان ندامت پاک ہو یا رجب تو مجھے کیوں ہو دشمنوں پاک
 مرا امید وصال تو زندہ سیدارو تیرے وصال کی امید پر رہا زندہ
 وگرنہ ہر دم از ہجرت ہم ہلاک وگرنہ ہجر کرے تھا ہزار بار ہلاک
 نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت نفس نفس نہ اگر بوئے یار لائے صبا
 زماں ماں کشم از غم چو گل گریباں چاک زماں زماں کر دیں گل کی طرح گریباں چاک
 رو و بویاب و چشم از خیال تو بیہات تیرے خیال میں ہونیند آنکھ میں ہے
 بود صبر دل اندر فراق تو خاشاک تیرے فراق میں اس دل کو صبر ہو خاشاک
 اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرہم جو زخم تو نے دیا کیوں لوں غیرے مرہم
 وگر تو زہر دیں بہ کہ دیگرے تریاک جو زہر تو نے دیا کیوں نہ غیرے تریاک
 ترا چنانکہ توئی ہر نظر کب بیند ہر ایک کو نہیں قدر و شناس گوہر کی
 بقدر بینش خود ہر کسے کند اور اک تیرے جمال کا کیسے کریں عدد اور اک
 عنان نہ چیم اگر می زنی بشمشیرم یہ جان بوجھ کے آتا ہے دامن میں تیرے
 سپر کنم سر و دست ندامت از فراق پسند دل کو ہے کچھ اس قدر فراق
 بچشم خلق عزیز آئینے شوی حافظ ہے سر فراز زمانے میں اک وہی حافظ
 کہ برکشش نہیں روئے مسکت بزخاک جہیں پہ جس کے لگے اُسکے آستان کی خاک



اگر کہئے تو باشد مرا مہال وصول
 ہو میرے دل کو بہت دولت وصول
 قرار بدہ زمن آں ہو سبیل مشکیں
 تباہ کر گئی وہ چشم ز غیس محمول
 دل از جواہر ہر تو مصیبتے دارد
 بود ز نگہ حوادث ہر آئینہ مصول
 من شکستہ بد حال زندگ یابم
 در آں زماں کہ بہ تیغ غمت شوم قاتل
 چہ جرم کرد ام اسجان و دل بضررت تو
 کہ طاعت من بیدل نمی شود مقبول
 چو بر در تو من بیتوائے بے ز زور
 از تیغ باب نہ دارم رو خروج و دخول
 بکار دم چہ کنم حال دل کرا گویم
 کہ گشتہ ام ز غم و جوہ روزگار ملول
 خراب تر ز دل من غم تو جلے نیافت
 کہ ساخت در دل تنگم قرار گاہ نزول
 بدو عشق بساز و غموش شو حافظ
 بدو ز عشق مکن فاش پیش اہل محول
 ہرے جواہر الحنت سے دل میں چھے بقل
 چہ اور یہ ز نگہ حوادث سے آئینہ مصول
 دل شکستہ بد حال زندگ پائے
 اگر بہ تیغ غم عشق یار ہو مقول
 یہ کیا ہستم ہے مری جان! تیری محفل میں
 کہ طاعت دل بیدل وہاں نہیں مقبول
 میں بے لوائے زور و زور جب گیا دور پر
 مجھے ملی نہ کوئی واں رو خروج و دخول
 کہاں میں جاؤں کروں کیا میں حال کس کے کہوں
 کیسے بتاؤں کہ کیسے کیا ہے کس نے ملول
 بسا ہے کیوں تو دل تنگ میں غم جاناں
 بل نہ اور کوئی کیا قرار گاہ نزول
 ہزار غم ہیں مگر تو خاموش رہ حافظ
 بدو ز عشق نہ کر فاش پیش اہل محول

لے رخت چوں غم و لعلت سبیل رُخ ترا جنت ہے لبِ یس سبیل
سبیلست کرد جان و دل سبیل خون کی سینے میں ہے میرے سبیل

سہرِ پوشانِ خطت بر گرد لب رو نگئے ایسے ہیں گرد لب ترے
بچھو خورائند گرد و سبیل جس طرح حوریں ہوں گرد و سبیل

نادک چشم تو در ہر گوشہ مت چلا یوں ہر طرف تیر نظر
بچھو من افتادہ دارد صد شیل دیکھ ہر گوشے میں کہتے ہیں شیل

یاد بیاں آتش کہ در جان منست آتش غم و دہے ولی میں مرے
سرد کن زان سال کہ کردی بر غیل سرد کر اس کو خدا و نہ غیل

من نمی یابم مجال لے دوستاں دوستو! میں اُس کو چھو سکتا نہیں
گرچہ اودار و چلے بس جیل وہ جسیں اتنا ہے ایسا بے جیل

حسنِ ایں نظم از بیاں مستغنی است میرا حسنِ نظم مثل آفتاب
بر فروغِ خورشید کے جوید و سبیل چاہیے اس کو نہیں کوئی دلیل

معجزاتِ این شعر یا سمجھ لال شعر میں میرے ہے ایسا معجزہ
بالتف آورد این سخن یا جبرئیل جیسے لایا ہو اُسے خود جبرئیل



کسی نداند گفت شعر سے زیرِ منظر لفظ جز تا ہوں میں یوں اشعار میں
کس نیارِ دستِ دُترے زیرِ قبیل جیسے گوہر در گلو بہترِ شکیل
پائے لنگِ مست و منزلِ پس دراز دُور منزل اور میرا پاؤں لنگ
دستِ ماکو تاہ و خسر ماہِ بر خنیل دستِ کوتاہ اور خسر ماہِ بر خنیل
آفریں بر کلکبِ نقاشِ شستہ کہ داد داد اے نقاشِ تو نے دے دیا
بکرِ معنی را چنیں حسنِ جمیل صورتِ معنی کو یک حسنِ جمیل
حافظا گر معنی دار می بسیار قوتِ معنی ہے تجھ میں گرا دکھا
ور نہ دعویٰ قیمتِ غیر از قال و قیل دعویٰ تیرا ورنہ حافظِ قال و قیل

بہ عہد گل شدم از تو بہ شراب خجل کیا ہے تو نے یوں لے تو بہ شراب خجل
 کہ کس مہاد ز کردار ناصواب خجل کہ ہے نہ مجھ سا کوئی رند ناصواب خجل
 اصلاح من ہمہ جام سے مست من زیر بحث صلاح میری نہ گر ہوتی ماعز و سے
 نیم نہ شاہد و ساقی پہنچ باب خجیل میں ہوتا شاہد و ساقی سے بے حساب خجل
 زخوں کہ رفت مرادوش و سراپہ چشم بہلایا دیدہ بیدار سے جو شب بھر خون
 شدم در نظر ہر وہان خواب خجل ہوا میں در نظر ہر وہان خواب خجل
 تو غریب سے تری ز آفتاب شکر خدا نکلتا شام میں ہے ماہتاب رخ جو ترا
 کہ میسم ز تو در دے آفتاب خجل ہزار دیکھ کے ہوتا ہے آفتاب خجل
 بود کہ یار پر سد گند ز خلق کریم نہ پوچھ حشر میں یارب مرے گناہوں کو
 کہ از سوال تو لیم و از جواب خجل سوال دیوے ہے رنجیدہ گی جواب خجل
 بزمیر لب زچہ کہ جام نہ ہر خند و زند آگیا امت سے ہے جب اُس نے جام زدن کو
 اگر نہ از لب اعلیٰ تو شد شراب خجل ہوا ہے ابھی لب اعلیٰ کو شراب خجل
 از آن خطہ رخ خوشی از قفا ہے صد نکلتا وہ نہیں با ہر صدق کے پرے سے
 کہ شد لظہم خوش خوش تو کوئے خواب خجل ہے تجھ کو دیکھ کے یوں گو ہر خواب خجل
 حجابِ حاکم از آن بست آب خضر کہ گشت فلک میں گو بجی ہے خوش با لب لظہم حافظہ یوں
 ز لظہم حافظہ و از طبع میر آب خجیل ہوا ہے لغز شب تاب و از جواب خجل



بہر چرخ تو لے تعبیتِ مجستہ فضال	بہر چرخ چشم تو لے شاہدِ خجستہ فضال
بہر زخبط تو لے آیتِ ہمایوں خال	بہر رمزِ حنفرہ تو دلبرِ ہمایوں خال
بہر دُشِ اہل تو لے آبِ زندگانی من	بہر دُشِ اہل لب لے آبِ زندگانی من
بہر رنگِ بے تو لے نو بہارِ حسن و جمال	بہر رنگ و بوئے تو لے نو بہارِ حسن و جمال
بآں صیغہ عارضی کہ گشتِ گلشنِ چشم	بہر آبِ عارضی گلرنگ ہے جو گلشنِ چشم
بآں حد ایہ بینش کہ ستہ مقالِ خیال	بہر قولِ شیریں و من جو نہا مقالِ خیال
بآں عقیق کہ ہدایتِ مہرِ خاتمِ چشم	بہر رنگِ اہل جو ہم کو ہے مہرِ خاتمِ چشم
بآں گہر کہ شمارست در بلوغِ مقال	دُرا آب ہے یہ ہتھار اسی ہے جو بلوغِ مقال
بہلو ہائے تو و شیش و ٹوئے رفتنِ چشم	بہر جلو ہائے تو و شیش و ٹوئے رفتنِ چشم
بہشوائے تو و غفر ہائے چشمِ غزال	بہر عشوائے تو و غفر ہائے چشمِ غزال
بیطیبِ خلق تو و لغزِ شمشاد گل	بہر خیرِ خلق تو و خوشبو و شمشاد گل
بہوئے ذلف تو و نکستِ نسیمِ شمال	بہر بوئے ذلف تو و نکستِ نسیمِ شمال
بہر گردِ راو تو یعنی بسایہ اُمید	بہر گردِ راو تو یعنی بسایہ اُمید
بہر خاکِ پائے تو یعنی بر شکِ آبِ نلال	بہر خاکِ پائے تو یعنی بر شکِ آبِ نلال
بہر بادِ نہایتِ باختِ آبِ بلند	بہر سردِ قامتِ تو و بہر آفتابِ بلند
بآستانِ رفیعِ آسمانِ جلال	بہر شانِ رفعتِ تو و بہر آسمانِ جلال
کہ بے رضائے تو حافظِ گرامتات کند	کہ بے رضائے تو حافظِ گرامتات کند
بہر باز نہاند چہ جائے مال و منال	کہ ہیں تیرے سوا کسے کوئی مال و منال

دارائے جہاں نصرت میں خسرو کا دل دارائے جہاں نصرت دین خسرو کا دل
 سیمیں بن منظر ملک عالم و عادل ہے ابن منظر ملک عالم و عادل
 اے آئندہ اسلام پستاد تو کشتودہ اسلام کا اے شاہ ترے دم سے کھلا ہے
 بردھئے جہاں روز نہ بیان تن مول بردھئے جہاں روز نہ جان و تن و دل
 تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم تعظیم تری جان و خرد پر ہوئی لازم
 انعام تو بر کون و مکان فائز و شایل انعام ترا کون و مکان میں ہوا شایل
 روز ازل ز ملک تو یک قطرہ سیاہی خامے سے ازل میں ترے اک قطرہ سیاہی
 بر روزے صد افتاد کہ شد حاصل سائل گر کے رخ مس پر سے بنا حل سائل
 خورشید چو آں خال سید ید پل گشت دیکھے رخ روشن پر سید خال جو تیرا
 اے کاش کہ من یوم سے آں بندہ قبل خورشید بھی کہتا ہے کہ میں بندہ و سائل
 شاہ ملک از بزم تو در قص و سحر حست جبے بکھ کے محفل کو فلک جو تیرے قصاں
 دست خرباز و دامن میں سلسلہ نگسل اے دستِ طرب چھوڑ نہ دامنِ فغاں
 سے لوش و جہاں بخش کہ از بیج کند پل بادۂ جاں بخش کہیں گاہ میں اپنی
 شد گردن بہ خواہ گرفتار سلاسل کر گردن بہ خواہ گرفتار سلاسل
 چوں در فلک یکسر بر منج عدل مت لذت نہ رہی ظلم میں پیدا و گروں کو
 خوش باش کہ ظالم نبرد را وینزل خوش باش کہ بے دور فلک عدل پیدائے
 حافظ قلم شاہ جہاں مقسم رزق مت حافظ قلم جو کہے رزق کی تقسیم شہنشاہ
 از ہر معیشت ممکن اندیشہ باطل تو ہر معیشت نہ کر اندیشہ باطل



دہرواں را عشق پس باشد دلیل	آتشوں کی جب لگائی ہے سبیل
آپ چشم اندر ہشش کردم سبیل	دہرواں نے عشق کی دی ہے دلیل
موج اشک ہاکے آرد در حساب	اشک عاشق مژدہ کو کافی نہیں
آگہ محبتی راند بر خون قتیل	ماہی متاثر ہے وہ خون قتیل
بے مے و مطرب بغزو و سہم مخواں	بے مے و مطرب نہ جانزدوس میں
رَا حَتَّىٰ فِي الْوَرَاخِ لَا فِي الشَّكَاكِينِ	چاہے وہاں جتنا ہو آبِ سلسبیل
آتش رشتے بستاں بر غودِ مزن	آتش روئے بستاں سے کو حذر
ورنہ اند آتش گذر کن چوں غلیل	ورنہ آتش سے گزرے مثل غلیل
یا مکن با پسیل باناں دوستی	پیل بالوں سے اگر ہے دوستی
باناکن خنہ در خوردِ پسیل	گھر بھی ہونا چاہیے در خوردِ پیل
یا نہ بر خود کہ مقصد گم کنی	لے نہیں ہوتا ہے دہر کے بدوں
یا نہ پائے در میں رہ بے دلیل	عشق کی پڑیچ و خشم راہِ طول میں
شادِ عالم را بقاؤِ عسرت و مال	شادِ عالم کو بقا و عزت و مال
باد و ہر چیز سے کہ خواہد نرس تبیل	شوکتِ دارا و جمہ ہستانِ جلیل
عقل در حسرت نمی یابد بدل	حسنِ صورت یار کا ہے بے بدل
طبع در وحشت نمی یابد بدل	خوبِ سیرت بھی اُس کی بے بدل
حافظ از سر بنجمہ مشق نگار	پنجمہ الفٹ میں حافظوں ہے کچھ
تیکو مور افتاد و زیرِ پائے پسیل	چوتھی جیسے ہو زیرِ پائے پسیل

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمانِ گل لاساقیا شراب کہ آیا زمانِ گل
 تابشکنیم تو بہ و گردِ میانِ گل تو بہ کو توڑیں بیٹھ کے ہم در میانِ گل
 کوربی خارِ لغزہ زناں تا چمنِ رویم دامن بچانکے خار سے جانیں چیں ایسے
 چوں بیدارِ نزولِ کینہِ آشیانِ گل بکھیل سنائے نغمہ بے آشیانِ گل
 در صحنِ بوستانِ تہج بادہ نوش کن صحنِ چمن میں مستی یہ مسخوار دیکھ کر
 گویا تہ خوشدلِ رسید از زبانِ گل آیتِ خوش ولی کی سنائے زبانِ گل
 گلِ دچمن رسید مشوا میں از فراق آیا گلشنِ آرا کہ تیرے بدوں نہیں
 یار و شرابِ خواہ و مرا ہوستانِ گل آراستہ بہار میں یہ بوستانِ گل
 مانتہ وصالِ گلِ طہی ہچو بیدار حافظِ تو مثلِ بیل اگر گل پہ ہے خدا
 جان کن خدائے خاکِ ہم باغبانِ گل چس کر خدائے خاکِ ہم باغبانِ گل



تو لے کے آئی بوسے عاشق و برقی وصال	شکستِ سرفراز و ادو و شکستِ برقی وصال
کڑوں نثار میں جاں تجھ پہ لے نسیم شمال	یہاں کہ پڑے ترا میسم لے نسیم شمال
لے ساربانِ محبت ٹھہر کہ ساتھ ترے	آکا و یا لہجہ الٰہیہ قہر و اشتغال
گیابے ٹوٹ کے صبرِ جیلِ شوقِ جمال	کہ نیتِ صبرِ جیلِ درِ اشتیاقِ جمال
شکایتِ شبِ بھراں نہ کر کہ آئے گا	شکایتِ شبِ بھراں نہ کر کہ آئے دل
پھر آفتابِ یار لے کے روزِ وصال	بشکرِ آکے برا قلندہ پردہ روزِ وصال
ہوا ہے صلح پہ تیار جہب سے یار میرا	جو یار بر سر صلح ست و سدر بخواب
گوارا مجھ کو ستم ہے رقیب کا ہر حال	قواں گذشت ز جوہرِ رقیب در ہر حال
تو آگہ راہ میں تیسری بکھیرتا ہوں میں	یہاں کہ پردہ گل زیر ہفت خانہ چشم
نیا کے پھول بہ تحریرِ کارِ گلو خصال	شیدہ ایم بہ تحریرِ کارِ گلو خصال
بجز خیالِ لبِ یار کچھ نہیں دل میں	بجز خیالِ دامنِ تو نیت در دلِ تنگ
ہوا ہوں اس طرح میں در چنے خیالِ جمال	کہ کس مباد چمن در چنے خیالِ محال
ہوا ہے رنج سے پامال دل مرا لے	مرا لیت پریشاں بدستِ عمرِ پامال
کہ کوئی ہونا نہیں چاہتا ہے اقبال	وہاں کہ ہیج کس شریعت واقفِ احوال

اسیر و بیدل و بیجاں شمع ازاں سیر زلفت اسیر و بیدل و بیجاں ہے بند زلفشیں دل
 نمائندہ والو شیدا چو مرغِ بے پرو بال ہوا ہے والہ و شیدا پر نگر بے پرو بال
 غزالِ مصلحت میں نسایم از جاناں مجھے ہے مصلحتِ عشق میں علمِ جاناں
 کہ کس بچہ نمائندہ جانِ خود بملال و گر نہ شوق سے کرتا ہے کون بچہ و ملال
 قنیلِ عشق تو شد حافظِ غریب دے قنیلِ عشق ہو تو اے غریب دل حافظ
 بختِ بگد سے کن کہ خوب ماتِ حلال کہ تیغ کے لئے اُس کی ہے تیرا خونِ حلال

ہر کس کہ ندارد بچہاں مہر تو درد دل دنیا میں نہ ہو عشق و محبت کا جو قابل
 تھا کہ بود طاعت ارضائع و باطل پرہیز ہے بیکار تو زہ اس کا ہے باطل
 برداشت از عشق تو دل فکر محاست ممکن نہیں الفت کو تری دل بٹانا
 از جان خود آساں بود از عشق تو مشکل مٹ جانا ہے آساں اٹا دینا ہے مشکل
 از عشق تو نا صبح یہ مرا منع نہاید کرتا ہے مجھے منع یہ نا صبح کو پتہ کیا
 لے دوست مگر ہم تو کنی حل مسائل بے دوست نہیں کوئی صراحت مسائل
 گشت یہ جہاں را کہ بہ بنیم و ندیدیم میں ڈھونڈتا پھرتا ہوں انہیں دنیہاں میں
 چہوں تو کے زیبا در شکل و شمائل ملتے ہیں کہیں بھی نہ ترے شکل و شمائل
 اے زاہد خود ہیں بدر مسکدہ گذر سینخانے میں جاؤ کچھ تو لے زاہد خود ہیں
 آن دلبر من ہیں کہ بود میر قبائل کس شان سے دلبر ہے مرا میر قبائل
 از وصل تو شستہ رقیباں طمع مست بٹلتے ہیں بہت دیکھ کے مجھ کو مرے دشمن
 بچوں گشت مرا کام دل از اہل تو حاصل جس دن سے مجھے لعل لب یا رہے حاصل
 حافظ تو برو بندگی پیر منس کن حافظ در سینخانہ پہ جا چھوڑ کے دینا
 بڑا امن او دست زن و از ہمہ بگل بن پیر خراپت کا تو بندہ وسائل

ایں چہ شورست کہ در دو قمری بینم
 ہمد آفاق پُر از فتنہ و شرمی بینم
 ہر کے روز بھی می طلب از ایام
 مشکل نیست کہ ہر روز تبری بینم
 البہاں را ہمد شریت ز گلاب قدرت
 قوت دانا ہر از خون حبس گری بینم
 اسپ تازی شد و مجروح بزیہ پالاں
 طوق زدن سپہ و برگردن خرمی بینم
 دختران را ہمد جنگ ست مبدل باناد
 پسراں را ہمد بدخواہ پدر می بینم
 بیچ رحمت نہ برادر بد برادر دارد
 بیچ شفقت نہ پدر را بر پسری بینم
 چند حافظ بشنو خواجہ برویگی کن
 زانکہ ایں چند ہر از دو گہری بینم
 تجھ میں کیا حشر بپا دوہر ہوتا ہے
 کامراں دنیا میں کیوں فتنہ مہر ہوتا ہے
 جسے یہ امید کہ کل آج سے ہمسر ہوگی
 حال ہر روز مگر بد سے بتر ہوتا ہے
 عرق شیریں ہے نواں کے لیے دھج گلاب
 اور عاتل کے لئے خون جگر ہوتا ہے
 اسپ تازی کو لگا زخم ہے زیر پالاں
 طوق زدن مگر ز یور خر ہوتا ہے
 بینیاں ہیں کہ کریں جنگ و جدل مادر
 اور بیٹا سے کہ بد خواہ پدر ہوتا ہے
 بھائی بھائی کو نہیں پوچھتا دنیا میں کوئی
 چاہئے والا پسر کا نہ پدر ہوتا ہے
 چند حافظ کو تولے خواجہ ذرا غور سے شن
 اُس کی ہر بات میں پوشیدہ گہر ہوتا ہے



بر خیز تا طسہ این تکلف را با کنیم
 آؤ کہ ترک رسم فریب دریا کریں
 دوکان معرفت بدو جو پُر بہا کنیم
 دوکان معرفت کو یو بھی پُر بہا کریں
 برو گراں نگار قبا پلو کشش بگذرد
 غیروں کو قریب یار قبا پوش و عیش الی
 مائیز جامہ ہائے صوری شبہ کنیم
 ہمیں کہ جامہ ہائے صوری تھا کریں
 ہفتاد و زنت از نظیر خلق در حجاب
 بہتر ز شاہیست کہ برو می دریا کنیم
 آنگو بغیر سالہ چندیں نواخت کرد
 رحمت کی کچھ خزینه حق میں کمی نہیں
 ممکن بود کہ عضو کند گر خط کنیم
 بندوں کو بخشتا ہے وہ جتنی خطا کریں
 گر یک شبے دست من افتد نگار من
 لگ جائے یار پانچ ہائے جو ایک رات
 مشکل بود کہ امش از کف را با کنیم
 دامن بھی نہ ماتھے سے اس کا دلا کریں
 گفتہ گشت کام دلم حاصل از دست
 پوچھا کہ بوسہ تیرے لبوں کا ملے گا کب
 گفتا تو صبر کن کہ مرادست روا کنیم
 بولایہ نعمتیں نہ ہر اک کو عطا کریں
 حافظ و فائز کندا یام سست ہمہ
 حافظ زمانہ گرچہ ہے بے مہر و وفا
 ای پتہ روز و عمر بیا تا و من کنیم
 لازم مگر ہے آپ پر مہر و وفا کریں

بعزم تو بہ سحر گفتم استخارہ کنتم
 بہار تو بہ شکن میرسد چہ چارہ کنتم
 سخن درست جویم معنی تو اتم دید
 کہے خورد حریم و من نظارہ کنتم
 بدور لالہ و ماہی مرا علاج کنید
 گرازمیائہ اہل طرب کسارہ کنتم
 اگر شبے بہ زبانم حدیث تو بہ رود
 ذیل طہارتی آن را بجے عزارہ کنتم
 بہ تخت گل نشا تم بنے چو سلطانے
 ز سنبلی و سمنش سارہ طوق دیارہ کنتم
 مرا کہ نیست رہ و دم لقمہ پر ہیزی
 ہماں پاست کہ میخانہ را اجارہ کنتم
 ز دہے دوست مرا ہوں گل مرا گفت
 حوالہ سہر اشمن پسنگ خارہ کنتم
 بعزم تو بہ سحر گفتم استخارہ ہو
 بہار تو بہ شکن آئی کیسے چارہ ہو
 رقیب مے پیئیں بیٹھائیں دور سے دیکھو
 خدا کرے نہ کبھی ایسا اک نظارہ ہو
 علاج معجز کرو میرا موسم گل میں
 جو مجھ کو اہل طرب کبھی کسارہ ہو
 جو لفظ تو بہ سے میری زبان ہو گندی
 تو کلیاں ہوں اسے تاب سے عزارہ ہو
 ہو شاہ کی طرح بیٹھا وہ تخت گل پرست
 ہوں چھول بال میں پاتھکے یہ اک ستارہ ہو
 نہیں ہے جب مری پر میر گاری سے رہ و دم
 شہزاد خانے کا مجھ کو نہ کیوں اجارہ ہو
 نسیم یاد کھیلے گل مراد مرا
 حوالہ سہر دشمن پسنگ خارہ ہو



گدائے میکہ ام ایک وقت ہستی ہیں فقیر میکہ ایسا کہ جس کو مستی ہیں
کہ ناز بر فلک و حکم پرستارہ کنم جو ناز بر فلک اور حکم پرستارہ ہو
اگر ز لعل لب یار بوسہ یا ہم جو مجھ کو لعل لب یار کاٹے ہو
جوں شوم ز مسر و زندگ دو بارہ کنم جوانی از سر نو زندگ دو بارہ ہو
چو غنچہ بال لب خنداں بیاد مجلس شاہ شال غنچہ ہوں خنداں بیاد مجلس شاہ
پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم پیالہ ہاتھ میں ہو جامہ پارہ پارہ ہو
نہ قاضیم نہ مدرک نہ محتسب نہ فقیہ نہ شیخ ہوں نہ مدرک نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم سو منع کس لیے شغل شراب خوارہ ہو
زباوہ خوردن پہاں مول شد حافظ مزہ کوئی نہیں حافظ ہے چھپکے پیئیں
بناگ بر ربط و نئے راز آشکارہ کنم بناگ بر ربط و نئے راز آشکارہ ہو

بے تولے سرورِ اداں باغِ گلشنِ چمنم
 زلفِ سنبلِ چمنم عارضِ سوسنِ چمنم
 گر کرے طعنہ بد خواہ مکدر صورت
 آبِ شیشے کی ہو کیا صیقلِ آہنِ کیا ہو
 نہ لگا عیب تو انِ دُردی کشوں پر زاہد
 حکمِ تقدیر ہو جب نیستِ آہنِ کیا ہو
 نہ گرے اس پہ اگر برقِ تجلی تیری
 تو بتا حالِ دلِ سوختہ خرمنِ کیا ہو
 نہ جلیں شاخ و شجرِ طور کے گراؤں سے
 چارہ تیرہ شبِ داویِ امینِ کیا ہو
 شاہِ ترکاں چو پندیدہ بچا ہم انداخت
 دھکیلا رشتہ دستِ ہمتنِ چمنم
 خونِ منِ رنجی از ناوکِ دل و زرقان
 خود گویا تو من لے لپکا روشنِ چمنم
 مآقظِ غلبہ بریں خاندِ موروں سے
 آگے اس کے ہر امانی نشینِ کیا ہو



بر دلے طیبیم از سر کہ خبر ز سر نہ دارم
 بخندار با کتم جاں کہ ز جاں خبر نہ دارم
 بعد از تم قدم نہ کہ ز بخود می شوم بہ
 سنے ناب نوش و ہم وہ کہ علم و گردن دارم
 عظم از خوری از میں پیش کتم ز غمخوری میں
 نظرتے بجز تو با کس بکسے و گردن دارم
 ز ذرت کھنڈ ز پور ذرت کھنڈ در بر
 میں بے لولائے مضطر چھ کتم کہ ز دندانم
 و گرم گو کہ خواہم کہ زور گہمت برا کتم
 تو برین و کن برا کتم کہ دل از تو بر نہ دارم
 سن اگر چہ ہے پرستم نہ بیدے ہستم
 مہر دے دل ز دستم کہ دل و گردن دارم
 دل حافظہ از بھوئی عظم دل بتشتفی
 چہ گہومت گوئی سر درد و سر نہ دارم
 اے طیب دل درد دل ہے مجھے درد و سر نہیں ہے
 جو مرض ہے مجھے کو اسکی تجھے کچھ خبر نہیں ہے
 کرے گر میری عیادت تو لے آشراب تھوڑی
 میرے غم کی یہ دوا ہے مجھے غم و گردن نہیں ہے
 تو ہی غمگسار میرا تو ہی چارہ ساز میرا
 کہ علاج میرے دل کا یہ کس و گردن نہیں ہے
 ملے درد سے قری قریبت ہے زرد سے تیرا زور
 میں ہوں بے لولائے مضطر میرے پاس زرد نہیں ہے
 نہ امٹھا مجھے خدارا کہ برائے سجدہ سر کو
 بجز آستان کے تیرے کوئی اور در نہیں ہے
 تو مے دل جزس کو گی ٹوٹ کے ہے پھر کیوں
 میرے پاس جانا ہے کہ دل و گردن نہیں ہے
 نہ ہے درد و مند کوئی نہ ہے غمگسار کوئی
 ترے درد و دل کا حافظہ کوئی چارہ گردن نہیں ہے

چرانہ درجے عزم دیا، خود باشم
 چرانہ خاک کف پائے یارِ خود باشم
 عزمِ عزیزی و عزیت چو بر کنی تا، ہم
 بشہرِ خود روم و شہرِ یارِ خود باشم
 نہ مہربان سراپردہ وصال شوم
 نہ بندگانِ خداوندِ کارِ خود باشم
 چو کارِ عمر نہ پیدا ست بائے آں اول
 کہ روزِ واقعہ پیشِ نگارِ خود باشم
 نہ دستِ بخت گراں خوابِ کارِ میان
 اگر کنم گلہ رازِ دہِ خود باشم
 ہمیشہ پیشہ من عاشق و رندی بود
 درِ گو شمع و مشغولِ کارِ خود باشم
 بود کہ لطفِ ازلِ رمبوں شود حافظ
 و گرنہ تا با پشہ مسارِ خود باشم
 میں کاش در پئے عزم دیا، خود ہوتا
 میں کاش خاک کف پائے یارِ خود ہوتا
 مجھے عزیزی و عزیت کی اپنی تاب نہیں
 اسے کاش شہر میں میں شہرِ یارِ خود ہوتا
 ہوا انہوں محرمِ قصہ وصال تو کیا ہے
 اسے کاش ہندہ پروردگارِ خود ہوتا
 نہ عاقبت کا پتہ جب بئے کتنا اچھا تھا
 کہ وقتِ مرگ میں پیشِ نگارِ خود ہوتا
 نہ دستِ بخت گراں خوابِ کارِ بے سلاں
 گلہ میں کرتا اگر رازِ دہِ خود ہوتا
 نہ ہوتا ہمیشہ اگر عاشق و رندی کا
 میں جد و جہد سے مشغولِ کارِ خود ہوتا
 نہ ملے گر مجھے حافظِ خدا کے لطف و کرم
 میں روزِ حشر بہت شرمسارِ خود ہوتا

حاشا کہ من بوسیم گل ترک سے کھنم
 میں کس طرح بوسیم گل ترک سے کروں
 من لاف غل میزیم این کار کے کھنم
 میل کی بانگ مت سنوں پھینک کر دوں
 منطرب کی است تا بہ حصول بہ و علم
 منطرب بلاؤ تا کہ میں حصول زہ کو
 در کار بانگ بریط و آواز نے کھنم
 قربان بانگ بریط و آواز نے کروں
 از قال و قیل بدرہ سائل دلم گرفت
 کتب کی قال و قیل سے تنگ آ گیا ہوں میں
 یک چند نیز خدمت معشوق و سے کھنم
 اب چاہتا ہوں خدمت معشوق و سے کروں
 کو پیک صبح تا لگہ طے شب خزان
 آئے جو پیک صبح تو میں شکوہ ہجر کا
 با آن خجستہ طالع فرخند و پے کھنم
 با آن خجستہ طالع و فرخند و پے کروں
 کے بود در زمانہ وفا جام ہے بسیار
 ہے بے وفا زمانہ پلا ساقیا کہ میں
 تامن حکایت جم و کاؤس و کے کھنم
 تجھ سے میرا حکایت کاؤس و کے کروں
 از نامہ سیاہ نترسم کہ روز حشر
 گو نامہ عمل ہے سینہ پل صراط سب
 با فیض لطف اوصدا زیں نامہ طے کھنم
 برکت فیض حق کی میں بے پاک طے کروں
 خاک مزاج و رازل از سے سرشت اند
 ڈالا ہے باوہ روز ازل جب سرشت میں
 تا ندھی گلو کہ چرا ترک و سے کھنم
 اے ندھی ایں یکے بھلا ترک سے کروں
 این جان عاریت کہ بہ حافظ شیر دوست
 جلوہ اگر دکھائے وہ حقاقت تو زندگی
 رونے خوش بہ نیم و تسلیم سے کھنم
 قربان جس قدر بھی میرے پاس ہے کروں

خرم آن روز گزین منزل ویراں بزم
 راحت جاں ظلم و فتنے جہانم بروم
 گرچہ دامنم کہ بچائے خبر و راو عزیز
 من بوسے خوشی آن لطف پریشاں بزم
 جوں صبا بادل بیار و تن بے طاقت
 بہو اداری آن سحر و ظلمات بروم
 دلم از دشت زندان سکندر گرفت
 دخت بر بندم تا ملک سلیمان بروم
 در رو او چو قلم گریسم باید رفت
 بادل در و کش و دیدہ گریاں بروم
 تذکر دم کہ گریاں غم ہر آید رونے
 تا در میکدہ شادان عزت کمان بروم
 بہو اداری او ذرہ صفت قصص کہیں
 تائب چشمہ خورشید و دشتاں بروم
 نماز کلاں را چو غم حال گرفتار نیست
 ساربانیں مہرے تاغوش و آسماں بزم
 از چو حافظ خبرم رہ ز بیاں بیرون
 ہمرو قاضی آصف دوراں بروم
 ایک دن چھوڑ کے یہ خانہ ویراں جاؤں
 پاؤں میں راحت چائے اور پلے جانیں جاؤں
 جان کر بھی کہ نہ منزل ہے کوئی اس رہ میں
 میں دروں چیت و خیم زلف پریشاں جاؤں
 جوں صبا بادل بیمار و تن بے طاقت
 بہو اداری آن سحر و ظلمات بروم
 تنگ ہے دشت زندان سکندر گرفت
 یا خدا کس طرح در ملک سلیمان جاؤں
 جو بولے مرا معشوق تو میں سر کے بل
 بادل در و کش و دیدہ گریاں جاؤں
 غم سے فرصت ہو تو میں پیش سے کیسے دیکھو
 در میخانہ پر شادان و غزلخواں جاؤں
 قصص کرتا بہو اداری کی طرح کروں میں
 چو منے کو وہ گریخ ہمسہر دشتاں جاؤں
 نماز میں کرتے نہیں رحم گرفتاروں پر
 ساربان کہ تو آمد تاغوش و آسماں جاؤں
 از چو حافظ خبرم رہ ز بیاں بیرون
 ہمرو قاضی آصف دوراں بروم



خیال روئے تو گر بگذرد بگوش چشم
خیال روئے نگاہ آئے گر بگوش چشم
دل اپنے نظر آئے بسوئے روزین چشم
برائے دید چلے دل بسوئے روزین چشم
بیا کہ لعل و گہر در شمار مستم تو
تو آ کہ گنج سے دل کے شمار کرنے کو
ز گنج خانہ دل یکشم بخسرتن چشم
میں نے کے آوے ہزاروں گہر بخسرتن چشم
سزائے حکم گہست منظر سے معنی چشم
ہے حکم گاہ اگر کوئی تیرے منظر کی
منم بہ عالم وایں گوشہ معین چشم
بے یک میرا ہی بس گوشہ معین چشم
سحر سر شک و اغم سہ خرابی داشت
کہ چھوٹا نہیں خون جگر سے دامن چشم
گرم نہ خون جگر می گرفت دامن چشم
بیاتایا میں ہوں تیری خون کے آندو
نخست روز کہ دیدم رخ تو دل می گفت
اگر رسد ضرر سے خون من بگردن چشم
سحر سر شک و اغم سہ خرابی داشت
بر او باد نہاد چسپد رخ روشن چشم
بہر دمی کہ دل در دمنہ حافظ را
چلا نہ ناک وک دلدوز مردم انگین چشم

در خرابات بختوں کو خدا می بینم بادہ خائے میں عجیب نور خدا دیکھا ہے
 در کعبہ میں کہ چہ نور سے نہ کجائی بینم کیا نظر آیا مجھے میں نے یہ کیا دیکھا ہے
 جلوہ بر من مہر و شمسے ملک الحلاج کہ تو خود نمائی نہ کر لے شیخ مرے آگے یوں
 خانہ می بینی و من خفا نہ خدای می بینم تو نے خفا نہ خدا میں نے خدا دیکھا ہے
 سوز دل اشک ہواں آؤ سحر نالہ شب سوز دل اشک رواں آؤ سحر نالہ شب
 ایں ہمد از اثر لطف شمع امی بینم میں یہ سب جیسے پر می چہرہ ترا دیکھا ہے
 خواہم از زلف بختاں ناز کشائی کران طلب ناز کشائی ہے مجھے جس دن سے
 فکر و درست نہا نا کہ خط امی بینم میں نے وہ پیچ و خم زلف و تما دیکھا ہے
 ہر دم از دھن تو فتنے ز دم راہ خیال رہزن فکر و خیال اُس کا ہر اک نقش ہوا
 باکہ گویم کہ دریں پردہ چہ امی بینم کیا کہوں میں نے ترے چہرے میں کیا دیکھا
 کس نہ بدست ز مشک فتن و نازہ بین نازہ نہیں میں نہیں مشک فتن میں بھی نہیں
 آنچه من ہر سحر از باد صبا می بینم ہر سحر میں نے جو اندازہ صبا دیکھا ہے
 نیست دروازہ یک نقطہ خلاف از کم و بیش بے کم و بیش چلا دوہر فلک او میں نے
 کہ من ایں مسئلہ بے چون و چسپد امی بینم سارا یہ مسئلہ بے چون و چرا دیکھا ہے



منصب عاشق و زندگی و شاہد بازی منصب عاشق و زندگی و شاہد بازی
ہمد از تربیت لطف شمعانی دینم مہربانی سے تری سب یہ روادیکھا ہے
کیست ندی کش این میکہ یارب کے درش میکہ سے میں کوئی ایسا ہے کہ جس کے در پر
قبلہ حاجت و محراب دعای بیہنم قبلہ حاجت و اسلوب دعا دیکھا ہے
دوستان عیب نظر بازی مافظہ کمند عیب کیوں کہتے ہو مافظہ کی نظر بازی کو
کہ من اور از محبت ان خدا کی بیہنم اُس نے تو دئے عہتم میں بھی خدا دیکھا ہے

اوٹس سوئے خوش گفتم ز سر بیرون کنم
 گفت کوز بنجیر تا کہ چہ این مجنوں کنم
 قاضی را سر و گفتم کہ کشید از من بخشم
 دو ستاں از راست میر نغذ گچہ مچوں کنم
 نکته ناسخید و گفتم دلیر احمد ز در دار
 عشقہ فرمائی تا من طبع را موزوں کنم
 زرد روئی میکش ز آں شمع تا کہ بگناہ
 ساقیا با سے پردہ تا چہرہ را گلگون کنم
 مشکہ رہ بر دم بگنج حسن بے پایاں دوست
 صد گدائے چو خود را بعد از اس قاتل کنم
 اے نسیم حضرت علی خدا را تا بجے
 ز بلیع را بر ہم زخم اظہالی را بچوں کنم
 اے مہر نامہر ہاں از بندہ حافظ یاد کن
 تا دعائے دولت آں حسن و زافروں کنم
 یکسے میں سر سے خیال عاشقی بیرون کروں
 زلف سے اُس کی رٹا اپنا وہی مجنوں کروں
 سر و قد کہتا ہوں اُس کو اسر کشی کرتا ہے وہ
 ناپسند اتنی اگر ہے بات پس میں کیوں کروں
 بات ناموزوں کہی میں نے تو مجھ کو کرمات
 عشقہ موزوں دکھاتا طبع میں موزوں کروں
 کر دیا ہے زرد رو مجھ کو منہ اِن یاد نے
 ساقیا اے مے کہ چہرہ اپنا میں گلگون کروں
 جب سے پایا اُس کا گنج حسن بے پایاں ہے
 باوجود بے نوالی میں خجیل قادوں کروں
 اے نسیم وہ گویہاں بتا میں کب تک
 گھر کروں برباد اور شیوں کو میں جیوں کروں
 وہ مہر نامہر ہاں حافظ اگر ہو مہر ہاں
 میں عاتل سے فخر دین حسن و زافروں کروں



در نہاں خانہ عشرت صحنے خوش دارم
 جے نہاں خانہ عشرت میں بہت خوش مجھ کو
 گر سیر زلف رخسار اعلیٰ در آتش دارم
 شعلہ رخ نے کیا فعل در آتش مجھ کو
 گر بکاشانہ رنداں قلعے خواہی زد
 خم بدوش آکے بکاشانہ رنداں ساقی
 نقلی شعر شکرین وئے بیغش دارم
 شیریں اشعار سناوے مے بے غش مجھ کو
 در تو زین مست مرایے سر و سماناری
 بازہ کے دل رکھے گرمیج و خیم گیسو میں
 من باو سحر زلف شوشن دارم
 زلف سے تیر کا نہ ہوا اتنی کشاکش مجھ کو
 عاشق و دندم و میخوارہ باواز بلند
 عاشق و دند ہوں آوارہ و میخوارہ ہوں
 اینہم منصب آں شوخ پرکشش دارم
 دیکھ کیا تو نے کیا شوخ پریوش مجھ کو
 گر چنین حلوہ تہا یہ خط زنگاری دوست
 جے برنگ گل و نسیم رخ گلزار چنے
 من زرخ زرد و بخونایہ منتشش دارم
 جے بچو ناب بھی رخسار منتشش مجھ کو
 نادک غمزہ بیاد ز روز زلف کہ من
 تیر گر تر چھی نظر کے نہ کریں غول اس کا
 جنگا بادل مجروح بلاکشش دارم
 جنگا ہو بادل مجروح بلاکشش مجھ کو
 یک سر شوہر دست من یک سر بادوست
 دشت زلف اگر ہوتا نہ الجھا ایسا
 ساہارہ سر این موشے کشاکش دارم
 ہوں اتنی نہ کبھی تجھ سے کشاکش مجھ کو
 مآذ ظاہر غم و شادی جہاں گذرت
 جبکہ حافظہ غم و شادی جہاں فانی میں
 بہتر آست کہ من خاطر خود خوش دارم
 شکر ایزہ کہ ملا ایک دل خوش مجھ کو

دی شب بسیل اشک رو خواب میزد دم
نقشے بیا و خط تو بر آب میزد دم

روئے نگار در نظر مہر مہر می نمود
وز دور بوسہ بر رخ ہمتاب میزد دم

ابروئے یار در نظر و خرقہ سوختہ
جلے بیاد گوشتہ محراب میزد دم

چشمہ روئے ساقی و گوشتہ بقول چنگ
فلے بکشم و گوشتہ دریں باب میزد دم

نقش خیال روئے تو تا وقت صبح دم
بر کار گاہ دیدہ بخواب میزد دم

ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بخت
بازش ز طرہ تو بمضرب میزد دم

ساقی بصوت این غزل کم کار میگرفت
می گفتہ این سرودوئے ناب میزد دم

خوش بود وقت حافظ و قال مراد کام
بر نام عمر و دولت احباب میزد دم

بیلاب اشک سے شب بے خواب ہے مجھے
نقش دہان و رخ ترا بر آب ہے مجھے

روئے نگار کے لئے تڑپا ہے دل بہت
ایا نظر جو ہجر میں ہمتاب ہے مجھے

ابروئے یار دیکھ کے، خرقے کو زچ کے
پینا بسا و گوشتہ محراب ہے مجھے

آنکھیں ہیں روئے یار پہ ہیں کان چنگ
پوں میکہ سے میں متنی مئے ناب ہے مجھے

نقش خیال رخ ترا تا وقت صبح دم
بر کار گاہ دیدہ بے خواب ہے مجھے

مرغ خیال میرا جو شاخ طرب پر ہے
پھر چین کیوں نہ لے دل بیتاب ہے مجھے

ساقی ہوا ہے سیر می غزل سن کے مہربان
دیتا پیالہ ہجر کے مئے ناب ہے مجھے

ما قطف لی مراد اگر وقت خوشش ملا
حاصل یہ سب بدولت احباب ہے مجھے

دیدار شد میسر و بوس و کنار ہم دیدار بھی نصیب ہے بوس و کنار بھی
 از سخت شکر و ارم و از روزگار ہم قسمت بھی مہر ہاں ہے بہت روزگار بھی
 زاد برو کہ طالع اگر طالع من است زاد نہ روک مجھ کو کہ یاری بخت سے
 جام بدست باشد و زلف نگار ہم ساز ہے ہاتھ میں مرنے زلف نگار بھی
 مایہ کس برندی و مستی نمی کنیم پر ہیز بادہ خواری و مستی سے کیوں ہو جب
 لعل بتاں خوش مت و مئے خوشگوار ہم ملتے ہیں لب توں کے مئے خوشگوار بھی
 اے دل بشارت دہمت ممتب نماز اے دل خبر سنی ہے کہ تخریم مے گئی
 وز مے جہاں پرست ویت میگاہ ہم جے میلکے میں مے بھی بہت میگاہ بھی
 آن شد کہ چشم بد نگراں بود از کھیں ہے خوف دشمنوں کا نہ اندیشہ عدد و
 صحم از میاں برفت و سر شکار کنار ہم آباد شادوں سے ہے دل بھی کنار بھی
 خاطر پرست تفرقہ و ان شیر کاست اے دل نہ ہو طول چل ایسی جگہ جہاں
 مجموعہ بخواد و صدامی بیار ہم ہو ساز و مشرب بھی مطرب بھی یار بھی
 بر خاکیاں عشق فشاں جرعدہ لبش مے خاکسار عشق کو اک جرعدہ لب بھی
 تا خاک لعل گوں شود و مشکبار ہم تا خاک لعل گوں ہو مری مشکبار بھی
 بچوں آبروئے لالہ و گل فیض حسن تست سے آبروئے لالہ و گل فیض سے ترے
 اے ہر لطف پرمن خاک کی بسیار ہم طالب ہے ہر لطف کا یہ خاکسار بھی
 چوں کائنات جملہ بروئے تو زندہ اند و آفتاب دیو ہے جسب کو زندگ
 اے آفتاب سایہ زمین بردار ہم رخشندگی پہ اسکل ہے میرا مدار بھی

اہل نظر اسیر تو انداز خدا تیرس
 وز انصاف آفتابِ رحم اقتدار ہم
 اہل نظر اسیر نہ کر اور ڈر کہ ہیں
 عادل خدا بھی آفتابِ رحم اقتدار بھی
 بریاد رومے اور تو آفتابِ صبح
 جان میکنہ فدا و کو اکب نہاد ہم
 گوئے زمیں را بود و چو گلانِ عدلیت
 دین بر کشید و گنبدِ نیلی حصار ہم
 تا از نتیجہ فلک و طور دور اوست
 تبدیل سالِ مایہ و خزان و بہار ہم
 خالی مباد کا رخِ جلالست ز سر و داں
 و ز ساقیانِ سرو قد گلعداں ہم
 بر دینِ ملک دیں کہ ز دست و زارتش
 ایام اکالیں میں شد و دریاں بار ہم
 عزم سبک عیان تو در جنتش آورد
 از پا نثار مرکزِ عالی دار ہم
 دیار در میان چو بر آب گل دورست
 ہمسایہ ہمت خزان و بہار ہم
 حافظ کہ در شعلے تو چندیں گہر فشانہ
 پیش کعبہ تو شد خجل و شرمسار ہم
 عزم سبک عیان تو در جنتش آورد
 از پا نثار مرکزِ عالی دار ہم
 دیار در میان چو بر آب گل دورست
 ہمسایہ ہمت خزان و بہار ہم
 حافظ کہ در شعلے تو چندیں گہر فشانہ
 پیش کعبہ تو شد خجل و شرمسار ہم



روز گئے شد کہ در میخانه خدمت میکنم
 در لباس فقر کار اہل دولت میکنم
 تا مگر در دام وصل آرم تذرو غوش خرام
 در کینہ انتظار وقت فرصت میکنم
 واعظ ابوتے حق نشید بشنوائیں سخن
 در حضورش نیز میگویم نہ عیبت میکنم
 چوں صبا افغان و خیزاں میروم تا کوئے دوست
 در رفیق راہ استوار ہمت میکنم
 دیدہ ہمیں بچشاں لے کریم عیب پوش
 زہیں دلیر بہا کر من در گنج خلوت میکنم
 عاشق نہ کز سبب در محترم ہاک نیست
 قابل فرامیز ہم امروز عشرت میکنم
 از ہمین عرش آہیں میکند روح الٰہیں
 چوں دعاے پادشا و ملک ولت میکنم
 میکدے میں جا کے مسخاروں کی خدمت میں کروں
 در لباس فقر، کار اہل دولت میں کروں
 دام میں آکے غوشی سے یار خوشن انداز کے
 صید بن کے انتظار وقت فرصت میں کروں
 وعظ میں زیادہ کہے ہوئے حق نہیں ملتی کہیں
 سامنے کہتا ہوں اُس کے اور نہ عیبت میں کروں
 چارہ ہوں کرتا بڑتا میں جو کوئے یار میں
 اُس سے ملنے کی ہمت ڈالیکے ہمت میں کروں
 عیب مینوں سے چھپا لے عیب پوش مہرباں!
 پر خطاؤں سے جو اپنا کج خلوت میں کروں
 فرصت فرما بھی مل جائے گی اُس کے فضل سے
 آج گردی ہے خدا نے کیوں نہ عشرت میں کروں
 عرش بالا میں کہے آہیں ہے روح الٰہیں
 جب ملے بادشاہ ملک ولت میں کروں

خسرو امید جاہ و مالِ دایمِ دین سبب شاہ سے ملنے کے مال و حباب کی اُمید پر
 التماس آستانِ بوسی حضرت میکنم التماس آستانِ بوسی حضرت میں کروں
 خاکِ کویت بر تباہِ زحمتِ مابیش ازیں دُور رہنا مجھ کو زحمتِ اصل میں زحمتِ سبھے
 لطفِ کردی بُنا تخفیفِ زحمت میکنم کہیں طرحِ جاہاں بتا تخفیفِ زحمت میں کروں
 زلفِ ولبر دایمِ راہ و عنبرِ اُشترِ بایست زلفِ ولبر دایم ہے ایک عنبرِ ڈگششِ بلا
 یاد دار اے دل کہ چند نیست نصیحت میکنم سنتا پر میری نہیں دل اگر نصیحت میں کروں
 حافظِ در محضے دُردی کشم در محضے ایک محفل میں ہوں حافظِ دوسری میں دُرد کشش
 بنگرا میں شوخی کہ چوں با خلق صحبت میکنم میری شوخی دیکھ کیا با خلق صحبت میں کروں



صنایا با عظم عشق تو چہ تدبیر کنم
 آجکے در غم تو نالہ سببگیر کنم
 دل دیوانہ از آں شد کہ پذیرد در می
 مگرش ہم ز سر زلف تو زنجیر کنم
 آنچہ در دلت بھر تو کشیدم بہیات
 در دوحہ نامہ محال مت کہ تحریر کنم
 یا سر زلف تو مجموع پریشانی خویش
 کو مجھے کہ یکایک دمہ تشریر کنم
 زند کر نگم و باشاہ دے ہم محبت
 نتوانم کہ در حیلہ و تزویر کنم
 آں زماں گذر دے دیدن چاہم باشد
 در نظر نقش رخ خوب تو تصویر کنم
 گر بدنام کہ وصال تو بدیں دست و ہد
 دل و دین را ہمدہ باز دم تو فیر کنم
 دور شو از بر مے و اعطاف افسانہ مگو
 من نہ آسم کہ در گوش بہ تزویر کنم
 نیست امکان خلاص از غم اولہ حافظ
 بجز نیکہ تقدیر چہیں بود چہ تدبیر کنم
 اے صنم کیا غم الفت کی میں تدبیر کروں
 کب تک بھر میں یوں نالہ شہگیر کروں
 دل دیوانہ جواب مت اہل درماں نہ رہا
 زلف سے باندھوں اے فید بہ زنجیر کروں
 لاکھ غم مجھ کو بیٹے ہیں جو تری فرقت میں
 ایک خط میں تو بت لکے بہ تحریر کروں
 جو پریشانیں اس دل کو لیں زلفوں سے
 کیسے میں ان کو بہت قابل تقریر کروں
 نہ یک رنگ ہوں ابے شاہد و مے محبت
 کیسے پھر تو ہی بتا حیلہ و تزویر کروں
 چاہوں جب دیکھتا میں جان کو اپنی جاتاں
 سامنے آنکھ کے اپنی تری تصویر کروں
 مہرباں ہو کے مجھی تو مرے پاس آئے اگر
 دین و دل کر کے میں حراں تری توقیر کروں
 جا کے افسانے سنا اور کسی کو واعظ
 نہیں ایسا بھی کہ میں گوش بہ تزویر کروں
 غم جاناں سے رہائی پنے حق لفظ کیسے
 ہے جو تقدیر پیش کیا اس کی میں تدبیر کروں

عشق بازی و جوانی و شراب لعل فام
 مجلس انس و حریف بہم و شراب ہام
 ساقی شکر دہان و مطرب شیریں سخن
 ہمنشین نیک کردار و حریف نیک نام
 شاہدے در لطف پاک و رشک آب زندگی
 دلبرے در حسن و خوبی غیرت ماہ تمام
 باد گلزنک تلخ و عذب خوشنور و سبک
 ساقی لعل نگار و نقد از یاقوت جام
 بزم گاہ و نشین چن قصر فردوس بریں
 گلشن آرام ای صبیہ روئے دارا سلام
 صفت نشین نیک خواہ و پیش دارا با ادب
 یار دارا را از دار و راز دارا یار کام
 غمزدہ ساقی بیغلے خرو آہستہ تیغ
 زلف لبر از برائے صید دل گسترہ دام
 ہر کہ از محبت بگوید خوشہ لی برے حلال
 و آنکہ از عسرت نخواہد زندگ برے حرام
 نکتہ دان و بد کہ گوہے حافظ شیریں سخن
 بخشش آموز و جہاں آموز دہے حاجی قوام



ختم زمانہ کہ پیمائش کراں نمی بینم
 کہیں بھی ایسا علم بیکراں نہیں دیکھا
 دواش جزئی چوں از غول نمی بینم
 سولے سے نہ ہو چار و چہاں نہیں دیکھا
 نشان مرد خدا عاشقی مت با خود آئی
 نشان مرد خدا عاشقی و درویشی
 کہ در مشایخ شہراں نشان نمی بینم
 پر اس کا شیخ میں کوئی نشان نہیں دیکھا
 دریں خمار کسم جزو نمی بخشہ
 پلا کے نمر کرے جو علاج محمودی
 نہیں کہ اہل دلے در جہاں نمی بینم
 دو اہل دل کوئی ایسا یہاں نہیں دیکھا
 ز آفتاب قدح از قنار میشتس گہر
 وہ آفتاب کہ جسے جو مرے پیالے میں
 چرا کہ طالع وقت آسپناں نمی بینم
 کہیں بھی تجھ میں وہ اے آسماں نہیں دیکھا
 بریں دو دیدہ حیران من ہزار قوس
 ہوا ہے دھندلا یوں آئینہ اسکھ کا میری
 کہ باد آستہ رویش عیاں نمی بینم
 کہ مدلوں سے تیرا رخ عیاں نہیں دیکھا
 قدر تو باشد از جو مبار دیدہ من
 گیا ہے چھوڑ کے وہ سرو جو ہے ختم مری
 بہائے سرو جز آب رواں نمی بینم
 کچھ اس میں جسے جز آب رواں نہیں دیکھا
 بر ترک صحبت پیر سخاں سخاں گہر
 میں ترک صحبت پیر سخاں کروں کیسے
 چرا کہ مصلحت خود در آن نمی بینم
 جبے میں سائیں نے کوئی مہرباں نہیں دیکھا
 من دو سفید حافظ کہ جز دریں دریا
 ادب کے بحر میں بہتر کلام حافظ سے
 کھاست سخن در فشاں نمی بینم
 کوئی سفید گوہر فشاں نہیں دیکھا

کو فرستے کہ خدمت پر مٹساں کنم
 وز پندر پیر دولت خود را بجاں کنم
 من سالہا مجاور سینا بودہ ام
 باقیش ہم بخدمت آں آستان کنم
 دی شیشہ دید با من و بشکت محتب
 امروز زیر دلق قطع نہاں کنم
 منکر رسیدہ تاشکنہ شیشہ شراب
 تدبیر امن از تو ممکن من چناں کنم
 ششم پگشش گفت حرمت من مخور
 گفتم پشتم ہرچہ تو گوی بہاں کنم
 حافظ من فرار ز جور و قیاب ملک
 کاغذ پناد یار ترا در اسان کنم
 آؤ کہ چل کے خدمت پر مٹساں کریں
 بخشش سے آئی دولت دل کو بجاں کریں
 گزری ہے عمر لو کرے میکدہ میں جب
 باقی ہے جتنی ختم اُسے بھی وہاں کریں
 توڑے ہے شیشہ دیکھتے ہی محتب اگر
 بہتر ہے زیرِ خرقہ اُسے ہم نہاں کریں
 آیا ہے توڑنے کو جو شیشہ شراب کا
 منکر ہے اُس سے یکے امید اماں کریں
 تنگ آگئے ہیں شمع کی سن کے ملائیں
 اب مصلحت ہی ہے کہ ہم ہاں میں ہاں کریں
 بچنا رقیب ملک سے ہے حافظ تو اکرم
 ڈھونڈیں پناہ یار تلاش اسان کریں

گر ازیں منزلِ غزبت بسوئے خانہ روم پھوڑ کے منزلِ غزبت بسوئے خانہ چل
 نذرِ کرم کہ ہم اذرا و ہمیں نہ روم رو میں پر ٹھیر کے کچھ دیر ہمیں نہ چل
 زمیں سفرِ گریہ است بوطنِ باز روم مست و خوش پی کے پلا کے جو وطن میں پہنچے
 دگر آسنا کہ روم عاقل و فرزاند روم ہن کے تو داں پہ بڑا عاقل و فرزاند چل
 تا گویم کہ چہ کشف شد ازیں میرِ ملک تاکہ تجھ پر کھلیں اسرارِ تصوف صوف
 بر درِ میکدہ با بر لبط و پیما نہ روم بر درِ میکدہ و با بر لبط و پیما نہ چل
 آتشِ یانِ مردِ عشقِ گرمِ ثوں بخورند آتشِ یانِ مردِ عشقِ پیس میں خوں بھی اگر
 کافرِ مگر شکایتِ بر بیگانہ روم لے کے کوئی نہ شکایتِ تو بہ بیگانہ چل
 بعد ازیں دستِ من و زلفِ چو زنجیر نگار ہاتھ آں ہے سرے زلف کی زنجیر جواب
 تاجکے از پئے کامِ دلِ دیوانہ روم اس سے بانہ حوں میں تجھے لے دلِ دیوانہ چل
 گر بہ بینم غمِ ابروئے چو عطرِ ایش باز غمِ ابرو کی جو محرابِ نظر آئے تجھے
 مسجدِ شکرِ کم در پئے شکرانہ روم مسجدِ شکر میں گر در پئے شکرانہ چل
 خرم آں دم کہ چو حافظِ تجولائے وزیر مہرباں تجھ پہ چو حافظِ بے وزیرِ عظیم
 سرخوش از میکدہ بادوست بکاشانہ روم مست و مدہوش تو بادوست بکاشانہ چل

اور دسحر بردر میخانہ بنادیم ہم محوِ گردش در میخانہ بنادیں
 اوقاتِ دعا در رو جانانہ نہادیم امید کا مرکز رو حبانانہ بنادیں
 سلطانِ ازل گنجِ غمِ عشق بہادو سلطانِ ازل نے جو غمِ عشق دیا ہے
 تادوی دریں منزل ویرانہ نہادیم آہم آسے گنجِ دلی ویرانہ بنادیں
 در خرمن صد عاقل و زاہد زند آتش نبوں سوختہ صد خرمن مستانہ و زلہ
 ایں دلخ کہ ماہر دلی دیوانہ نہادیم یوں آتشیں داغِ دل دیوانہ بنادیں
 در دل ندیم رہ پس ازیں مہربانیاں جو مہربانیاں دل میں ہے آباد ہم اُس کو
 مہربان اور بردر ایں خسانہ نہادیم وہ آئے تو مہربانِ جانانہ بنادیں
 آں بوسہ کہ زاہد ز پیش داہن ہارست وہ ہاتھ جو بوسے کے لئے دیتا ہے مرشد
 از دھئے صفا بر لبِ جانانہ نہادیم ممکن ہو تو اُس کو لبِ جانانہ بنادیں
 جوں میر و ایں کشتی سرگشتہ کہ آخر سرگشتہ ہے جو عمر کی کشتی تو ہم اُس کا
 ہاں در میر ایں گوہر یک دانہ نہادیم حاصل تجھے لے گوہر یک دانہ بنادیں
 اللہ بند کہ چو مایہ دل و دیں بود ہیں رنج و الم ایسے روِ عشق میں یہ سب
 آزا کہ خود پرورد و فرزاند نہادیم فرزاند و عاقل کو بھی دیوانہ بنادیں
 در خرقدہ ازیں پیش مست افق ستوں بود سینا نے میں آزاہر خود ہیں کہ تیرے
 بنیادش ازیں شیوہ رندانہ نہادیم دستور کو ہم شیوہ رندانہ بنادیں
 قانع بنیالے ز تو بودیم چو حافظ لے صبر و قناعت سے اگر کام تو حافظ
 یارب چہ گداہنت دشانہ نہادیم ہم تیری فقیری کو بھی شاہانہ بنادیں



اور میں در نہ پئے حشمت و جاہ آئد ایم
 ازید حادثہ اینجا بہینہ آئد ایم
 رہرو منزل عشیقہ و زمر حقہ عدم
 نابا قلیم وجود ایں ہمہ راہ آئد ایم
 سبزو خط تو دیدیم و زبستان بہشت
 بطلب نگاری ایں مہر گیا و آئد ایم
 با چہیں گنج کہ شد خازن اور روح ایں
 بگدا لئی بدر خانہ شاہ آئد ایم
 لنگر حلیم توئے کشئی تو فنیق کجاست
 کہ دریں بھر کرم غرق گناہ آئد ایم
 آبرو میر وہ لے ابر خطا پوشش بیاد
 کہ بد یوان عمل نامہ سیاہ آئد ایم
 حافظ ایں خرقہ پشیمینہ بندہ کہ ما
 از پئے قافلہ با آتش و آہ آئد ایم
 لینے در پر نہ ترے حشمت و جاہ آئے ہیں
 مانگئے سبیل حوادث سے پناہ آئے ہیں
 رہرو منزل الفت میں عدم سے حیل کے
 ٹکب ہستی میں بہیمانی راہ آئے ہیں
 دیکھئے کو تیرے رخسار پہ ہم و نسیا میں
 زیب خال و شکن زلف سیاہ آئے ہیں
 گنج شامی کہ ہے حیرل ٹکبہاں جس کا
 مانگئے وہ بدر خانہ شاہ آئے ہیں
 لنگر حلیم ہے لے کشئی تو فنیق کہیاں
 بھر رحمت میں جو ہم غرق گناہ آئے ہیں
 دکھ خداوند خطا پوشش ہماری عزت
 لے کے دیوان عمل نامہ سیاہ آئے ہیں
 دُور رکھ خرقہ پشیمینہ کہ حسد افظہ ہم آج
 لے کے سینے میں بہت آتش و آہ آئے ہیں

مرا عہد رست یا جاناں کہ تاجاں نریدن دارم
 ہو اداری کویش را چو جان نیشستن دارم
 بکام و آرزوئے دل چو دارم خلوتے حاصل
 چہ فکر از حیث بہ گویاں مسکن انجمن دارم
 شراب خوش گوام بہت یاد مہرباں ساقی
 نذر دیکھیں یا سہے جنیں بارے کہ من دارم
 مراد رخاں سرش بہت کاہد رسایہ قدش
 فراخ از سر و ہستانی و شمشاد چمن دارم
 سز و کز خاتم لعلش ز من لاوت سلیمان
 چو ہم عظم باشد چو پاک اذا ہر من دارم
 گر ہم حد لکھ از خوباں بقصد دل کیں سازند
 بھداند و ایندے سے شکر شکن دارم
 آلائے پیر فرزاند ممکن عیسم ز میخانہ
 کہ من در ترک پہانہ دل پہاں شکن دارم

یہ وعدہ ہے کہ جب تک جان ہم اندر بدن رکھیں
 محبت دل میں کوچے کی ترے لے سیم تن رکھیں
 ہو پوری آرزو جب اور ملے خلوت تری ہم کو
 تو پھر کیوں فکر بد گو در میان انجمن رکھیں
 شے بر خوش ہے باقی ہے یاد مہرباں ساقی
 نہ کیوں کچھ در تیری پھر چراغ انجمن رکھیں
 کھیں وہ گر قد و قامت ہمارے یاد کی دیکھیں
 حیا کیسی دلوں میں سر و شمشاد چمن رکھیں
 اب نصیں کی خاتم اس کی ہے رشک میلانی
 رکھیں ہم اسیم عظم گزائے خوف اہر من رکھیں
 بعد شکر حسیناں جہاں آتی ہیں دل لینے
 گر ہم میں کہ دل میں اک بہت شکر شکن رکھیں
 تو ہم کو پیر فرزاند نہانت عیب میفانہ
 کہ ہم در ترک پہانہ دل پہاں شکن رکھیں



چو در گزارد اقبالش خراما نم بجمہ اللہ
میں جب گزار جانوں میں خراماں سیر کرتے ہم
نہ یکل لالہ و نسریں نہ برگ یا سمن دارم
مذوق لالہ و نسریں نہ شوق یا سمن رکھتیں

صنائے خلوتِ خاطر از آن شمع چگل جویم
صنائے خلوتِ خاطر از آن شمع چگل چاہیں
فروغ چشم و نور دل از آن ما و ختن دارم
فروغ چشم و نور دل از آن ما و ختن رکھتیں

خدا را لے رقبہ اشب زمانے دیدہ برسم نہ
خدا را لے رقبہ اشب زمانے دیدہ برسم نہ
کہ من بالعلیٰ خاک و شش نباتی حمد سخن دارم
کہ لب اس کے کرنے کے لئے ہم صد سخن رکھتیں

برندگی شہر و شد حافظ پس از چند کی طرح اما
برندگی شہر و شد حافظ پس از چند کی طرح اما
چہ غم دارم چہ در عالم امین الدین حسن دارم
چہ غم دارم چہ در عالم امین الدین حسن رکھتیں

مرد کہ در غم ہجر تو از جہاں برویم
 بیا کہ پیش تو از خویش ہر زماں برویم
 سخن بگوئی کہ پیش لب تو جاں بزم
 رہا کن کہ در یہ حسرت از جہاں برویم
 روا مدار کہ جاں بر لب مست مان جہاں
 ندیدہ کام دل از آن لب و دہاں برویم
 خوش آن زماں کہ پیغمبر لڑاں لب تو
 تو خود بگوئی کہ ما ز برت چساں برویم
 گمانے کوئے شامیم و حاجتے داریم
 روا مدار کہ محروم از آستاں برویم
 نشان وصل بنادہ بہر طریق کہ بہت
 کہ بارے اپنے وصل تو بر نشان برویم
 ملکہ حافظہ ازیں در برد برائے خدا
 کہ ہر چہ دلتے تو باشد جزاں برائے برویم
 تمہارے ہجر میں ہم چھوڑ کے جہاں جائیں
 چلے بھی آؤ کہ پاؤں پہلے کے جاں جائیں
 بوقت مرگ ذرا آ کے کچھ تسل دو
 نہ تا کہ ہم اسی حسرت میں رہے کے جاں جائیں
 ہے لب پہ جاں ہمارے دہن تمہارا جاں
 ہو بات جب کہ ملا کے لب و دہاں جائیں
 ہمارے لب پہ تمہارے ہیں لب جو وقت نزاع
 بتاؤ کس طرح ہم چھوڑ کے جہاں جائیں
 فقیر کوچہ جاناں میں حسرتیں ہیں بہت
 روا نہیں ہے کہ محروم آستاں جائیں
 کسی طرح نہیں ملت نشان وصل ہمیں
 بتاؤ تمہارے ملیں کس طرح کہاں جائیں
 اٹھائے بار ہے جب در سے اپنے اے حافظہ
 تم اس سے جا کے یہ پوچھو کہ ہم کہاں جائیں



مغرور واصل تو کو کز سر جاں بر خیزم
دردِ فرقت سے تو بہتر ہے کہ جاں سے جاؤں
طاہر قدسم و از دامِ جہاں بر خیزم
طاہر قدس بنوں دامِ جہاں سے جاؤں
یارب اذ ابرہایت برساں یاد ا نے
مجھ پہ بارانِ ہدایت ہو خدایا کہ کہیں
پیشتر نہ آنکھ چو گرے زیاں بر خیزم
گرد کی طرح نہ آوارہ یہاں سے جاؤں
بولائے تو کہ گزندہ خویشم خوالی
سخدا تو مجھے گراپنا بنائے بندہ
از سر خواجگی کون و مکاں بر خیزم
میں سر خواجگی کون و مکاں سے جاؤں
بر سر تربت من بے سے و مطرب منشیں
مطرب و ساقی اگر ساتھ ہوں بہت کے مرے
تا بیویت ز لحد رقص کناں بر خیزم
رقص کرتا ہوا میں مست جہاں سے جاؤں
گرچہ بیرم تو شبے تلک در آغوشم گیر
وہ کسی رات جو مجھ پیر کو آغوشش میں لے
تا سحر کہ ز کناں تو جواں بر خیزم
نوجواں بن کے میں آغوشِ جواں سے جاؤں
تو چہ دار کہ از خاک سر کوئے تو من
ہوں گدا کو چسپے جاناں کا بہتا میں کیسے
بجھانے تلک جو در زماں بر خیزم
بجھانے تلک جو در زماں سے جاؤں
بر خیزم ز سر کوئے تو تا جہاں دارم
جب تلک جاں ہے نہ چھوڑوں میں کوئے جاناں کو
در رسد کار بہماں از سر جاں بر خیزم
جاں بھی گردینی بڑے شوق سے جاں سے جاؤں
سر و بالا بہت بہت شیریں حرکات
سر و قد اپنا دکھائے وہ مجھے گر حفاظت
کہ چو حافت ز سر جان و جہاں بر خیزم
جان قربان کروں جان و جہاں سے جاؤں

من ترک عشق بازی و ساغر نمی کنم
 صد بار تو بہ کروم و دیگر نمی کنم
 بارغ بہشت و سایہ طوبیٰ و قصر و حور
 با خاک کوئے دوست برابر نمی کنم
 تمقین در پس اہل نظر یک اشارت است
 کرد اشارت و نمک ز نمی کنم
 ہرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
 مادر میان میکدہ سر بر نمی کنم
 شیخ بطین گفت حرام است مے خورد
 گفتہ گو کہ گوشش بہ ہر فرخی کنم
 پیر مغان حکایت معقول می کند
 معذورم از محال تو باور نمی کنم
 ای تقویٰ! ای بس است کہ چون لہان شہر
 ناز و کرشمہ بر سر منبر نمی کنم
 زاہد طبع گفت برو ترک عشق کن
 محتاج جنگ نیست برادر نمی کنم
 حافظ چنانکہ پیر مغان ماہر و فاضل است
 من ترک خاک بومی ایں و نمی کنم
 ہم ترک عشق بازی و ساغر نہ کر سکے
 تو بہ تو کی ہزارا عمل پر نہ کر سکے
 بارغ بہشت و قصر بنائے تو میں مگر
 اُس خاکِ در کے کچھ بھی برابر نہ کر سکے
 اہل نظر کو ایک اشارہ ہی ہے بہت
 کرنے جو ایک باز مکر نہ کر سکے
 مستی ہے میکدے میں کچھ ایسی ترے کہاں
 معلوم حال اپنا کوئی سر نہ کر سکے
 کہنے ہیں شیخ طین سے بادہ حرام ہے
 کہد کہ قدر اس کی ہر اک خرہ کر سکے
 پیر مغان کا گفتہ معقول جو سنے
 تفسیر شیخ وہ کبھی باور نہ کر سکے
 واعظ پہ راز عشق کھلے گا وہ مچھلی
 ناز و کرشمہ بر سر منبر نہ کر سکے
 اللہ نہ شیخ سے کبھی جا کہ شہر میں
 جھگڑا کوئی بھی اُس کے برابر نہ کر سکے
 پیر مغان کے در میں ہے کچھ اس قدر
 حافظ جدا ہم اس سے کبھی سر نہ کر سکے



من نہ آں رنہم کہ ترک شاہد و ساغر کنم
 محنتب دانہ کہ من این کار با کمتر کنم
 کس طرح ہم رنہ ترک شاہد و ساغر کریں
 کام ایسا محنتب تو ہی بہتا کیونکر کریں
 بچوں صبا مجموعہ گل و آبِ لطف شست
 کج و لم خواں گر نظر بر صغہ دفتر کنم
 جب بہ آبِ لطف و صغہ ہے صبا و لعل
 ہے یہ بد ذوق کہ فکر مکتب و دفتر کریں
 لالہ ساغر گیر و نرگس مست بر مازم فنی
 داہری دارم بے یارب کراہ اور کنم
 لالہ ساغر گیر و نرگس مست اور بنام ہم
 شکوے ہم کو ہیں بہت لیکن کسے داہر کریں
 عشقِ دردانہ است و من خواہم اور یا کیا
 اس میں کھلنا کیوں غفلت کیوں غرق اب سر کریں
 سرخرو بردم و آجنا کیا سر بر کنم
 گرچہ گرد آلود دفتر مشرم با اذہ بہت
 گر آبِ چشمہ خورشید دامن ترک کنم
 من کہ دارم در گرد ال گنج سلطانی بہت
 کسے طمع بر گردش گرد وین دہل پرور کنم
 عاشقان اگر در آتش می پسند و اظہار بہت
 تنگ چشم گر نظر بر چشمہ کوثر کنم
 گر ہو منشا یار کی عشاق و درخ میں حلیں
 ہم نہ ہرگز پھر نظر بر چشمہ کوثر کریں
 عہدِ پیمان فلک انہست چنداں اعتبار
 عہدِ پیمانہ بندم شرط با ساغر کنم
 عہد و پیمان فلک پر جب بھڑسا کچھ نہیں
 عہدِ پیمانہ سے باندھیں شرط با ساغر کریں
 بلا کش یکدم غماں لے ترک شہر آشوب سن
 تازا اشک چہرہ را بہت پر زرد گوہر کنم
 اشک میرے دیکھ لے لے ترک شہر آشوب تو
 یکسے یہ نگے پر پھل اور جوہر و گوہر کریں

باوجود بے لوائی روسیہ باد مچو ماہ
 گر قبول فیضِ خوبشید بلند اختر کنم
 آج حاصلِ حیکم ہے سرمایہ جنت ہمیں
 وعدہ فرمائے زاہد کس طرح باور کریں
 شیوہ رندی نہ لائق بودِ ضمیرِ رائے
 ہیں جو خوش اس میں تو پھر کیوں پیشہ لگائیں
 دوشِ اعلیٰ عشوہ امیدوار عاشقِ راوے
 من نہ آئم کر دے ایں افسانہ باور کنم
 گوشہ مہرابِ ایرائے تو بخواب من ز بخت
 تاد آبخا بھیجی مجھوں در عشقِ اذ پر کنم
 وقت گلِ گون کہ زاہد شو پختہ بمانِ دل
 میروم تا مشورتِ باشاہ و ساعزِ کنم
 من کہ عیبِ توبہ کاراں کردہ باشم پارہ
 توبہ از سے وقتِ گلِ دیوانہ باشم گر کنم
 زبہ وقتِ گلِ چہ سونے ستِ حفاظِ گوشہ
 تا اسونے خوائم و اندیشہ دیگر کنم
 باوجود بے لوائی روسیہ باد مچو ماہ
 گر قبول فیضِ خوبشید بلند اختر کنم
 آج حاصلِ حیکم ہے سرمایہ جنت ہمیں
 وعدہ فرمائے زاہد کس طرح باور کریں
 شیوہ رندی نہ لائق بودِ ضمیرِ رائے
 ہیں جو خوش اس میں تو پھر کیوں پیشہ لگائیں
 دوشِ اعلیٰ عشوہ امیدوار عاشقِ راوے
 من نہ آئم کر دے ایں افسانہ باور کنم
 گوشہ مہرابِ ایرائے تو بخواب من ز بخت
 تاد آبخا بھیجی مجھوں در عشقِ اذ پر کنم
 وقت گلِ گون کہ زاہد شو پختہ بمانِ دل
 میروم تا مشورتِ باشاہ و ساعزِ کنم
 من کہ عیبِ توبہ کاراں کردہ باشم پارہ
 توبہ از سے وقتِ گلِ دیوانہ باشم گر کنم
 زبہ وقتِ گلِ چہ سونے ستِ حفاظِ گوشہ
 تا اسونے خوائم و اندیشہ دیگر کنم

ہر چند پیر و خستہ دل داناواں شدم ہر چند پیر و خستہ دل داناواں ہوا
 ہر گہ کہ یاد دے تو کروم جواں شدم جب بھی خیال آیا ترا، تو جواں ہوا
 شکر خدا کہ ہر چہ طلب کروم از خدا شکر خدا کہ جو بھی خدا سے طلب کیا
 بر منتہی طلب خود کامراں شدم اُس نے دیا دوسب مجھے میں کامراں ہوا
 در شاہراہ دولت سر بہ عتق بہشت در شاہراہ دولت دائم بہ تخت بہشت
 با جام سے بکام دل دوستاں شدم با جام سے مرا دل دوستاں ہوا
 از آن زماں کہ فتنہ چشت بہا سیدہ دیکھا ہے جس زماں سے ترائفہ نظر
 امین ز مہر فتنہ آخر زماں شدم بے خوفِ بشرِ فتنہ آخر زماں ہوا
 سائے گلین جواں برد دولت سکھر کہ من اے گلین جواں رہے تو جواں کہ میں
 در سایہ تو کبیل با رخ جستاں شدم سائے میں تیرے کیل با رخ جستاں ہوا
 اول ز حرف لوح وجودم ظہر نمود تھا اک زماں کہ جانتا اک حرف بھی تھا
 در کتبِ حق تو نہیں کلمتہ دانا شدم کتب میں پڑھ کے عشق کے میں نکتہ داں ہوا
 من پیر سال و ماہ نیم یاد یونفاست ان ماہ و سال سے نہیں پیری ملی مجھے
 بر من چہ عمر میگزد رو پیر از آں شدم فرقت میں تیری پیر جوا، ناناواں ہوا

اَلں دوزخ بردلم در معنی کشادہ شد
مچھ پر کھلے ہزار در معنی جہاں
گز ساکنان در گہ پیر مٹھاں شد م
جب سے میں ساکن در پیر مٹھاں ہوا

قسمت جو التم بخرابات می کند
قسمت نے مجھ کو شوقِ خرابات دیدیا
ہر چند ایں چیں شد م و آہنچاں شد م
خانہ خراب میں ہوا بے خانماں ہوا

دو ششم نوید داد و بشادت کہ حافظا
چل میکدے میں حافظا بے خوف بے خطر
باز آ کہ من بعضو گناہست مٹھاں شد م
صامن جو عفو زند کا پیر مٹھاں ہوا



لے نور چشم من سنے بہت گوش کن	اسے نور چشم بات یہ میری بگوش کر
تما عزت پرست خوشاں و نوش کن	جب تک نہ پڑے ہوسا غمے نوش نوش کر
پیراں سخن بہ بھرہ گشت خد گشت	دانش طے نہ یہ سیر کو بے بند و بھر بہ
ہاں ہے پسر کہ پیر شوی بند گوش کن	چاہے جو پیر ہونا نصیحت بگوش کر
بروشنہ سلسلہ شہادہ است عشق	مہر و مہیں بسلسلہ عشق عامتہاں
خواہی کہ زلف یار کشی ترک ہوش کن	چاہے اگر تو زلف کشی ترک ہوش کر
تبس و خرقہ لذت مستی بخشد ست	تبس و دلن میں نہیں مستی و بخود می
ہمت دین مل طلب از میفروش کن	جامیکہ میں پیروی میفروشش کر
باد و ستاں مضائقہ و عمر و مال نیست	باد و ستاں مضائقہ کیا عمر و مال میں
صد ہاں فدائے یار نصیحت نبوش کن	صد ہاں فدائے یار نصیحت نبوش کر
در راو عشق و وسوسہ اہر من ایست	بے راو عشق و وسوسہ اہر من سے پڑ
ہند رو گوش دل بہ پیام سروش کن	ز نہار گوش دل بہ پیام سروش کر
برگ و نوا تہ بند و ساز طرب سنانہ	برگ و نوا اچڑ گئے ساز طرب گیا
لے چنگ نالہ برکش لے دف خروش کن	اے چنگ شور کر کوئی لے دف خروش کر
ساقی کہ چاہت از منے صافی تہی مباد	لبریز مے سے جام رہے تیرا ساقیا
چشم عنایتہ بمن دُرد نوش کن	کچھ تو عسلہاچ تشنگی دُرد نوش کر
سر مست ورقبائے زرافشاں جو گزریا	سر مست چارہا ہے جو زریں قبا میں تو
یک ہوسندہ حافظ پیشینہ کوشش کن	اک ہوسندہ حافظ پیشینہ پوشش کر

افسر سلطان گل پیدا شد از حرمت چمن
 معش بادب مبارکبار بر سر دوسمن
 خوش بھائے خوشن بولے نشست خسرے
 آتشید ہر کے اکوں بھانے خوشستن
 تا ابد معمور باداں خانہ کز خاک درخش
 ہر نفس بابوئے رحماں کی وز د بادوسمن
 خاتمہ جمہر اشداد وہ بھین غلہ
 کاسم اعظم کرد از د کوتاہ دست ابرمن
 جو نہار ملک را آبیاز سر شمشیر تست
 تو دشت عدل دشتاں چرخہ غواہاں بکن
 شوکت پر پریشنگ و تیغ عالمگیر او
 در ہر شہنام باشد داستان انجمن
 بعد ازین خلعت اگر با کجست خلق خوشست
 خیزد از صحرانے ایراں نافہ مشکاب خلق
 پھر پھین کے تاج گل آئی بباد اندر چمن
 اس کی آمد ہو مبارک تم کو لے سر دوسمن
 اپنی اپنی باپہ میں سب قمری و عوطی و گل
 جیسے بیٹھے دیکھ کر ہر شخص سیر انجمن
 آئی ہو کے یوں معطر کوئے ہاناں سے صبا
 لے کے آئے ہوئے رحماں جس طرح با انجمن
 خاتمہ جمہر کو بشارت ہو بہ حسن نامہ
 اسم اعظم نے کیا کوتاہ دست ابرمن
 آب جہنم سلطنت جو بے تری شمشیر سے
 عدل اور انصاف کا سیراب کرتے ہیں
 شوکت افزایاب اور شان اس کی تیغ کی
 شاہناموں میں جی ہے داستان انجمن
 کیا عجب ہے نکبت اخلاق سے تیری اگر
 دشت ایراں میں ہو پیدا نافہ مشکاب خلق



گوشہ گیراں انتظارِ جلوه غمش میکشد
انتظارِ جلوه میں بیٹھے ہیں سب گوشہ نشین
برنگین طرفِ کلاہ و برقع از رخ بر فلک
برنگین طرفِ کلاہ و برقع از رخ بر فلک
خنگ چو گاتی چرخت رام شد در زیریں
اسپ چو گاتی فلک کا ہو گیا تابعِ ترا
شہسوارِ خوش بیدار آمدی گوئے بزن
گوئے دنیا ہے تری اب شہسوارِ غمزہ زن
اے صبا بر ساقی بزمِ اتابک عرضدار
ساقی بزمِ اتابک سے یہ کہہ جل کے صبا
تا از آں جامِ زرافشاں جرعد بخشیدن
جرعد اک ہم کو بھی لئے اے نازنین غمزہ زن
مشورت حاصل کر دم گفت حافظے بخش
بارہ نوشی کے لئے راضی کیا ہے عقل کو
ساقیا سے وہ بقولِ مستشارِ مومن
حافظا شن مشورہ دیتے ہیں جو ذہن و دامن

لے خسرو خوباں نظر سے گدا کن اے خسرو خوباں نظر اک سوئے گدا ہو
 جسے کین سوختہ جلے سسرو پا کن و لچولی آشتہ سر بے سرو پا ہو
 دار و دل درویش ترسانے نکاہے رکھتا دل درویش جو ہے تیری تمنا
 ز آں چشم یہ مست یک غمزہ روا کن اس چشم سیاہ کاش یہ غمزے سے روا ہو
 گراف زلف ماو کہ ماند بجا مست مغرور نہ مہتاب ہو یوں حسن پہ اپنے
 بنامی رخ خویش و ماہ گشت نکن اسے ماہ جبین رخ سمجھی گریہ مانا ہو
 لے سرو چہاں از چمن و باغ زمانے اے سرو رواں گر تو گلستاں سے خراماں
 بحر ام دریں بزم و دو صد جاہ قبا کن آہلئے کبھی بزم میں صد جاہ رفت ہو
 شمع و گل و پروانہ و ٹیل ہر جمع اند شمع و گل و پروانہ و ٹیل ہیں بھی جمع
 لے دوست بیارحم بہ تنہاں ما کن تنہاں پہ میری بھی کرم کاشش ترا ہو
 بادل شد گاہ جو رجھا تا بجے آخر عشاق پہ یہ جو رسم کب تک آخر
 آہنگ و فاکہ جھا بہر خست اکن آہنگ و فاکہ ترک جھا بہر خدا ہو
 مشغلو سخن کو سخن بد گوئے خدا را سنا سخن کو سخن بد خواہ تو ہے کیوں
 با حاذق مسکین خود لے دوست و فاکن با حاذق مسکین کبھی مائل بہ ویت ہو



اے روئے ماہ منظر تو لؤ بہارِ حسن	اے روئے ماہ منظر تو لؤ بہارِ حسن
خال و خیل تو مرکزِ لطف و مدارِ حسن	خال و خیل تو مرکزِ لطف و مدارِ حسن
ہے چشم پر خمار تو پنہاں مہنونِ سحر	ہے چشم پر خمار تو پنہاں مہنونِ سحر
ہے زلف بیلہ قمرام میں تیری اقرارِ حسن	ہے زلف بیلہ قمرام میں تیری اقرارِ حسن
تجھ سا نہ چاند رکھے کوئی برجِ خسروی	تجھ سا نہ چاند رکھے کوئی برجِ خسروی
تجھ جیسا سرو کوئی نہ ہو بہارِ حسن	تجھ جیسا سرو کوئی نہ ہو بہارِ حسن
خرم شد از ملاحظت تو عہدِ دلبری	خرم شد از ملاحظت تو عہدِ دلبری
فرخ شد از لطافت تو روزِ گاہِ حسن	فرخ شد از لطافت تو روزِ گاہِ حسن
از دامِ زلف و دامنِ خال تو در جہاں	از دامِ زلف و دامنِ خال تو در جہاں
ہے مرغِ دل کوئی نہ ہو احوں شکارِ حسن	ہے مرغِ دل کوئی نہ ہو احوں شکارِ حسن
قربان ہو کے دایہ فطرت ہر شیر و خوں	قربان ہو کے دایہ فطرت ہر شیر و خوں
کرتی ہے پرورش تری اندر کتاہِ حسن	کرتی ہے پرورش تری اندر کتاہِ حسن
ہیں گلِ بنفشہ تازہ و تر گردِ لب تیرے	ہیں گلِ بنفشہ تازہ و تر گردِ لب تیرے
دلہے ہے آبِ عمر انہیں جو بہارِ حسن	دلہے ہے آبِ عمر انہیں جو بہارِ حسن
ہے گلزارِ تجھ سا نہ کوئی جہاں میں	ہے گلزارِ تجھ سا نہ کوئی جہاں میں
بارِ زماں بجلے ہے تیری بہارِ حسن	بارِ زماں بجلے ہے تیری بہارِ حسن
پھر تہ ہے ڈھونڈتا ہوا حافظِ نظیرِ دوست	پھر تہ ہے ڈھونڈتا ہوا حافظِ نظیرِ دوست
اُس سا تو کوئی بھی نہیں اندر دیاہِ حسن	اُس سا تو کوئی بھی نہیں اندر دیاہِ حسن
ما فیہ طبع برید کہ بیند نظیرِ دوست	ما فیہ طبع برید کہ بیند نظیرِ دوست
زیارِ نیست عیسٰی تو اندر دیاہِ حسن	زیارِ نیست عیسٰی تو اندر دیاہِ حسن

اے بہت آبِ حیات، اے قدرتِ سرچشمین
 اے رختِ خورشیدِ خاورِ خطِ مشکبختین
 لبِ ترے آبِ حیات اور تہِ ترا سر و چین
 رخِ ترا خورشیدِ خاورِ خطِ تیرا مشکبختین
 پہنچوا بر دیتِ پیمائشِ من کم آید باو نو
 چوں لبِ اعلتِ نمی باشد حقیقِ اندرِ من
 تیرے لبِ جیسا نہیں کوئی حقیقِ اندرِ من
 دیکھ کر چہرہِ ترا گلِ لے مرے سر و روں
 شرِ مسادی سے کرے ہے چاک اپنا پیرِ من
 رشتہِ جانی من ست آں یا سرِ منوئے بشاں
 ذرہٴ خورشیدِ یا درجِ درست آں یا دہن
 بوسہِ منخواہم نہ تو لبِ رابدِ نداں میگزنی
 می کنی جو غمِ حرامتِ بارِ دیگر جانِ من
 عاشقِ روئے تو امیے شاوِ خوبانِ جہاں
 ایں حکایتِ رابدِ اندہ آشکارا مر و زن
 مردِ حافظہٴ دشتِ در گردنِ تو خونِ من
 داوِ من بستانداز تو روزِ محشرِ ذوا لہٰ من
 لبِ ترے آبِ حیات اور تہِ ترا سر و چین
 رخِ ترا خورشیدِ خاورِ خطِ تیرا مشکبختین
 پہنچوا بر دیتِ پیمائشِ من کم آید باو نو
 چوں لبِ اعلتِ نمی باشد حقیقِ اندرِ من
 تیرے لبِ جیسا نہیں کوئی حقیقِ اندرِ من
 دیکھ کر چہرہِ ترا گلِ لے مرے سر و روں
 شرِ مسادی سے کرے ہے چاک اپنا پیرِ من
 رشتہِ جانی من ست آں یا سرِ منوئے بشاں
 ذرہٴ خورشیدِ یا درجِ درست آں یا دہن
 بوسہِ منخواہم نہ تو لبِ رابدِ نداں میگزنی
 می کنی جو غمِ حرامتِ بارِ دیگر جانِ من
 عاشقِ روئے تو امیے شاوِ خوبانِ جہاں
 ایں حکایتِ رابدِ اندہ آشکارا مر و زن
 مردِ حافظہٴ دشتِ در گردنِ تو خونِ من
 داوِ من بستانداز تو روزِ محشرِ ذوا لہٰ من



بالا بلند عشوہ گر سرد و ناز من بالا بلند عشوہ گر سرد و ناز من
کوتاہ کرد قصت زہد در انر من کوتاہ کرے ہے قصت زہد در انر من
دیدنی دلا کہ آخر پیری و زہد علم دیکھئے مجھے یہ آخر پیری و زہد میں
با من چہ کر دیدہ معشوقہ باز من رہو اگر ہے دیدہ معشوقہ باز میں
از آب دیدہ بر سہر آتش نشستہ ام گرم آنسوؤں نے بر سہر آتش کیا مجھے
کو فاش کر دور ہمہ آفاق راز من پھر فاش کر دیا ہمہ آفاق راز میں
می ترسم از خرابی ایساں کہ می برد ایساں خراب کر دیا ابرو کے طاق نے
محراب ابرئے تو حصو را ز نسا من آیا ہے جب بھی یاد وہ اندر نماز میں
مست یاد و یاد حریفان معنی کند کچھ یاد عاشقان نہیں مستی میں یاد کو
یادش بخیر ساقی مسکین نواز من یادش بخیر ساقی مسکین نواز میں
یاد بکے آں صبا بوز و کز نسیم او میری طرف بھی صبح خدا یا نسیم وہ
گردہ شمامہ کر مش کلا ساز من بن جلئے جس کی بونے کریم کلا ساز میں
بر خود چو شمع خندہ زناں گریہ کنم مانند شمع خندہ و گریہ کروں مگر
تا با تو سنگدل چہ کند سوز و ساز من اس پر اثر ذرا نہ کریں سوز و ساز میں

نقشے برآب می ز غم از گریہ حال	غلگین ہوں میں انا کہ غلگیر ہے مجھے
تاکے شود قرین حقیقت مجاز من	یاد تو کر قرین حقیقت مجاز من
محمود راوے کہ باختر رسید عمر	کچھ وقت نزع کم نہ ہوا عشق غریبی
میداد جاں بزاری و میگفت ایاز من	رو رو کے کہہ رہا تھا کہ آجا ایاز من
گفتم بہ لعل زرق چو شمع نشان عشق	پیاد چھپاؤں رلق میں الفکے راز کو
غماز بود اشک و عیاں کرد راز من	جب تک سکے نہ اشک ہوا فاش راز من
زاہد ازین نماز تو کار سے کنی رود	آتے نہیں ہیں کام یہ پاکی و زاپہی
ہم مستی شبانہ و راز و نیاز من	یہ مستی شبانہ یہ راز و نیاز من
یاراں بنا ز و نعمت و ما غرق محنتیم	ما ز و نعم تو خیر کو رنج و الم ہیں
بارے بسا ز کار من لے کار ساز من	یہ ساز و ساز کب تک لے کار ساز من
حافظ بہ غصہ سوخت بگو حالش اے صبا	حافظ ہے غم سے سوخت کہ جلے اے صبا
باشا و دوست پرورد دشمن گدا ز من	باشا و دوست پرورد دشمن گدا ز من



بہار گل طرب انگیز گشت و توپ شکن
بشادی رخ گل رخ علم ز دل بر کن
طریق صدق بیاموز ز آب صاف لے لے
براستی طلب آزادگی ز سر و چین
رسید باد صبا پنچہ از ہوا داری
ز خود بروں شد و بر تن دیدہ حیرا من
زد ستبر و صبا گرد گل کلاہ بیدیں
شکجہ کیسے سنبل مگر رہنے سمن
لئے ہیں لوٹ دل و دین عروسی غنچہ نے
لبوں پہ پہنا آبتیم ہے جب بوجہ حسن
چمن میں خندہ گل دیکھ کے ہے بلبل کا
وصال گل کے لئے زار زار قلب حزن
حدیث قصہ دوران ز جام جو حافظ
بقول مطرب فتولے پیر صاحب فن
چلے ہے باد صبا یوں چمن میں ہر غنچہ
جنوں عشق سے کرتا ہے چاک پیرا من
کرے ہے شادہ شکفتہ نسیم نسیم کو
شکجہ کیسے سنبل سجاے دھئے سمن
لئے ہیں لوٹ دل و دین عروسی غنچہ نے
لبوں پہ پہنا آبتیم ہے جب بوجہ حسن
چمن میں خندہ گل دیکھ کے ہے بلبل کا
وصال گل کے لئے زار زار قلب حزن
حدیث قصہ دوران ز جام جو حافظ
بقول مطرب فتولے پیر صاحب فن

چو گل ہر دم جہویت جامہ بر تن تیری الفت میں اپنا جامہ تن
 کھن چاک از گریباں تابدا من کروں چاک از گریباں تابدا من
 تحت را دید و گل گوئی کہ در باغ کیا پھولوں نے جامہ چاک اپنا
 چو مستان جامہ را بدید بر تن نظر آیا جو تیرا دوسے دشمن
 من از دست غمت مشکل برم جاں مجھے مشکل چھٹانی جان غم سے
 ولے دل را تو آسای بر دی از من تجھے آسای بننا جاں کا دشمن
 بقولی دشمنان بر گشتی از دوست نہ سن اے دوست باتیں دشمنوں کی
 نگر و هیچ کس بادوست دشمن بناتی دوستوں کو ہیں یہ دشمن
 منت در جامہ چوں در جام بادہ ہے تن جامے میں جیسے جام میں
 دلت در سینہ چوں در سیم آہن ہے دل سینے میں یا در سیم آہن
 پہلے شمع اشک از دیدہ چوں مسخ پہلے شمع شب بھرا آنسوؤں کو
 کہ سوز دل شود بر خلق روشن کہ دل کا سوز ہو بر خلق روشن
 مروکز سینہ ام آہ حبگر سوز نکل سینے سے یوں اے آہ سوزاں
 بر آید ہچمو رود از راہ روزن دھواں جیسے نکلتا ہے ہر روزاں
 دلم را شکن و در پامینداز نہ کریں دل مرا پامال ظالم !
 کہ داد و در سر زلف تو مسکن کہ اس کا کاکل مشکیں ہے مسکن
 چو دل را بست در زلف تو حافظ جو تیری زلف سے باندھا ہے دل کو
 پریشاں کار او در پامینکن نہ تو اس کو یہ حافظ کا ہے بندھن

خدا را کم نشیں با خرقہ پوشاں	خدا را کم نشیں با خرقہ پوشاں
نرخ از رندان بیاساں مپوشاں	نرخ از رندان بیاساں مپوشاں
دریں خرقہ بے آلودگی بست	دریں خرقہ بے آلودگی بست
خوشا وقت قبائے مے فردشاں	خوشا وقت قبائے مے فردشاں
چوستم کردہ مستور منشیں	چوستم کردہ مستور منشیں
چو لوکشم داد زہرم منوشاں	چو لوکشم داد زہرم منوشاں
تو نازک طبعی و طاقت نیازی	تو نازک طبعی و طاقت نیازی
گران بلے مشتے دلق پوشاں	گران بلے مشتے دلق پوشاں
دریں صوفی و مشائخ درے ندیم	دریں صوفی و مشائخ درے ندیم
کہ صافی باد عیشیں دزد نوشاں	کہ صافی باد عیشیں دزد نوشاں
لب میگون و چشم مست بکشاں	لب میگون و چشم مست بکشاں
کہ از شوق تے لعل مست جوشاں	کہ از شوق تے لعل مست جوشاں
بیاؤ زرق این ساکوسیاں ہیں	بیاؤ زرق این ساکوسیاں ہیں
صراحی خوں دل و ربط خروشاں	صراحی خوں دل و ربط خروشاں
تو در خواہی کہ عاشق	تو در خواہی کہ عاشق
بسرور کوئے میگردد خروشاں	بسرور کوئے میگردد خروشاں
یہ کیس ہے دلِ حنا فظ کی گری	یہ کیس ہے دلِ حنا فظ کی گری
کہ واروسینہ چوں دیگ جوشاں	کہ واروسینہ چوں دیگ جوشاں

زرد در آو شبستانِ مائود کن کبھی تو آ کہ شبستانِ دل منور ہو
 دماغِ مجلسِ روحانیانِ معطر کن دماغِ مجلسِ روحانیانِ معطر ہو
 بچشمِ دلِ رشتے جاناں پرہ اہلِ باباں بچشمِ و ابروئے جاناں سپرو جان و دل
 بیابا و تماشائے طاق و منظر کن کئے ہیں تاکہ تماشائے طاق و منظر ہو
 از آں شمائلِ الطافِ حسنِ خوش کہ تراست طے شمائلِ الطافِ حسنِ خوش تجھ کو
 میانِ برمِ حریفانِ جو شمعِ مسرہ کن تو آ کہ برمِ طرب تیرے دم سے خوشتر ہو
 طبعِ یہ فقہ وصالِ تو حدِ ما نمود یہ مانا میں نہیں لائقِ یوں تیری وصل کے
 حوالہ تیرے لبِ لعلِ چمکوتہ کن ہو خوب پل بھرا اگر لعلِ لبِ مسر ہو
 چو شاہدِ ان چمنِ زیرِ دستِ حسنِ تو اند ہیں شاہدِ ان چمنِ زیرِ دستِ حسنِ ترے
 کرشمہ بر سخن و نازِ بر صنوبر کن تو ناز کیوں نہ تجھے اے مرے صنوبر ہو
 ستارہ شبِ ہجرانِ نمی فشانہ نور ستارہ شبِ ہجرانِ میں تو ہے کم کم
 بہاؤِ قصرِ بر آوِ چسپایہ نہ بر کن نمودِ ماہِ ترا ہو تو شبِ منور ہو
 ازیں برقعِ پشیمینہ نیک و رنگم ہوا ہے تلکِ عبا و قبا سے دل میرا
 بیک کرشمہ صوفی و شمعِ قلندر کن مجھے لباسِ گدا، جلدِ قلندر ہو
 فضلِ نفسِ حکایتِ لیے کہ نہ ساقی فضلِ نفسِ نہ سن ر کہ خیالِ اے ساقی
 تو کارِ خود مددِ اندستِ سے بساغر کن کہ ہو شراب سے پر بامِ لب بہ ساغر ہو



لب پہیالہ بوس آنگہاں بہتاں وہ
پہیالہ اپنے لبوں سے لگا کے ہم کو ہے
یہاں لطیف مشام خرد معطر کن
یاں ساقیا کہ مشام خیر و معطر ہو
وگرفتہ نصیحت کند کہ مے مخورید
نصیحتوں نے کیا مغز خشک و لعنت کا
پہیالہ بد ہنس گو دماغ را ترک کن
مشراب ہے اُسے تاکہ دماغ کچھ تر ہو
حجاب دیدہ اور اک شد شمع جمال
حجاب دیدہ اور اک جیسے شمع رخ
پہیالہ خردگر غور سحید را ستور کن
تو آ کہ دیدہ دل حسن سے ستور ہو
شہنیم از درد و دیوار کوئے او صدبار
جسے سرفراز وہی ایک کوئے جاناں میں
کہ خاک راہ شوا نیجاؤ خاک بر سر کن
غبار خاک دریاں جس کے سر پر ہو
پس از ملازمت عیش و عشق مہر دیاں
ہو جن کو نو کرمی عیش و عشق مہر دیاں
زکار ہا کہ کنی شعر حیات فقط از بر کن
نہ کس طرح انہیں پھر شعر حیات فقط از بر ہو

صبح ست ساقیا تھے پُر شراب کن آساقیا ایام مرا پُر شراب کر
 دور فلک درنگ ندارد شتاب کن دور فلک کو تاب نہیں ہے کھ شتاب کر
 زان پیشتر کہ عالم فانی شود خراب قبل اس کے سارا عالم فانی خراب ہو
 ہمارا زجام بادۂ گلگوں خراب کن مجھ کو یہ جسام بادۂ گلگوں خراب کر
 خورشید سے مشرق ماسخ طلوع کرد خورشید سے بہ مشرق ماسخ ہوا طلوع
 گر برگ عیش می طلبی ترک خواب کن چاہتے تو برگ عیش سے ترک خواب کر
 روزیکہ چرخ از بگ ماکوڑا گستر کوڑے بنائے خاک سے میری بھی چو چرخ
 ز بہار کاسہ سیر ما پُر شراب کن ز بہار سر کا کاسہ مرا پُر شراب کر
 ما مرد زہد و تو بہ و طامات نیستیم ہم مرد زہد و تو بہ و طامات ہیں نہیں
 یا ما بجام بادۂ صافی خطاب کن ہم سے بجام بادۂ صافی خطاب کر
 اچھوں جہاں دیدہ بڑے قدح کشانی جے عیش جب نہ عالم فانی جہاں سے
 وہیں نادر اقیانوس اسان از جہاں کن تو بخوشی سے جے جہاں مرا پُر جہاں کر
 دایم گل چو عمر رفتن شتاب کر ساقی جہاں پیر جہاں ہے بہار میں
 ساقی بدور بادۂ گلگوں شتاب کن تو بھی مرا اعداۂ عہد شباب کر
 کار صواب بادۂ پرستی است حافلت کار صواب بادۂ پرستی ہے حافلت
 بر خیز و رونے عزیم بکار صواب کن چل اور نرم عیش میں بکار صواب کر

فاختہ چو آمدی برسہ پرستہ سخنوں
 لب کبش کہ میدہ لعل بست بمروہ جاں
 پڑھتا ہے آکے فاختہ جب وہ کبھی شکوہاں
 نکسول کے اپنے لعل لب مڑوں میں ڈالتا ہے جاں
 آنکھ پر سسٹش آمد و فاختہ خواند و میرود
 کوٹھنے کہ طرح را یکدم از پیش روں
 آیا وہ پوچھنے کو جب اجب ان تھی کب کی چکی
 ورنہ تو کرتا ساتھ میں اس کے میں روح و جاں بھوں
 اسے کہ حبیبِ خستہ روی زبان من ہیں
 کین دم و دو و سینہ ام بار دل پرستہ زبان
 گریہ تپ سخن من کہ روز مہر گرم رفت
 ہجو نیم نمی رود آتش مہر ز استخوان
 باز نشان حرارت ز آب و ویدہ و ہیں
 بعض مرا کہ سید ہر سچ زندگی نشان
 حال دلم جو خالی تو بہت ترا تشش وطن
 جسم از آن دو چشم تو خستہ شد استخوان
 آنکہ ہمیشہ اس لئے اعلیٰ داد است
 شیشہ از حجه میرا پیش طیب مرزاں
 حافظ از آب زندگی شعر تو را شد بہم
 ترک طیب کن بیا سلفہ شعر من سخنوں
 گرچہ بٹھایا اشکاب نے شعلہ زندگی بہت
 ہے مری بخش میں ابھی تھوڑا سا جہان کا نشان
 جس طرح خال ہے ترا آتش رخ سے سوختہ
 دھڑکی آگ ہے دل سوختہ مسیحا ناتواں
 شیشہ خمر از عنوان جب ہے علاج دل مرا
 شیشیاں میری پھرنی کیوں پیش طیب مرزاں
 شعر سنا تو حست افلا فکر طیب کچھ نہ کر
 کہ تری نظم میں ہے اک نسخہ نوش آب جاں

کرشمہ کن و بازار ساحری بشکن
 ہونے عشوہ ایسا کہ افسون سامری نہ رہے
 بغمزہ رونق بازار ساحری نہ رہے
 بیاد وہ سرود ستار عالی یعنی
 کلاہ گوشہ آئین دلبری بشکن
 جہان میں سرود ستار افسری نہ رہے
 بڑا خرام و ہیر گوئے خوبی از ہمہ کس
 سزلے حرد و رونق پری بشکن
 جہاں حور جنت رونق پری نہ رہے
 پآہوان نظر شیر آفتاب بگیر
 بارہاں دو تا تو میں مشتری بشکن
 جو عطر سائے شود زلف سابل از دم باد
 تو قیمتش ز سہ زلف غیری بشکن
 زلف گول کہ آئین کشی بگزار
 بغمزہ گوی کہ قلب ستمگری بشکن
 جو عند لب فصاحت فرزند حافظ
 تو رونقش بسنن گفتن دہی بشکن
 نہ اُس کی فصاحت سخن گری نہ رہے
 جو عند لب سخن آپ کی سنے حافظ



گھبرگ راز سنبل مشکیں نقاب کن
یعنی کہ رُخِ پیوٹں و جہانِ خراب کن
سنبل سے گل کے چہرے کو اندر نقاب کر
گیسو سے رُخ چھپا کے جہاں کو خراب کر
بکشا بعشوہ ز گیس مست و خراب را
وزر شک چشم ز گیس روحا پر آب کن
عشوہ سے چشمِ مست دکھا اور رشک سے
گفتن میں چشمِ ز گیس روحا پر آب کر
بفتنا عرق زہیرہ اطرافِ باخ را
چوں شیشہا نے دیدہ ما پر گلاب کن
چکا کے چہرے سے عرقِ اطرافِ باخ کو
میناے چشم کی طرح تو پر گلاب کر
باد بہار، بونے بنفشہ، ہوائے گل
لے ذاب یار! تھیرا عزمِ شراب کر
بے نقشہ بشنو و زلفِ نگار گیر
بنگر برنگِ لالہ و عزمِ شراب کن
راستہا کہ رسم و عادت عاشق کشتیست
ششیر کیں، خونِ دل، ماخضاب کن
عاشق کشتی ہے شیوہ تو شمشیر کے لئے
خونِ دل، نگاہ کو رنگِ خضاب کر
ماہختِ غولیش و خوئے ترا از مودہ ایم
بادِ دشمنانِ قدح کش و با ما نقاب کن
دشمن پہ اتنے لطف و کرم اور ستم نہیں
گر ہو سکے تو اُس پہ بھی حقوڑا اعتبار کر
حافظ وصال می طلبد از رہ و کسا
یارب مائے خستہ دلاں مستجاب کن
یارب دلعنہ خستہ دلاں مستجاب کر

نہ دلم طائرست قدس عرش آشیان
 از قضی تن طول سیر شد از جہاں
 طائر قدس دل مرا عرش ہے اس کی آشیان
 اس کے لئے ہے تن نفس خانہ قید ہے جہاں
 از در این خاکہ اس چوں پیرد مرغ ما
 باز نشین کند بر سر اس آستین
 دور نہیں ہے دن بہت ہوئی نجات اکی جب
 جائے گل اپنے گھر میں یہ چھوڑ کے قید خاکہ اس
 چوں پیرد زمیں جہاں سدہ بود جائے او
 تکیہ گیر باز ما کنگرہ عرشش اس
 سایہ دولت قدر بر سر عالم ہے
 گر بزند مرغ ما بال و پرے در جہاں
 در دو جہانیش مکان نیست بجز فوق عرش
 کائن ہے از معرفت جانے ہے از لامکان
 عالم علوی بود حسبہ و گہ مرغ ما
 آنچہ اور بود گلشن بارخ جہاں
 عالم علوی بریں حسبہ و گہ ریزید دل
 مشربہ آنچہ رہے کوثر گلشن جہاں
 چوں دم وحدت ذنی حافظہ شوریدہاں
 نامہ توحید کش بر ورق انش و جاں
 عشق و حید ہو بخچے ایسا کہ تجھ سے حفاظا
 لیوین بیق ہزار با حق و سر و شس و مرد ماں



یارب آں آہوئے مشکیں بختن باز رساں یا خدا آہوئے مشکیں بہ خشن پھر آئے
واں بسی مسرورواں را بچمن باز رساں کرنے وہ مسرورواں میر چمن پھر آئے
دل آذر دہ مارا بہ نیسے بنواڑ اے صبا آ کے نوازش دل مضموم کی کر
یعنی آں جان ز تن رفته تن باز رساں آ مری جان جو گئی چھوڑ کے تن پھر آئے
ماہ و نور شید باہر تو بمنزل چورسند ماہ و نور شید جسے دیکھ کے ہوتے ہیں خجل
یارمہ روئے مرا نیز بکن باز رساں کاش وہ ماہ جیسے سیم بدن پھر آئے
سمن اینست کہ مالے تو نخواہیم حیات سخن یار پست بات نہیں بنتی کو ل
بشنوئے یک سخن گیر و سخن باز رساں کاش اک لے کے سخن گیر سخن پھر آئے
سنگ گل گشت عفتی ازاں کر میں سنگ کو اعل کیا گر یہ غم نے جس کے
یارب آں گوہر رخشاں بین باز رساں وہ کبھی گوہر رخشاں بین پھر آئے
بڑے طاہر مسمون ہمایوں طلعت کوئی اک طاہر مسمون ہمایوں طلعت
پیش عفا سخن از زاع و زغن باز رساں لے کے ساتھ اپنے کبھی اس کا سخن پھر آئے
آنگہ بوسے و طمش دیدہ و ماقظ یارب وہ کہ تھا جس کا وطن دیدہ و ماقظ یارب
ہمرازش از غریبی بوطن باز رساں جھول کے راستہ وہ اپنے وطن پھر آئے

اے آفتابِ آئینہ دارِ جمالِ تو نورِ شید تیرا آئینہ دارِ جمال ہے
 مشکِ سیاہ و مجروح گردانِ خالِ تو کتنا سیاہ و مشک کو مشکین خال ہے
 اے نو بہارِ مارِ بخ فرخندہ خالِ تو اے نو بہارِ یہ تیرا فرخندہ خالِ رخ
 مشروحِ کارِ نامہ خوبیِ جمالِ تو تفسیرِ کارِ نامہ حسن و جمال ہے
 در اوجِ ناز و نصرتِ اے پادشاہِ حسن ہے اے اوجِ ناز پہ وہ نازیں مرا
 یاربِ مہارِ تابِ قیامتِ زوالِ تو جس میں کہیں نہ تابِ قیامتِ زوال ہے
 تابیٹوں نے بہت رومِ تہذیبِ کناں میں پیشوں نے بہت کے ایسا ہوں یوں قدم
 کو مژدہ ز مقدمِ عید وصالِ تو آتا جوئے کے مژدہ عید وصال ہے
 تا آسمانِ رُحلتہِ بگوشِ این ماستود حلقہ بگوشِ تیرا بنا آسمان بھی
 کو عشقِ زارِ بروئے ہیچوں ہلالِ تو دیکھی جب اس نے ابروئے رشکِ جمال ہے
 در چین زلفش ایدلی مسکین چگونہ اے دلِ اتوقیہ کیسا ہے زلفوں کی سچ میں
 کاشفہ گفتِ بارِ صبا شمعِ حالِ تو سننے ہیں والِ بہت ترا آشفہ حال ہے
 بر ناست ہائے گلِ زورِ آشنی در آکن مہکا ہے بوئے گل سے چمن پر ترے بنا
 اے نو بہارِ مارِ بخ فرخندہ خالِ تو محرمِ زینتِ رخِ فرخندہ خال ہے
 آن نقطہ سیاہ کہ آمد مدارِ نور ایک نقطہ سیاہ جو ہے نور سے بھرا
 حکیمتِ در حدیثِ بینش ز خالِ تو دکھتا ہمارے آنکھ کو روشن وہ خال ہے



صحنِ سرائے دیدہ بہشت تہوں نے چپہ سود
کایں گوشہ نیست درخوہ خلیل خیال تو
صحنِ سرائے چشم دھلا اشک سے مگر
تیرا ہوا نہ درخوہ خلیل خیال ہے
خواجہ کی بادگاہ میں کیسے کروں بیباں
کیوں دل مرا جفا سے تری پُر ملاں ہے
پھندے میں زلف کے ہیں سرِ سرکشاں بہت
حافظ پہچانہ سر کو، یہ کارِ محال ہے
مشرقِ نیاز مست کی دل یا سلاں تو
حافظ دریں کند سرِ سرکشاں بسے مست
سوائے کج میز کہ نباشد مجال تو

اسے پیکرِ رستاں خبرِ سہرہ ما بگو
 احوالِ گل پہ ٹہیل دستاں سرا بگو
 ہم محرمِانِ خلوتِ انیسیم غنمِ مخور
 بایار آشنا سخن آشنا بگو
 دلہا زو ام طرہ چو بر خاک می نشاند
 بآتشِ غریب ما چہ گذشت اے مبارک
 پڑیں چو میشد آں سر زلفین مشکبار
 با ما میر چہ داشت ز بہر خد بگو
 گردِ گرت بر آں در دولت گذشتہ
 بعد از اوائے خدمت و عرض دعا بگو
 ہر کس کہ گفت خاکِ در دو تویت
 گواہ سخن معائنہ در چشم ما بگو
 مرغِ چمن بموید من دوشِ می گریست
 آخر تو واقعی کہ چہ رفت اے صبا بگو
 در راہِ عشقِ فراقِ غنی و فقیر نیست
 اے پادشاہِ حسن سخن باگدا بگو
 قصہ کچھ آج صبا لیلہ لربا کہو
 احوالِ گل پہ ٹہیل دستاں سرا کہو
 ہم محرمِانِ خلوتِ الفت میں اے خطہ
 بایار آشنا سخن آشنا کہو
 نگاہِ کتبہ زلف سے ہے جب سے دل مرا
 گرمی سے اس غریب پہ کیا لے صبا کہو
 کہنے چپا کے جو رستم میرے واسطے
 رکھے ہیں اس نے زلف میں بہر خد کہو
 گزرو اگر تم اُس در دولت سے لے صبا
 ہمارے پیارِ عشقِ وہ میری دعا کہو
 جو خاک کوئے یار پڑی آنکھ میں مرہی
 سرمہ اُسے خیال کرو تویت کہو
 روتا نہیں ہے ایک دہی ہجر کے صبا
 ٹہیل سے جا کے حال مرا صبا کہو
 ہے فراقِ عشق میں نہ غنم و غنیمت
 اے شاہِ حسن کوئی سخن باگدا کہو



اُسے کہہ دو کہ دلِ صوفی بھٹوہ برد
وہے کہ کوئی دلِ صوفی ہے در سب
کے در قدح کرشمہ کندہ سا قیا بگو
مشوہ کرے گل جام میں کب سا قیا کہو
آئینکس کہ منع مازِ خرابات کی کند
زاہد بنو گئے بستہ ڈیوہ پر منہاں اگر
گورِ حضورِ پیسہ برمن اس ماجر اگو
جا کے تم اُس سے اپنا کبھی ماجر اگو
جاں پر درست قصہ ادبِ بابِ معرفت
جس بخش ہے جو صحبتِ ادبِ بابِ معرفت
رمزِ اُن سے پوچھو یا علمِ رازِ فنا کہو
ہر چہند مایہِ نیک تو مارا یہاں گیر
گر ہیں فقیر اور برے ہیں تو کیا ہوا
شاہانہ ماجر لے گناؤ گدا بگو
شاہانہ ماجر لے گناؤ گدا کہو
برائیں فقیر نامہ اُس محتشم بخواں
میں ہوں فقیر مجھ سے کرو ذکرِ محتشم
ہاں لدا حکایتِ اُس یا دشا بگو
نہاں ہوں تو ہوں بسطنِ پادشا کہو
حافظِ گرت یہ مجھیں اور راہِ میہ بند
کیا کہ ہے سائنط و دہلا ہے تم کو خود
مے نوش و ترکِ ذرقِ برائے خدا بگو
ہاؤ کرو نہ شکوہ، سلام و دعا کہو

اے خونِ بھائے نافہ ہیں خاکِ راہ تو
 خورشید سایہ پرورِ طرفِ کلاہ تو
 ز گس کر تھر میسر و از حد بروں خرام
 لے جاں فدائے شیوہ چشمِ سیاہ تو
 دیکھے گاجب فرشتہ ترے حسنِ دنا کو
 کس دل سے وہ لکھے گا خطا و گناہ تو
 آرام و خوابِ خلقِ جہاں را سب توئی
 ناں شد کن بدیدہ و دل تکیہ گاہ تو
 اختر شمار می مجھ سے کراتی ہے رات بھر
 یہ حسرتِ فروغِ رخِ پھولِ ماہ تو
 یارِ ان ہم نشین ہمہ از ہم جدا شدند
 ماییم و آستانہ دولتِ پناہ تو
 یارِ بد اس نہ بن کہ بلبسِ سختِ نیک
 وہ یارِ تیرے صرف جو ہیں نیک خواہ تو
 محشر میں مشکلاتِ بہت ہیں مگر مری
 مشکل ہو سہل گر پڑے مجھ پر نگاہ تو
 نویدِ رنجِ عشقِ میں مت ہو کہ تا دظلا
 شاید جلائے خرمنِ غمِ سرد آہ تو

اسے قبلے پوشا ہی دست بر بالا تو
 دیتا زبانی کیا کو ہے قہر بالا ترا
 زینت تاج و نگین از گوہر والا ہے تو
 زینت تاج و نگین ہے گوہر والا ترا
 آفتاب فتح را ہر دم طلوع سے میدہ
 آفتاب فتح بکھلے ہے افق سے ہر سحر
 از کافہ خسروئی از خسار مہ سیائے تو
 دیکھے کر دمکا ہوا ز خسار مہ سیائے ترا
 بلوہ گاہ طائر اقبال گرد ہر کجا
 جلوہ گاہ طائر اقبال بنتی ہے جہاں
 سایہ انداز دہائے چتر گراں سنا تو
 سایہ ڈالے ہے ہمارے چتر گردوں سائے ترا
 از دسوم شرح و حکمت با نیزاں اختلاف
 گو دسوم شرح و حکمت میں ہزاروں ہیں جہل
 لکھتے ہرگز نشد قوت از دل دانے تو
 جاننا میسکن ہے ہر نکتہ دل دانا ترا
 آب حیوانش از مقام بلاغت میسکد
 نوک سے ہر دم ہے ٹپکے جس کی آب زندگانی
 طوطی خوش لہجہ یعنی کھلک شکر خانے تو
 طوطی خوش لہجہ ہے کھلک شکر خانہ ترا
 گرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالم است
 ہے جو خورشید فلک چشم و چراغ عالمی
 روشنائی بخش چشم اوست خاک پائے تو
 روشنی بخشتے ہے اس کو قند زہیر پا ترا
 آریخدا اسکندر طلب کرد وندانش روزگار
 جستجو جس کی ممکنہ کر رہی تھی عمر بھر
 بحر عدل و از دلال جام افرائے تو
 تھا فقط اک جڑ عذرا آب جام جاں افزا ترا
 عرض حاجت در حرم حرمت مناج نیست
 عرض حاجت کی ضرورت تیری دگر میں نہیں
 دانہ کس مخفی نہاند بر فروغ رائے تو
 راز سارے جانتا ہے دیدہ بیخدا ترا
 خسرو پیرانہ سر حافظ جوانی میکند
 اپنی پیری کو جہاں رکھتا ہے حافظ اس لئے
 برامید عفو جاں بخش گنہ فرمائے تو
 بخش دے گا ہر خطا رحیم گنہ فرما ترا

بجانِ پیر خرابات و حقِ صحبتِ او
 کہ نیت و مہرِ مہرِ تہ بولے خدمتِ او
 بہشت اگر چہ نہ جائے گن ایگارِ دست
 بیار بادہ کہ مستفہم بر حمتِ او
 چراغِ سماعِ آں شرابِ روشنِ باد
 کہ زد بخرمنِ من آتشِ محبتِ او
 بر آستانہ میخانہ گر تبے بینی
 عزن پیائے کہ معلوم نیت نیتِ او
 بیار بادہ کہ دو شمعِ سروشِ عالمِ غیب
 نوید داد کہ عامِ ست فیضِ رحمتِ او
 نہ ڈال چشمِ حیات نگاہِ برمنِ مست
 کہ نیتِ محبت و زہد بے ثقیبِ او
 نیکند دلِ نیکِ زہد و تو بہا وے
 بنامِ خواجہ کو شمعِ و فخرِ دولتِ او
 لا اطلع مبرا از لطفِ بے نیازِ دستِ او
 کہ نیتِ حرمِ کرم و رحمِ خلقِ زنجبِ او
 رہاے خرقہ مافظِ بیاد و درگروست
 مرز خاکِ خرابات بود فطرتِ او
 بجانِ پیر خرابات و حقِ صحبتِ او
 کہ سر میں ہے نہ مرے ہجرِ خیالِ خدمتِ او
 بہشت مانا نہیں جاگن ہگارِ دلی
 بھر و سامجہ کو بہت ہے مگر بہتِ او
 چراغِ سماعِ شمعِ یواسِ طرحِ روشن
 لگائے دل میں مہرے آتشِ محبتِ او
 بر آستانہ میخانہ سسر اگر دیکھے
 لگانہ مفلور اسے نہ جائے کیا ہے نیتِ او
 بیار بادہ کہ لایا سروشِ غیب سے
 نوید نیک کہ ہے عامِ فیضِ رحمتِ او
 نہ ڈال چشمِ حیات تو شیخِ مستوں پر
 کہ ہے نہ زہد و خطا کوئی بے مشیتِ او
 جہ کام کیا مجھے تو بہنے پر میں کرتا ہوں
 برائے قربتِ خواجہ برائے دولتِ او
 لے گا تجھ کو بھی لیں اہلِ بطنِ بی نیاتِ حق
 کہ ہے نہ حرمِ کرم و رحمِ خلقِ زنجبِ او
 رہاے خرقہ مافظِ بیاد و درگروست
 مرز خاکِ خرابات بود فطرتِ او



آسب ہنفتہ مید بہ طرہ مشکائے تو پیچ ہنفتہ ذات کیسے مشکائے تو
 پردہ گل سے چہرہ تاخذہ دلکشائے تو پردہ گل سے چہرہ تاخذہ دلکشائے تو
 لے گل خوش نسیم من بیل خوش را مسوز لے گل خوش نسیم تو بیل خوش نواک سن
 کز سر صدق میکند شب بہر شب عائے تو کز سر صدق دل سے شب بہر شب عائے تو
 دشمن و دوست گو بگو ہر طرف سے کہ ممکن است دشمن و دوست سے عرض اب نہ رہی مجھے کوئی
 جو رہم جہانیاں میکشم از برائے تو جو رہ نہانہ سب کا سب جھیلنا ہوں برائے تو
 خرقہ زبد و جامے گر چہ نہ درخور من است خرقہ زبد و جامے تیسے کھنجر کچھ نہیں
 ایس ہمد نقش میں ہم در طلب و غائے تو رندی و زبدا یک ہیں در طلب و غائے تو
 شود شراب و سوز عشق آں نغمہ رود زیاد شود شراب و سوز عشق میرے دل کے ساتھ ساتھ
 کاریں سر پرے موس شود خاک دہر لے تو ہو گا نہ جب تک پسہ خاک دہر لے تو
 منکد مول گشتے از نفس فرشتہ گان ہے نفس فرشتہ گان کرنا ملول دل مگر
 قال و مقال حالے میکشم از برائے تو قال و مقال دو جہاں جھیلنا ہوں برائے تو
 مہر بہشت مرشت من خاک اور بہشت من چہرہ ترا میری مرشت خاک رحیم بہشت
 عشق تو سر نوشت من رشت من ضائے تو عشق ہے میری سر نوشت راحت من ضائے تو
 دلی گدائے عشق را گنج بود آستین دلی گدائے عشق کا گنج ہے آستین میں
 زود سلطنت رسد ہر کہ بود گدائے تو منتی ہے سلطنت کسے فتاہ ہے جو گدائے تو

دولتِ عشق میں کہ چوں از سرِ فخر و احتشام
 گوشہ تاجِ سلطنت می شکند گدائے تو
 دولتِ عشق تو کچھ تو کیسے ہزار ناد سے
 گوشہ تاجِ سلطنت کرتا ہے خم گدائے تو
 شاہِ نشینِ حقیقہ منِ تکیہ گر خیالِ تست
 بجائے دعا ست شاہِ من بے تو میاں دہائے تو
 گوشہ چشم ہی مرا تکیہ گر خیالِ بے
 ہے یہ دعا مرا خدا رکھے تجھے بجائے تو
 خوش چہے ست عارضتِ فخر کہ در بہارِ حسن
 حافظِ خوش کلام شد مرغِ سخن سراے تو
 رخِ ترا بن گیا چمن جب سے بہارِ حسن میں
 حافظِ خوش کلام ہے مرغِ سخن سراے تو

گلشن عیش میں بد ساقی گل غدار کو غنیمت عیش کھل گیا نساقی گل غدار لا
 باد بہار می وزد باد خوشگوار کو باد بہار آگئی باد خوشگوار لا
 ہر گل نوز گلشنے یاد ہی کند لے سوتا ہے گل غدار اک ہر گل نوک خاک میں
 گوش سخن شنو کجا دیدہ اعتبار کو گوش سخن شناس لا دیدہ اعتبار لا
 مجلس بزم عیش را عالیہ مرا نیست مجلس بزم عیش کو بومے مراد چاہیے
 لے دم صبح خوش نفس نافذ لعل کو لے دم صبح خوش نفس نافذ لعل یار لا
 حسن فروش گل نیست تھل لے صبا حسن فروشی بھول کی مجھ سے نہ بھیجئے ہے
 دست زدم بخون دل بہر خدا نگار کو ہوتا ہے خون دل مرا بہر خدا نگار لا
 شمع سحر بہ بزم کلاں لعل میں تو نہ کرنی ہے شمع صبحہ رخ سے ترے مقابلہ
 عصم نہاں دوازشہ خضر آباد کو اس کی نہاں دوازشہ خضر آباد لا
 گفت گر ز لعل من بوسنداری آندو کہتا ہے کون لعل لب کی نہیں مجھ کو آندو
 مژدم ازیں ہوس لے قدرت اختیار کو مژدہ اس بوس میں لے قدرت اختیار لا
 حافظ اگرچہ دشمن خازن گنج حکمت خازن گنج عقل ہے حافظ شاعری میں تو
 از غم روزگار دل طبع سخن گزار کو چپ کرے غم ہے کیوں تجھے طبع سخن گزار لا

مرا چھٹے ست خوں افشاں نہ چشمِ آن کہاں ابرو
 جہاں برفتند می بینم از آن چشم و از آن ابرو
 غلامِ چشمِ آن ترکم کہ در خواب خوش مستی
 نگارم گلشنش دئے مست و سسکین سائیاں ابرو
 ہلالی شد شمع زیں غم کہ باطنِ رائے مشکینش
 کہ باشد مہ کہ نماید ز طاقِ آسماں ابرو
 ہمیشہ چشمِ مستش را کہاں حسنِ درندہ پاؤ
 کہ از پشتی تیسرا و کشد بر مہ کہاں ابرو
 روانِ گوشہ گیراں را در خستش طرفہ گلزار مست
 کہ بر طرفِ حسنِ زارش ہمگرد چماں ابرو
 رقیباں غافل اند از ماکز آن چشمِ سید ہر دوا
 ہزاراں گوند پیغامِ ست صاحبِ رسیاں ابرو
 دگر خور و پری را کس نگوید با چنیں حسن
 کہ ایں را ایں چنیں چشمِ ست آردا بہ نغماں ابرو
 تو کا فر دل نہی بندہ کی نقابِ زلف می ترسم
 کہ محرابم بگرداند خیمِ آن دستاں ابرو
 اگرچہ مرغِ زیرک بود حافظِ درد و ناداری
 بہ تیر غمرہ صیدش کرد چشمِ آن کہاں ابرو
 مجھے وہی چشمِ خوں افشاں اسے چشمِ کہاں ابرو
 زمانے بھر کے دپے ہیں وہ آنکھیں وہ جواں ابرو
 غلامِ چشمِ ہوں اُس کا کہ اندر خواب خوش مستی
 چمن ہے حسن کا چہرہ جس کی مشکیں سائیاں ابرو
 ہلالِ ابروئے مشکینِ حبِ انہاں کو اگر دیکھے
 دکھائے پھر کبھی اپنی نہ ماؤ آسماں ابرو
 دے یادِ بد اُس کی چشمِ مست کو حسنِ کہاں ایسا
 نگے در چاند نہ کیچھے جو چشمِ اپنی کہاں ابرو
 دکھائے وہ اگر انداز اپنا خالقا ہوں میں
 بنائے روحِ دجاں گوشہ گیراں بوستاں ابرو
 مجھے پیچھے ہیں چشمِ نازکے پیغامِ صد گوند
 رقیبان سے ہیں غافل پریشی ہے رازداں ابرو
 کرے ہرگز نہ وہ محرومِ پری کے حسن کی دہن
 جو دیکھے اُس کی چشمِ قاتل اور غنائے جل ابرو
 نقابِ زلف سے چہرہ چھپاتا ہے وہ مسجد میں
 مگر محراب ہے میرے لیے وہ دستاں ابرو
 اگرچہ مرغِ دانہ ہے بہت ماقظِ محنت میں
 بہ تیر غمرہ کرتی سید ہے اُسکو کہاں ابرو



مضطرب خوش نوا بگو تازہ بست از نو بہ نو
بادہ دلکش بگو تازہ بست از نو بہ نو
با صحنے چو نقشے خوش بنشیں بکھولتے
پوسنیں بکام از نو تازہ بست از نو بہ نو
ساقی سیم ساقی من نیست سیم بیار پیش
نود کہ پر کف سب تازہ بست از نو بہ نو
برزخیات کے غوری گرنہ مدا مے خوری
بادہ بخور بیا د او تازہ بست از نو بہ نو
شاہد دلربائے من میکنند از برائے من
نقش نگار و رنگت بگو تازہ بست از نو بہ نو
باد صبا چو گزری بر سر کوئٹے آں پری
قصہ حافظش بگو تازہ بست از نو بہ نو
مضطرب خوش نوا کہو تازہ بست از نو بہ نو
بادہ دل کشا کہو تازہ بست از نو بہ نو
بہ طہر تہوں کے ساتھ میں تازہ بست از نو بہ نو
ان کے لبوں کو بوسہ دو تازہ بست از نو بہ نو
ساقی سیم ساقی من مجھ کو بے غم چھوٹھن
جام شراب سے بھرو تازہ بست از نو بہ نو
زندگی نہ گلی نہیں بادہ اگر طے نہیں
مے سے لے سوار بگو تازہ بست از نو بہ نو
یار مرا مرے لیے آیا ہے ناز سے لیے
نقش و نگار و رنگت بگو تازہ بست از نو بہ نو
باد صبا ہمارا گر ہو کوئٹے یار سے گزر
قصہ حافظ اب کہو تازہ بست از نو بہ نو

چراغِ دشتِ ترا شمع گشت پروانہ چرخِ رخ کی بنی تیرے شمع پروانہ
 مرا ز عشق تو از حالِ خویش پرانہ ہوا جو عشق رہی اور کول پروانہ
 خرد کہ قیدِ مجاہدینِ عشق می فرمود جنوں عشق کو ڈالے تھی قید میں جو خرد
 ہوئے حلقہ زلف کو گشت پروانہ کیا ہے اُس کو بھی گیسو کے خم نے دیوانہ
 برزخہاں بصبا داد شمع در فتنے نثار شمع نے کل جان جب صبا آئی
 ز شمع رشتے تو اش چوں رسید پروانہ چرخِ رخ کا تیرے لے کے ایک پروانہ
 ہوئے زلف تو گرہاں بیاد رفت چہ دی می ہم نے جان اگر ہوئے زلف پروانہ کیا
 ہزار جان گرامی ندائے جانانہ ہزار جان گرامی مندا لے جانانہ
 بر آتشِ رخِ زیبائے تو بجائے پسند جلا میں آتشِ رخ پر پسند کیوں جبکہ
 بغیر خالِ سیاحت کہ دید بہدانہ نہیں ہے خال سے بہتر کولِ سید دانہ
 چہ نقشہا کہ برا لگن ختم و سودنہ اشت ہمار کی جادوگری کا اثر ہوا نہ کوئی
 فنونِ ماہِ او گشتہ است افسانہ فنوں جہا رہے اُس کے لئے اک افسانہ
 مرا بد و لبِ دوست ہست پیانہ فقط بد و لبِ دوست ہے مرا بہمان
 کہ بر زباں خبرم جز حدیثِ پیمانہ کہ اس زباں پہ نہیں کچھ سوائے پیمانہ
 من غریبِ غیرتِ قدام از پاروش زمیں میں گزرا گیا غیرت سے میکہ میں کل
 نگار خویش چو دیدم بدستِ بیگانہ کنار یاد میں دیکھا جو میں نے بیگانہ
 حدیثِ مددِ خائفہ گوئے کہ باز تو ذکرِ مدرسہ و خانقہ نہ سن حافظ
 قنادرِ سرِ حافظ ہوا لے سینخانہ رکھ اپنے سر میں نہ کچھ جز خیالِ سینخانہ



لے کہ باسلسلہ زلف دراز آمدہ لے کے اک سلسلہ زلف دراز آیا ہے
فرمت باد کہ دیوانہ نواز آمدہ بانڈھنے دل کو وہ دیوانہ نواز آیا ہے
آب و آتش بہم آمیختہ از لب لعل آبے آتش کی ملاوٹ ہے لبوں میں جس کے
چشم بدور کہ خوش شعبہ باز آمدہ چشم بدور وہ خوش شعبہ باز آیا ہے
چشم تو گرچہ بہر غمسر و دم بر باد غمزدہ چشم سے برباد کیا دل میرا
لیک صد حیف کہ بیگنہ نواز آمدہ لیکن افسوس وہ بیگنہ نواز آیا ہے
ساعتے ناز مفرمای و بگرداں عادت ایک ساعت سیکھے چھوڑ دے نازش لے جاں
چوں میر سید لیا از باب نیاز آمدہ کرنے گر پرستش از باب نیاز آیا ہے
آفریں بر دل زہم تو کہ از بہر ثواب دیکھے زہم تو کیا بعد میرے قتل کے وہ
کشتہ غمزدہ خود را بنماز آمدہ خود ہی پڑھنے کو جنازے کی نماز آیا ہے
زہر من با تو چہ سنجید کہ بیفائے دم زہد کیا میرا کرے کُٹنے وہ جب دل کو
مست و آشفتمہ بنسکو تو کہ راز آمدہ مست و آشفتمہ بہ غفلت گہ راز آیا ہے
پیش بالائے تو میرم اچھل و چہ بھگ جنگ ہو صلح ہو مڑتا ہوں میں قد پر سکے
کہ بہر حال بر اندازہ ناز آمدہ جب بھی وہ مسرور مرا چل کے بہ نماز آیا ہے
گفت حافظ و گرت خرقہ شراب آلودہ صاف حافظ کا کیا خرقہ آلودہ بہت
مگر از مذہب میں طس اندہ باز آمدہ بادہ خواری سے کبھی پر نہ وہ باز آیا ہے

خنک نسیم معنبر شامہ و لخواہ خنک نسیم معنبر شامہ و لخواہ
 کہ در ہوئے تو بر خاست با در چکاہ کہ در ہوئے تو بر خاست با در چکاہ
 دلیل راہ شوالے طائر خمہ است دلیل راہ شوالے طائر خمہ است
 کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آں درگاہ کہ دیدہ آب شد از شوق خاک آں درگاہ
 منہم کہ بے تو نفس میز نم ز بے خجلت منہم کہ بے تو نفس میز نم ز بے خجلت
 مگر تو عنفو کنی در نہ صیت عذر گناہ مگر تو عنفو کنی در نہ صیت عذر گناہ
 بہیں شخصیں نزارم کہ عرق خون است بہیں شخصیں نزارم کہ عرق خون است
 ہلال را از کنار شفق کست نہ نگاہ ہلال را از کنار شفق کست نہ نگاہ
 ز دوستان تو آموخت در طریقت مہر ز دوستان تو آموخت در طریقت مہر
 سپید دم کہ صبا چاک ز شعاب سیاہ سپید دم کہ صبا چاک ز شعاب سیاہ
 بعشق روئے تو رونے کہ از جہاں بزم بعشق روئے تو رونے کہ از جہاں بزم
 ز ترہتم بد نہ سرخ گل بجانے گیاہ ز ترہتم بد نہ سرخ گل بجانے گیاہ
 مدہ بخاطر نازک ملاحت از من راہ مدہ بخاطر نازک ملاحت از من راہ
 کہ حافض تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ کہ حافض تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ



در سرائے مغال رفعت بود و آب زده کچھ ایسا پاک و معافانہ شراب ہوا
نشستہ پیر و صلائے پیش و شاب زده کہ اس کا ہر مغان پیر شیخ و شاب ہوا
سب کو کشاں ہمہ در بند گیش بستہ کمر میں بندی میں تیری سے کشاں کر بستہ
ولے ز طرف کلمہ خیمہ بر سحاب زده وہ جن کا طرف کلمہ خیمہ بر سحاب ہوا
ز دین جام و قدح نور ماہ پر بوسیدہ ز دین جام کرے نور ماہ تاب خصل
عذار منچنگاں راہ آفتاب زده عذار منچنگاں رہا کب آفتاب ہوا
گرفتہ ساعز عشرت فرشتہ رحمت اتھائے ساعز عشرت فرشتہ رحمت
ز جہرہ بر درخ خور و پری گلاب زده وہ جس سے چہرہ خور و پری گلاب ہوا
ز ثور و عربدہ شاہدان شیریں کار فساد و عربدہ شاہدان شیریں سے
شکر شکستہ سخن ریختہ رہاب زده شکر شکستہ ہوئی ہنقطع رہاب ہوا
عزیز بخت در آں حبلہ با ہزاراں نانہ عزیز بخت شبستان میں میرے یوں آں
کشیدہ و سمد و بر برگ گل گلاب زده کہ زرد چہرہ اسے دیکھ کے گلاب ہوا
سقام کردم و با من پریمے خنداں گفت ہوسست و خوش مجھے دیکھا تو یہ کہا اس نے
کہ اے غدار کش مجلس شراب زده تو خوش نصیب ہے جو مجلس شراب ہوا
کہ کرد انیکہ تو کردی پر غضب بہت درک یہ ہے دلاوری ابر باد کر کے گھر اپنا
ز کنج خانہ شدہ خیمہ بر خراب زده مگرین بسیکہ وہ خانہ خراب ہوا

وصالِ دولتِ بیدار تر سمتِ مہمند	وصالِ دولتِ بیدار ہو سکا نہ اُسے
کہ تختِ تودر آئینِ بختِ خوابِ زود	جو تختِ تختہ کے پہلو میں بچو خوابِ ہوا
جلالِ تاکِ مگر فعلِ مرکبش گر دود	جلالِ کو ہوئی خواہش ہو فعلِ اسِ ترا
ز بامِ عرشِ صدش بوسہ بر ترابِ زود	وہ چھٹے کو غیبِ تری ترابِ ہوا
خرد کہ ملیمِ خیبِ ست بہر کب شرف	یقینِ جو کہتا ہے الہامِ و علمِ پوشیدہ
ز شے صدقِ حدش بوسہ بر جنابِ زود	اُسے ہے فخرِ ترا مستعدہ جنابِ ہوا
بیا بیکدہ حافظہ کہ بر تو عرصہ کسٹم	یہ میکدہ وہ جگہ ہے کہ رند نے حافظہ
ہزار صفِ زو عالمی مستجابِ زود	دعا جو کی تو کر ماس پہ بے حسابِ ہوا



دوش رفتم بدرمیکد خواب آلوده شب میں پہنچا بہ درمیکد خواب آلودہ
 خرقدہ زد اسن و سجادہ شراب آلودہ خرقدہ زد اسن و سجادہ شراب آلودہ
 اندھ افسوس کنان کھینچے بادہ فروش کتنا مخلص تھا وہ اک مغ بچہ بادہ فروش
 گفت بیدار شوالے رہو خواب آلودہ بولا بیدار ہوئے رہو خواب آلودہ
 شستہ مشوی کن دالگہ بخرابات خرام آہنا دھوکے ہوا اگلے بخرابات میں تو
 تاگر دوز تو ایں دیر خراب آلودہ تاکر تجھ سے نہ ہو یہ دیر خراب آلودہ
 بہولے لب شریا وہناں چند کسی ہویں شیریں دہاں میں تو کرے گاکب تک
 جو ہر روح بیا قوت مذاب آلودہ جو ہر روح بیا قوت مذاب آلودہ
 بہ طہارت گذراں منزل پیری و کین منزل پیری پہنے پاکی سے گزرا اور نہ کر
 خلعت شیب بہ تشریف شایب آلودہ خلعت شیب بہ تشریف شایب آلودہ
 آخیاں رہ عشق وری کبسم عین آشنایان رہ عشق وری کبسم عین
 غرقہ کشند و نگشتند آب آلودہ غرق ہو کر بھی نہیں ہوتے آب آلودہ
 پاک صافی شود از چاہ طبیعت بدائی چلے گریا کی تو اس چاہ طبیعت سے نکل
 کہ صفا سے نہ بد آب تراب آلودہ کہ صفا کرنا نہیں آب تراب آلودہ
 گفت لے باں جہاں دفتر گل منجیت پوچھا کیا عیب ہوا اک دفتر گل میں لے جاں
 کہ شود وقت بہار از سے تاب آلودہ وقت گل اس کو کرے گر مئے تاب آلودہ
 گفت حافظ برو مکتہ بیاراں مغروش سن کے نادان ہو امیغ بچہ حافظ لیکن
 آہ ازیں لطف باوایع عتاب آلودہ لطف کرنا باوایع عتاب آلودہ

سحر گالان کہ مخمور شبانہ سحر کے وقت مخمور شبانہ
 گرفتار بادہ جنگ و چٹانہ ہیوں میں بادہ با جنگ و چٹانہ
 نہاد م عقل راز اورہ ازے میں دے کے عقل کو ز اور دے
 ز شہر ہستیش کردم روانہ کروں ہستی کی دنیا سے روانہ
 نہ بستہ می زان میاں طرے کردار کمر واریں کا بتا ہے وہ محسوم
 اگر خود را بہر مین در میانہ فنا خود کو کرے جو در میانہ
 بردا یم دام بر مرغ و گربہ نہ آسانی سے آوے دام میں وہ
 کہ حقا را بندست آشیانہ کہ غفلت کا ہے او پنا آشیانہ
 ندیم و مطرب و ساقی ہمہ دوست ندیم و مطرب و ساقی وہی ہے
 خیالی آب و گل در رو بہانہ خیالی دو جہاں سب اک بہانہ
 کہ بند و طرفہ وصل از حسن ثابہ امید وصل ہو اس حسن سے کیا
 کہ با خود عشق و رز و حب و دانہ جسے خود سے ہو عشق حب و دانہ
 بدہ کشتی مے تا خوش بر آئیم ہو ساقی کشتی مے ایس پخت
 از یم دریائے ناپیدا کرانہ کرے جو پار بحسبہ بیکرانہ



مرا خال مست از بیگانه بے نوش مکان خال ہے بیگانوں کے بے پی
کہ نمود جز تو اے مرد بیگانه ہے تو ہی اک یہاں مرد بیگانه
نگارے سے فرو شتم عشوۂ داد دکھا ساتی کچھ ایسے ناز و انداز
کہ ایمین گشتم از مسکرم زمانہ کہ ہے فرصت مجھے مگر زمانہ
زمانی کساں ابرو سشنیدم اے ساتی کساں ابرو نہ مجھ کو
کہ اے تیر ملاست دانشانہ بنا تیر ملاست کانشانہ
وجود ما معنائیت حافظ وجود اپنا معنی الیہ حافظ
کہ تحقیقش فنون ست و فسانہ کہ حل اس کے ہیں انسون و فسانہ

نصیب میں جو خرابات کردہ است آگہ
 نصیب میں ہے خرابات جب پھنسل آگہ
 دریں میانہ گوزاہد امرا چہ گستاخ
 تو شیخ اس میں کہو تم ہے کیا ہمارا گستاخ
 گئی کہ دراز مش جامے نصیب افتاد
 دیا ازل میں ہے جب ساغر شراب ہمیں
 چرا بخر کنند این گستاخ را در خواہ
 کریں ہیں حشر میں کیوں پھر سوال خوارانہ
 کہو یہ زاہد سالوس خرقہ پوش دو رُود
 گویا زاہد سالوس خرقہ پوش دوروی
 کہ دستِ رزق درازست و آستین کوتاه
 کہ دستِ مکر ہے لمبا اور آستین کوتاه
 تو خرقہ راز برائے ہوا بھی پوششی
 پہنتے شیخ میں مریض اس لئے عبادت
 کہ تا بزرگ بری بندگان حق از راہ
 کہ مکر سے وہ کریں بندگان حق گمراہ
 غلامِ جہتِ زندانِ بے سرو پا ہم
 غلامِ جہتِ زندانِ بے سرو پا ہم
 کہ ہر دو کون نیزہ دہر پیش شاہ یک گاہ
 نظر میں جنگی میں کون و مکان سب یک گاہ
 مرا و دل جو خرابات چونکہ حاصل شد
 مرا و دل جو خرابات میں ہوئی حاصل
 دلم ز در رسد و خانقاہ گشت سیاہ
 رہی نہ در رسد و خانقاہ کی دل میں چاہ
 برہ گدائے دہر ہر گدائے شو حافظ
 جو ہے گدائے فقیرانِ معرفت حافظ
 تو امیں مرا و نیالی مگر بیٹھے بکشد
 خزانہ دو جہاں اس کا ہے پھنسل آگہ

اے باد نسیم یار داری اے باد نسیم یار تجھ میں
 ز آلِ فتنہ مشکبار داری ہے نازِ مست کبار تجھ میں
 ز نہار مکن دراز دستی کاکل سے نہ کر دراز دستی
 باطرۃً اوچہ کاد داری اس کا نہیں اختیار تجھ میں
 اے گل تو کہاؤ روئے زیبائش اے گل ذرا دیکھ یار کارِ رخ
 او مشکباز تو خسار داری مشک اس میں ہے اور خار تجھ میں
 ریحاں تو کہاؤ خطِ سبزش ریحاں ذرا دیکھ سبزِ خط
 او تازہ و تو غبار داری تازہ ہے وہ اور غبار تجھ میں
 ز گس تو کہاؤ چشمِ مستش ز گس ذرا دیکھ آنکھ اُس کی
 او سرخوش و تو خسار داری سرخوش ہے وہ اور خار تجھ میں
 اے سرو تو با قدر بلندش اے سرو! جو دیکھے اُس کی قامت
 در باغ چہ اعتبار داری کچھ بھی نہ ہوا افتاد تجھ میں
 اے عقل تو با وجودِ عشقش ہر چند ہو تجھ کو الفت اے عقل!
 در دست چہ اختیار داری کیا ہے مجھلا اختیار تجھ میں
 روزے برسی بوجہِ جافظ ممکن ہے وصالِ یارِ حافظ
 گر طاقتِ انتظار داری ہو طاقتِ انتظار تجھ میں

اے بے خبر گوش کہ صاحب خبر شوی اے بے خبر گوش کہ صاحب خبر ہو تو
 تاراج رو نہ باشی تو کے راہبر شوی رہد اگر بنے تو بجھی راہبر ہو تو
 در مکتب وجود پیش ادیب عشق اس مکتب وجود میں پیش ادیب عشق
 ہاں لے پسر گوش کہ روئے پد شوی یسے اگر بن تو پسر سے پدر ہو تو
 دست از من وجود چو مردان رو بشوی الفت کے راستے میں مٹائے خودی اگر
 تا کیسے عشق بیانی و زار شوی مل جائے کیا تجھے تلبے سے زار ہو تو
 خواب و خورق زمزمیہ عشق دُور کرد کرتا ہے دُور مرتبہ عشق خواب و خور
 آئندہ مری بدوست کہ بخوابے نور شوی گر قرب ریا چاہے بے خواب نور ہو تو
 گر نور عشق حق بدل و بابت اوفتد پُر نور عشق حق سے ہوں گر جان و دل تھے
 بالہ کر آفتاب فلک خوب تر شوی خورشید آسمان سے بھی خوب تر ہو تو
 از پائے تا سرت ہمہ نور خدا بشود روشن خدا کے نور سے ہو سرے پاؤں تک
 در راہ ذوالجلال چو یلے پاؤں سر شوی گرداؤ ذوالجلال میں بے پاؤں سر ہو تو
 بنیاد ہستی تو چو زیر و زبر شود بنیاد ہستی زیر و زبر ہو اگر تری
 در دل مدارِ بیج کہ زیر و زبر شوی گردش سے آسمان کی نہ زیر و زبر ہو تو
 در حقیقت ارشودت منظر نظر چہرہ بنائے حق کا اگر منظر نظر
 زینا پس شے نماند کہ صاحب نظر شوی مقبول چشم حق میں ہو صاحب نظر ہو تو
 گردِ سرت ہوائے وصال مت حافلا حافظ وصال یاد کی رکھتا ہے گریہ پس
 باید کہ خاکِ درگاہ اہل بصری شود لازم ہے خاکِ درگاہ اہل بصر ہو تو



اے یاد شیرِ خوباں داد از عیشِ تنہائی	اے یاد شیرِ خوباں لے ملکہ رحمتِ الٰہی
دل لے تو بجاں آمد وقت ست کہ باز آئی	دیکھ آکے خدا را تو مسدِ اعلمِ تنہائی
اے دردِ تو ام درِ سماں درِ بسترِ ناکامی	اس بسترِ ناکامی میں دردِ ترا درِ سماں
لے یاد تو ام سوس درِ گوشہٗ تنہائی	ہے یادِ قبری سوس درِ گوشہٗ تنہائی
مشاق و مہجوری دور اند تو چنٹا نہ کرو	مشاق و مہجوری نے ضعیف و یا ایسا
گردِ دستِ بجاہ شد و اماںِ مشکِ بیاں	چھو ما میری ہاتھوں سے داماںِ شکِ بیاں
دامِ گلِ این بستانِ شاداب نہی باشد	اے گلِ نہیں رہے گی دامِ قبری شادابی
درِ بابِ ضعیف اس درِ اور وقتِ توانائی	و لگوں ضعیفوں کی کر وقتِ توانائی
صد بادِ صبا ایہ سببِ سلسلہ فی القصد	صد بادِ صبا درِ قصاں ہیں گیسوے مشکِیں ہیں
اجیت حریف لے دلِ تا بادِ یہ پیمائی	کر تو بھی دلِ خستہ کچھ بادِ یہ چیمائی
درِ دائرہٗ قسمت ما نقطہٗ پر کارِ رسم	تقدیر کے چکر میں بے بس ہیں مگر جا نہ
لطفِ آہنچہ تو اندیشی حکمِ آہنچہ تو فسائی	مہجوری الفت سے ہوئی ہے دلِ افزائی
فکرِ خود و رائے خود درِ عالمِ رندی نیست	فکرِ خود و رائے خود رندی میں نہیں جاتا
کفرِ ست درِ یہاں مذہبِ خود بینی و خود دان	بے دینی ہے اس میں خود بینی و خود دان
یادِ سب کہ بتواں گفتِ اس نکتہ کہ درِ عالم	رخسار دکھاتا ہے عارف کو نہ صوفی کو
رخسار و کس نمود آن شاہد ہر جانی	مستور کچھ ایسا ہے وہ شاہد ہر جانی

دیشب گئے زلفت باہا و صبا کروم بیکار گلہ کرنا ہے زلف کے قیدی کا
 گفتا غلطی بگڑدیں فکرست سوانی یہ خام خیالی ہے یہ منکر ہے ہونہی
 ساقی چمن گل دایہ روئے تو رنگے فیت ساقی چمن گل میں بن تیرے نہیں ہونہی
 شمشاد و خراماں کن تاباغ بسیارانی شمشاد و خراماں بن کر باغ کی آرائی
 زمیں دائرۂ مینا خونیں جگر مے وہ یہ دائرۂ مینا کرتک ہے جگر خونیں
 تاحل کفر میں مشکل زمیں ساحر مینائی مشکل میری آساں کرے ساحر مینائی
 حافظ شب بچراں شد بوئے خوش صبح آمد جاتی ہے شب بچراں ہوتی ہے سحر حافظ
 شادیت مبارک باد لے عاشق شیدائی کھلتی ہے گل دل کی لے عاشق شیدائی



اے در درُخ تو پیدا انوار بادشاہی
در فلک تو پہاں صد حکمتِ الہی
رخ میں ترے نمایاں انوار بادشاہی
دانش میں تیری پہاں صد حکمتِ الہی
کلمہ توبہ ک اللہ در ملک میں کشادہ
صد چشمہ آب حیات از قطرہ سیاہی
بر اہرمن تہا ابدانِ اسم اعظم
ملک آن کسٹ خانمِ فراہر اپنے خواہی
گر حشمتِ سلیمان پر شک کہے ہو کوئی
اُس کی خرد پہ خنداں ہوتے ہیں مرغ و ماہی
چنے کہ آسمانِ از فیض خود وہ آب
تہا جہاں لگیں دے منتِ سپاہی
گر پر تو سے زینتِ برکان و معدن افند
یا قوتِ سرخ کو را بخشند رنگ گاہی
دائم دلت پہ بخشہ بر شکستہ نشیناں
گر حالِ مایہ پرسی از بادِ صبح گاہی
ساقی بیا آجے از چشمہ خرابات
تا خرقہ ایشوئیم از عجبِ خانقاہی
چشمے سے میکے کے تصور اما آب ساقی
خرقے سے تاکہ دھوئیں ہم نازِ خانقاہی

بازار چہ گاہ گلہ ہے بر سر ہند کھلا ہے شاہیں جو گاہ ہے گاہ ہے رکھنا ہے تلج سر پہ
 مرغین قاف دانہ آئین پاوشاہی دیتا ہے کر گسوں کو آئین بادشاہی
 درود و سان آدم تا وضع سلطنت بہت ہر طور ابن آدم نے دیکھی عکس رانی
 مثل تو کس نہ پیدا است این علم پاکماہی تجھ سی مگر نہ دیکھی اک شان بادشاہی
 کلک تو خوش نویس در شان یار و اختیار دیتا ترا قلم ہے باروں کو دشمنوں کو
 تعویذیاں فرائی افسون عسکری تعویذ دل فرائی افسون حیاں تباہی
 عمریت پادشاہ کریم ہی ست جامم اسے شاہ امتوں سے ہے جام میرا خالی
 اینک زبند و دعویٰ و نہ معتب گوہی دیتا ہے معتب بھی اس بات کی گواہی
 ایسے غفر تو مخلوق از کیمیا شے عزت پیدا ہو تیرا عنصر عتبت کی کیمیا سے
 شے دولت تو امین از صدمت تباہی ہوئے نہ تیری دولت کو صدمہ تباہی
 جانے کہ برق عصیاں بر آدم صغیٰ نو برق گناہ نے جب آدم کو بھی نہ چھوڑا
 مارا چہ گو نہ زبید دھولے بے گت ہی یکے کروں میں عاصی دھولے بے گناہی
 جو از فلک نیسا بد تا تو ملک صفائی تیری فرشتہ خلعت جو رفلک کو رو کے
 ظلم از جہاں بڑا شد تا تو جہاں پناہی امن و آسان بننے تیری جہاں پناہی
 حافظہ جو دوست از تو گناہ میر و نام کیا کم ہے یہ کہ گاہے پوچھے وہ کچھ کو حافظہ
 رنجش ز بخت منما باز آبد ز خواہی رنجیدہ است بون کر تو اسکل عذر خواہی



اے دل آں بہ کہ خراب اے گلگوں باشی گر تری وجہ خرابی میں گلگوں ہوئے
 بے زرو گنج بھدہ حشمتِ رتوں باشی بے زرو گنج تھے حشمتِ قاروں ہوئے
 در مقامے کہ صدارت بہ فقیراں بخشندہ دیکھتے ہے جاوہ صدارت بہ گدا پیر خاں
 چشمِ دارم کہ سببِ از ہمد افروں باشی بندہ بن اُس نگاہِ عزتِ تری افروں ہوئے
 آج شاہی طلبی گوہر ذاتی جنب تاج شاہی نہ ملے گوہر ذاتی کے بدوں
 در خود از گوہر جمشید و فریدوں باشی خوش لب کتا بھی جمشید و فریدوں ہوئے
 در رہ منزل سالی کہ خطر است بھماں یوں تو خطرے میں رہ منزل سالی میں بہت
 شرطِ اول قدمِ آست کہ بھنوں باشی خوف ہوتا نہیں اُس دل میں جو بھنوں ہوئے
 کارواںِ رفت تو در خواب بیاباں دریشیں کارواں چھٹ گیا صحرا ہے بڑا تو ہی بتا
 کے دومی رہ نہ کہ پر مٹی چہ کنی چوں باشی ہم سے یہ فاصلے کس طرح اور کیوں ہوئے
 نقطہ عشقِ نمودم بتو یاں ہو ممکن نقطہ عشق بنایا ہے دل اپنا جس کے
 ورنہ چوں نگر می از دائرہ بیرون باشی حلقہ زلف سے یہ کس طرح بیرون ہوئے
 ساعیہ نوش کن و جرعہ براغلا کہ فشاں پل کے شے مست بنو اور تھوڑی ہی گزروں چھوٹک
 تابعد از عزمِ ایامِ سبگر خوں باشی عزمِ ایام سے تابوں نہ جگر خوں ہوئے
 حافظ از فقر ممکن نہ کہ گر شعر نیست حافظ اشعار ترے خلق کو مقبول ہیں جب
 بیچ خوش دل نہ پسندد کہ تو محروں باشی شکوہ کرتا ہے تو کیوں کھلبے کو محروں ہوئے

لئے دل اگر اند چاہو ز خنداں بدر آئی دل چھوڑ کے گر چاہو ز خنداں نکل آئے
 ہر جا کہ روی ز رو پیشیاں بدر آئی ہو کے وہ بہت غوار و پشیاں نکل آئے
 ہمدار کہ گرد و سوسہ حقل کنی گوش جو بات سے وسوسہ عقل و خیرہ کی
 آدم صفت از روضہ رضواں بدر آئی آدم صفت از روضہ رضواں نکل آئے
 تاکہ جو صبا بر تو نگارم دم بہشت ہوں چیرا سے باد صبا کے چمن میں
 کز گنجہ چو گل خرم و خنداں بدر آئی غنچے سے وہ گل خستہ و خنداں نکل آئے
 در تیرہ شب بھر تو جا نہ لب کہہ تار یک شب بھر ہے اور جان لبوں پر
 وقت ست کہ ہمیں نہ تاباں بدر آئی ہے وقت کہ اس کام نہ تاباں نکل آئے
 جاں میہم از حسرت آل لعل و ان بخش ہم جس کے لب لعل پریتے ہیں دل و جاں
 ہاشمہ کہ جو خورشید ز خشاں بدر آئی وہ آئے تو خورشید ز خشاں نکل آئے
 شاید کہ بآیہ فلک دست بگیرد فنا ہے اُسے آب ناک فیض خدا سے
 گر کشد لب از چشمہ حیواں بدر آئی جو کشد لب از چشمہ حیواں نکل آئے
 در خانہ غم چند نشینی بہ سلامت کثرت سے ہے دل میرا کیس نمازِ حق کا
 وقت ست کہ از دولتِ سلطانِ رانی نے محکم اُسے لے مرے سلطانِ نکل آئے
 برخاکِ در بستہ آ ازویہ و وعہ جوی ہے اس مجھے دیکھے جوئے اشک جو در پر
 باشد کہ تو چوں سروِ خراماں بدر آئی گھر سے وہ مرا سروِ خراماں نکل آئے
 حافظہ کن اندیشہ کہ آل یوسف مصری آئے جو نظر اپنا اُسے یوسف مصری
 باز آید و از کلبہ احزاں بدر آئی حافظہ ز علم کلبہ احزاں نکل آئے



ایک بردہ از خط مشکیں نقاب انداخت
دیکھ رخ پر زلف ہو جائے ہے مائدہ نقاب
لطف کردی سایہ بر آفتاب انداخت
اور ہو جائے ہے تیرے سائے سائے آفتاب
تا چہ خواہ کرد بر ماتاب زلف عارضت
جہاں کو تیار لگ ہے نیزنگ اس رخسار کا
حالیا نیزنگ رہے خوش بر آب انداخت
جس بچار تو دیکھ کہ ہو جائے ہے خوش نگاہ
گوئے خولی بروی از طوبان عالم شاد باش
سلنے تیرے جھکیں خوبان عالم جس طرح
جام کفر و طلب کافر اسباب انداخت
نیشیا کھنسر و نگوں ہو جائے ہے افراسیاب
گرچہ از مستی خرابم طاعت من رد ممکن
میں خراب مت ہوں تو گر خطا پوشی مری
کاندیں شغفم با تیرے ثواب انداخت
کہ جو بخت ہے گنہ مل جائے ہے اسکو ثواب
کنج عشق خود نہادی درد دل ویران من
گنج الفت جب تو دیوے ہے دل ویران کو
سایہ دولت بریں کنج خراب انداخت
سایہ دولت میں یہ ہو جائے ہے کنج خراب
خواب بیداراں بہستی آنگہ از نقش خیال
تیرے نقش فکر سے عشاق کی اڑتی ہے مینہ
تھمتے بر شیردان خیل خواب انداخت
پیش بیداری نگوں ہو جائے ہے اک خیل خواب
بڑا از رخ بر فلک دی یک نظر در جلوہ گاہ
پردہ جب رخ سے اٹھنے ہے تو جلوہ گاہ میں
وز حیا حور و پری را در حجاب انداخت
چہرہ حور و پری ہو جائے ہے اندر حجاب
از برائے سید دل در گردنم ز بغیر زلف
ڈالے ہے ز بغیر گیسو جب مری گران میں تو
بہوں کندہ خسرو مانگ رقاب انداخت
تیری عینا کی بہت ہو جائے ہے کار ثواب

نصرة الدین شاہ یحییٰ اے کہ تاج آفتاب
 از سر تعظیم و قدرت در تراب انداختی
 آفتاب تازہ بھی ہو جائے ہے اندر زراب
 داوہ دارا شکوہ کے سامنے سواج کا تاج
 از سر تعظیم پر خاک جناب انداختی
 عرض تسلیمات سے ہو جائے ہے خاک جنا
 تاب یغ و آب شمشیر شہنشاہ دیکھ کر
 تخت ہو جائے ہے دل شیر کا بھی غریب آب
 گر پلٹے تو اپنے جام عالم بین سے
 شاہر مضمون کا ہو جائے ہے رخ بے نقاب
 دیکھتا جو بھی ہے شمع عارض روشن تری
 اُس کو ہو جائے ہے پردے کی کھٹکٹ غریب
 از فریب ز گس مخمور و چشم ہے پرست
 حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی
 از فریب ز گس مخمور و چشم ہے پرست
 حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی



لے کہ درکشتن مایہ دارانہ کنی ظلم و ن رات کرنے دھم دہا ساند کرے
سود و سرمایہ بسوزی و مہا بانہ کنی قتل بے پاک کرنے خوف مہا بانہ کرے
در دمنہ ان حمت زہر ہلاک نوشند غمزدہ تیرے پیش زہر ہلاک کیونکر
قصدا یں قوم خطا باشد تیرا نہ کنی زہر قاتل ہے مگر قتل وہ تجھ ساند کرے
رنج سارا کہ تو اں پر دیک گوشہ چشم غمزدہ چشم مٹا سکتا ہے جبے نچ و لم
مشرطہ انصاف نباشد کہ داوانہ کنی نہیں انصاف اگر سید داوانہ کیے
ویدہ ماکہ ہنسید تو دریا ست چرا تیری امید پہ اشکوں کے مہا شے دیا
بہ تفرج گذرے بر لب دریا نہ کنی سیرے یار تو کیوں بر لب دریا نہ کرے
اقل ہر جور کہ از خلق کر میت گویند جور بڑھ چڑھ کے بیاں کرتے ہیں عشاق بہت
قول صاحب غرضان ست تو اینہا نہ کنی دو سترگر بھی پر غم سلم بھی اتنا نہ کرے
بر تو گر جلوہ کند شاہد ماسے زاہد جلوہ شاہد کا سرے دیکھے اگر تو زاہد
از خدا جزے و معشوق متنا نہ کنی کوئی پھر جزے و معشوق متنا نہ کرے
حافظ سجدہ بحراب دوا بردن کن سجدہ حافظ کرے محراب دوا بردن جو
کہ دعلے نہ سر صدق جز آنجا نہ کنی پھر پستش کبھی وہ اور کسی جانہ کرے

اے کہ در کوئے خرابات مقالے داری کوئے میخانہ میں گر تو بہ مقام آجائے
 جہم وقت خودی ار دست بھجائے داری بجنے ہمشہ تیرے ہاتھ میں جہم آجائے
 اے کہ بلا لعل سرخ یاد گزاری شبِ روز تو گزراے خوش و روز بہ زلفِ جاناں
 فرصت باد کہ خوش صبحے و شامے داری ناچتی صبحِ طرب تھو متی شام آجائے
 اے عبا سوختن گاہ پر سرورہ منظر اند منتظر بیٹھے بہت راہ پہ ہیں سوختن گاہ
 اگر از یادِ سفسہ کردہ پیالے داری کاشن ایسے میں عبا لے کے پیام آجائے
 بوسے جاں از لبِ خندان قدحِ میثوم بوسے جاں بے لبِ خندان قدح میں خواجہ
 بشنوا یہ خواجہ تو گر ذائقہ مناسے داری کہو ساقی سے کہ با عطرِ مشام آجائے
 کاسے داری طلبہ از تو عزیبے چہ شود مہرباں ہو جو تو دیوانوں پر اپنے لے جاں
 توفی امروز دیری شہر کہ نامے داری ہر زبان پر ترا اس شہر میں نام آجائے
 گو بہنگامِ دُف گر چہ شبِ امت نمود بے شبانی وفا کا نہ کر لے دل شکوہ
 میکنم شکر کہ ہر جوہر دوا سے داری کہیں ایسا ہی نہ ہو جوہر دوا م آجائے
 مہرباں شد فلکے ترکِ جہنم بکری کرد مہرباں چرخ ہوا جوہر و جفا ترک کئے
 قول ایجاں کہ در کشیوہ قواسے داری کرنا یارب اُسے بھی مہرِ قوام آجائے
 خالِ سر سبز تو خوش اندیشے ست دے خالی سر سبز ترا، وائے عشرت ایسا
 بر کنارِ چمنش وہ کہ سپہ داسے داری زلفِ رش پہ ہو تو ہر صیدِ دام آجائے
 بس دے سحرِ حافظِ جاں خواہ بود مہرباں ہو تو اگر حافظِ شبِ خیر پہ وہ
 تو کہ چوں حافظِ شبِ خیر خلا سے داری دے دے سحرِ بن کے غلام آجائے



اے کہ مجھ پر عشقِ روا میداری تو جو مجھ پر عشقِ روا رکھتا ہے
 بند گاہِ راز پر نوشِ بدامیداری کیسے اپنے سے تو اپنوں کو جدا رکھتا ہے
 آتشِ بادِ راہِ ہم بزمِ لالے دریاب تشنگی صحرانوردوں کی بچھالے ساق
 بامیہ کے دریں رہ سجدہ امیداری جو غریبوں کو رکھے اسکو خدا رکھتا ہے
 دلِ رومی بدکلِ گردِ مست ایجاں لیکن دلِ مرالے مری جاں لے تو لیا ہے تو نے
 ہر ازمی دارِ نگاہِش کہ مرا میداری کر نگہداری خسروانہ تو بڑا رکھتا ہے
 ساحزما کہ حریفانِ دگر می نوشند جامِ بھرا ہے ہمارا جو حریفوں کے لئے
 ماتحتِ نکینم ار تو روا میداری وہ نہیں ہم کو روا تو جو روا رکھتا ہے
 اسے گس عرصہ سیمرخ نہ جو لاکھت عاشقِ کیل سمجھتا ہے جو پختوں کا کوئی
 غرضِ خودِ میسر می و زحمتِ امیداری بڑا بازی ہے انجامِ بڑا رکھتا ہے
 تو بہ تقصیرِ خودِ انتہائی ازیں و محروم اپنی کوتاہی سے محروم دربار ہے جو
 اد کہ می نالی و فریادِ چہر امیداری اثرِ نالہ نہ تاثرِ دُعا رکھتا ہے
 لے دلی خام طبعِ مشرے ازیں قندہار اے دلی خام طبعِ مشرم کی ہے بات کہ تو
 کارِ ناکر وہ چہ امیدِ عطا میداری کام کرتا نہیں استیغِ عطا رکھتا ہے
 حافظِ عادتِ خواہی ہمہ جو رست و جفا حافظِ عادتِ خواہی نہیں جز جو رست و جفا
 تو کہ زیں طائفِ اسید و فاسیداری کلبے پھر ان سے تو امیدِ فدا رکھتا ہے

ایں خرقہ کہ من دارم در بہنِ شرابِ اولیٰ یہ خرقہ آلودہ ہے در بہنِ شرابِ اولیٰ
 وید دفتر بے معنی عزقِ مے نابِ اولیٰ یہ دفتر بے معنی عزقِ مے نابِ اولیٰ
 چوں عمر تہ کر دم چند آنکہ نگہ کر دم ان گوشہ نشینوں کو کیسے یہ بتائیں ہم
 در کنجِ خرابا بے افتادہ خرابِ اولیٰ میں گلے کے گوشے میں ہونا ہے خرابِ اولیٰ
 من حالِ دل شیدا با خلقِ سخا ہم گشت یوں حالِ دل سیدارہ دو کے نہ بتلاؤ
 کایں قصہ اگر گویم با چنگِ دربابِ اولیٰ قصہ ہے بتانا یہ با چنگِ دربابِ اولیٰ
 تیرے سرو پا باشد اوضاعِ فلکِ زمیں ہے بے سرو پا طرزِ افلاک تو ہم کو بھی
 در سر ہوس ساقی در دستِ شرابِ اولیٰ اول ہوس ساقی شوقِ مے نابِ اولیٰ
 از ہجو تو دلہ ارے دل بر شکمِ آہرے عزم کی دل خستہ کو ہے تاب نہیں لیکن
 گزتابِ کشم ہرے زان زلفِ تابِ اولیٰ اے زلف پریشان ہے ہر تیرا عتابِ اولیٰ
 چوں مصلحت اندیشی نورست زہر و شیشی موزوں نہیں درویشی میں مصلحت اندیشی
 ہم سینہ پر آتش بہ ہم دیدہ پر آبِ اولیٰ ہے سوختہ دل بہتر ہے دیدہ پر آبِ اولیٰ
 چوں پیر شدی حافظ از سیکہ پیر و شو رندی و ہوسا کی زیبا نہیں ویری میں
 رندی و ہوسا کی در عہدِ شبابِ اولیٰ مانا کہ بہت حافظ تیرا تھا شبابِ اولیٰ



شکر اللہ کا ہے عدل ترا سُلطانی	آلہ اللہ علیٰ مَعْدِلِ السُّلْطَانِ
احمد شیخ اویس حسن ایمنانی	احمد شیخ اویس حسن ایمنانی
خانِ خانماں ہے شہنشاہ شہنشاہوں کی	خانِ بنِ خان شہنشاہِ شہنشاہِ مِثْراد
جانِ جانانِ جہاں ہے حسنِ خانانی	آکھ می زبید اگر جانِ جہانشِ خوانی
شکُنِ طرۂ ترکانہ میں تیرے ہیں بہت	بر شکُنِ طرۂ ترکانہ کہ در کا کل تست
بخشش و کوششِ قاتانی و چنگز خانی	بخشش و کوششِ قاتانی و چنگز خانی
نکلے بے حکم اگر چاند کریں دو مگرے	ماہ اگر ہے تو بر آید بد و خیش بزمند
دولتِ احمدی و مہمند و مہمند و سہمانی	دولتِ احمدی و مہمند و مہمند و سہمانی
جلوۂ حسن ترا توٹے دلِ شاہ و گدا	جلوۂ حسن تو دلِ میر و از شاہ و گدا
رخِ ترا جانِ جہاں چہو ترا جانانی	چشمِ بد و دور کہ ہم جانی و ہم خبانی
کیا ہوا اگر نہ کیا غنیمتِ دلِ خادیں میں	از گلِ خادیم غنیمتِ پیشہ نشکفت
دیوے ہے دجلہ بغداد و منے روحانی	ستہذادِ حبلہ بغداد و منے روحانی
میرِ عاشق ہو نہ خاکِ درِ معشوق ہے	میرِ عاشق کہ نہ خاکِ درِ معشوق بود
نہیں یکھ اس کو بجز محنتِ سرگردانی	کے خلاصش بود از محنتِ سرگردانی

ہمہ اطراف گرفت و ہمہ آفاق کشاد
 نیست سعوری وادار شہر سلطان
 دیدہ ناویدہ باقبال تو ایساں آورد
 لائیں ایساں تیرے اقبال پہ یہ دیکھے صبا
 مر حبا اے ہمہ لطف خدا ارزانی
 تجھ پہ کچھ ایسے ہیں لطف و کرم یزدانی
 گرچہ دوریم بس تو قدح می نوشیم
 گرچہ ہوں دور تری یاد میں پیتا ہوں شراب
 بعد منزل نبود در سفر سلطان
 بعد منزل نہیں رکھتا سفر روحانی
 لے لے آ خاک رو یاد کچھ اے باوصفا
 لے لے آ خاک رو یاد کچھ اے باوصفا
 تاکند حافظہ از آں دیدہ جاں نوزانی
 تاکند حافظہ از آں دیدہ جاں نوزانی



ہر چشم مہر اگر با من مہم را یک نظر ہوئے
 تو اس میں بدن کی کیمیا سے قلب نہ رہتا
 ز شوق افشاں مے ہر دم سرے رہائے جانا ہم
 دریا اگر متاع من نہ از ایں مختصر ہوئے
 اگر برق را قلند سے از آں مئے چو مہ ہوئے
 دم از زکس منش جہاں پر شور و شر ہوئے
 ہمیشہ مہر آئے بر من ز مہر آں شاہِ خواباں را
 گرازداد دل زلم کے روزش خبر ہوئے
 بوحش گرامار ہوئے ز جہاں فرستے ہوئے
 مبارک ساعے ہوئے چو خوش ہوئے اگر ہوئے
 شبے ناگہ گرافاں سے میانش درکت بر من
 نثار خاک راہ او مرا ایں جان دسر ہوئے
 نہ گفتم کس بشیر بنی چو حافظ شعر و عالم
 اگر طوطی طبعش راز لعل او شکر ہوئے
 ہر چشم مہر مجھ پر ملتفت وہ اک نظر ہوتا
 تو اس میں بدن کی کیمیا سے قلب نہ رہتا
 خدا کرتا ہوں ہر دم اپنے سر کو پائے جاناں پر
 دریا میرا سر یا یہ نہ اتنا مختصر ہوتا
 اگر پردہ ہمارا دیا وہ دم رخ اپنے چہرے سے
 نگاہ سے اس کی جہاں پر شور و شر ہوتا
 شب خواباں کے دل میں دم آتا مجھ پر کچھ شاید
 وہ گرازداد دل خستہ سے سیکر باخبر ہوتا
 جو وصل یار دیتا ایک ان فرصت مجھے غم سے
 مبارک وقت ہوتا ہمیشہ ہوتا یوں اگر ہوتا
 کہ آجانی اس کی ایک شب گرا تھ میرا سر
 خدا ہوتی مری جان اس پر قرباں میرا سر ہوتا
 تیرے اشعار میں شیرینی ہوتی بیشتر ملاحظہ
 اگر تجھ کو میسر اس کا لعل پر شکر ہوتا

ہمدی گوئید اسرار عشق و مستی کھول نہ مدعی پر اسرار عشق و مستی
 تلبے خبر ممیرو در پنج خود پرستی غافل ہے بے خبر ہے ہے مجھ خود پرستی
 باضعف و ناتوانی ہیمو نسیم خوش باش باضعف و ناتوانی مثل نسیم بہ خوش
 بیماری اندری علم خوشتر ز تندرستی بیمار عاشقی کو بہتر نہ تندرستی
 مافضل و علم جی بے معرفت نشین یہ علم و فضل تیرا بے معرفت ہے زاہد
 یک نکتہ است بگویم خود را میں کہرتا خود بینی خود پرستی میں ہے نہیں درستی
 در آستان جانان از آسمان میندیش ہے آستان جانان اورچ فلک سے اونچا
 کز اورچ سر بندی افقی پنجاک پرستی اس کی بلند یوں میں کوئی نہیں ہے پرستی
 عاشق شوار نہ روز سے کار جہاں سراپہ ہے عشق ہی حقیقت عالم میں ایک نہ
 ناخواندہ نقش مقصود از کار گاہ ہستی دام مراب سارا ہے کار گاہ ہستی
 خار چہ جاں بکاہ گل عذر آں بخوابد خندان گل سے ہوتا ہے خار کی غلش کم
 سہل مت تلخی سے در جنبہ ذوق مستی کوتا ہے تلخی سے آسان ذوق مستی
 صوفی پیالہ و جامی مستلیم پر گن صوفی اٹھاؤ ساغر ساقی مہر و صراحی
 لے کو تہ آستیناں تاکے دراز دوستی ہیں کوتاہ آستیناں کرتے دراز دوستی
 در حلقہ مغانم دوش آں پسر چہ خوش گفت بزم مغان میں ان کا کیا کام کا فرہ سے
 با کا فر اس چہ کارت گریب علمی پرستی کرتے اگر نہیں ہیں یہ لوگ بہت پرستی

در مذہبِ طریقت غامی نشانِ کفرست بے مذہبِ طریقت میں کفرِ خام کاری
 آئے طریقِ رندوں چالاکِ ست و سستی شور و طریقِ رندوں چالاک کی اور چستی
 سلطانِ مآخذا را زلفتِ شکست ملدا مانی شکست ہم نے زلفِ سیاہ سے جیب
 تلمکے کند سیاہ ہے چست دیں دراز دستی کرنا دراز گیسو ہے کیوں دراز دستی
 گر خرقہٴ بیہنی مشغولِ کارِ خود باش بے شان کیا عہا میں شوکت کی کیا قباہیں
 ہر قبلہ کہ باشد مشغولِ خود پرستی کیسے ہیں شیخ و زاہد مشغولِ خود پرستی
 در گوشہٴ سلامت مستور چوں توں بود گوشے میں عافیت کے کس طرح چھپکے مجھ میں
 تاز گیس تو گوید با ما در موزرستی آنکھیں اگر بستائیں ہم کو در موزرستی
 عشقتِ پست طوفانِ خواہ سپردہ سہاں بے عشق میں تلک طم کیسے پہیں ہم سے
 چوں برقِ ازمیں کشاکشِ پنداشتی کہتی طوفان ہے بلا کا گرداب میں بے کشنی
 از راہِ دیدہ حافظ تا دیدہ زلفِ پست گیسو گے جو دیکھنے شانوں پر سحر اُس نے
 با جملہٴ سر بلندی شد پایمالی پستی سر ہو گیا ہے حافظ کا پامال پستی

بھان او کہ گرم دسترس بجاں پوسے قسم ہے جاں کی رو اگر ہلاک جاں ہوتا
 کیونہ چٹکیش بند گانش آں پوسے برا نہ اتنا کبھی حال عاشقاں ہوتا
 اگر دم تشدے پائے بندہ طرہ او اگر نہ ہوتا یہ دل قید اس کے کاگل میں
 کیم قرار دریں تیرہ خاکہ اس پوسے قرار اس کو نہ ہوتا نہ اہلسناں ہوتا
 بگفتے کہ بہا پیمت خاکہ پائے ترا بہائے خاکہ کت پائے یار ہو جاتا
 اگر حیات گرانمایہ جاو داں پوسے اگر حیات کا سرمایہ حب داں ہوتا
 بخواہ نیز نمی بینش چہ جائے وصال وصال کیا وہ اگر خواہ میں ہی آجاتا
 چو ایں بنو و نہ دیدیم بارے آں پوسے سکون قلب کو ملت کچھ اظہناں ہوتا
 بر بندگی قدش سرہ معرفت گشت چمن میں کسے قدر یار کی مدح کرتا
 اگرچہ سو من آذوہ دو زباں پوسے مثال سو من اگر وہ بھی دو زباں ہوتا
 زہرہ نالہ حافظہ بروں کے افتادے نہ سنتا نالہ حافظہ کوئی گلستاں میں
 اگر نہ ہمدم مرغان صبح خواں پوسے وہ گر نہ ہمدم مرغ بن صبح خواں ہوتا



بچشم کردہ ام ابروئے ماہ میاں نے نگاہ میں مری ابروئے ماہ میاں ہے
خیال سرو قدے نقش بستہ ام جانے خیال میں مری ہر وقت سرو والا ہے
زمام دل بکھے داوہ ام من مسکین لگام دی ہے لئے تیری لے دل مسکین !
کہ نیستش بکس از تاج و تخت پر وائے نہ تخت و تاج کی کرنا کوئی جو پروا ہے
سر از دست شد چشم ز انتظار بسوخت حواس سر سے گئے، چشم انتظار جلی
دراز زئے سرو چشم مجلس آراستے ہوا جو شوقِ سرو چشم مجلس آرا ہے
نہے کمال کہ مشور عشق بازی من نہ ہے کمال کہ مشور عشق بازی کا
از آں کما بچند ابرو رسد بطفرائے کما ان ابرو نے بھیجا مجھے بطفرائے
مرا کہ از رخ تو ماہ در شہتانت ہے ماہ رخ ترا جیسے سر شہتانت میں
کجا بود بغزو رخ ستارہ پروائے خروغِ نجمہ کی کوئی رقی نہ پروا ہے
نکند دست دل آتش بخمد قد خواہم زد چراغاں خرقدہ جلا کے کیا ہے محفل کو
بیاہیں تو اگر می کنی تماشائے تو آ کے دیکھ اگر دیکھنا تماشا ہے
بروز و واقعہ تابوت ساز سد و کنید مردوں تو میرے لئے ہوئے سرو کا تابوت
کہ مردہ ایم زواری بلند بالائے کہ قلب میں میرے داغ بلند بالا ہے

در آں مقام کہ خواہاں بغمر زہ تیغ زیند کرے قتل اگر تیغ غمر زہ خواہاں
 عجب مکن ز سرے کوفت اوہ در پائے عجب نہ جان جو مقتول بے سر و پا ہے
 فراق و وصل چہ باشد رضاے دوست طلب فراق و وصل ہیں کیا کر رضاے طالب
 کہ حیث باشد از وغیر او تناسے کہ ظلم اُس سے کس غیر کی متنا ہے
 ز شوق سعد چہ را کند مایاں از آب ہزار مچھلیاں اُچھلی ہیں دیکھنے کے لیے
 اگر مضمینہ حافظ رسد ہر دے ہر اس مضمینہ حافظ جو زبیر دریا ہے



برو زاہد بائید سے کہ داری	مبارک ہو تجھے پرہیز نگاری
کہ دارم ہیچنٹاں امید داری	مجھے ابھی ہے زاہد بادہ خواری
بہیز ساعز کہ دار دلالہ درست	ہر اک لالہ بنا ہے آج ساعز
بیاساتی بیاورد آہندہ داری	لے آئے ساقیا باطر حسداری
مراد رشتہ دیوانگیاں شش	نہ کر چسارہ مری دیوانگی کا
کہ مستی خوشترست از ہوشیاری	نہیں مستی سے بہتر ہوشیاری
بہرہیز از من اے صوفی بہرہیز	نہیوں اے شیخ کر بہرہیز مجھ سے
کہ کردم تو بہ از پرہیز نگاری	مجھے آئی نہیں بہرہیز نگاری
بیادل در حیم گیسوئے او بند	ہیں قید و بند شش گیسوئے جانان
اگر خواہی خلاص و رست نگاری	تجھے لے دل بنات و رست نگاری
بوقت گل خدارا تو بہ شکن	بوقت گل خدارا تو تو بہ
کہ عہد گل ندارد استواری	نہیں ہے عہد گل میں استواری
سوزنا تو بہار عمر بگذشت	بہار عمر گزری یوں حسرتیروا
چو بر طرف چمن باد بہاری	چمن سے جس طرح باد بہاری
بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش	نصیحت تلخ گر سننا تو حافظ
چرا عمرے بغفلت می گذری	نہ یوں غفلت میں کمشتی عمر ساری

بشنوائیں نکتہ کہ خود راز علم آزادہ کنی
 جو سری بات سنے علم سے وہ آزادہ ہو
 خوں خوئی گر طلب روزی تہادہ کنی
 خوں پٹے جس کو طلب روزی نادادہ ہو
 آخر الامر گل کو زہ گر اس خواہی شد
 بعد مرے کے بنے کو زہ تری مسی سے
 حالیا فکر سب کو کن کہ پُر از بارہ کنی
 زندگی میں نہ اگر منکر ختم و بادہ ہو
 جہد بنا کہ در ایام گل و عہد شباب
 چلبے تھے کو کہ در فصل گل و عہد شباب
 عیش با آدمی چسند پریر زادہ کنی
 عہد انسان کا بایار پری زادہ ہو
 مکیہ بر جائے بزرگاں نتوان زد گرفت
 نہ ملے اس کو بزرگی جو نہ خوش غلٹی سے
 مگر اسباب بزرگی ہمہ آدادہ کنی
 بات پیروں کی سنے پسند پہ آسادہ ہو
 اجر با شدت اے خسرو شیر حرکات
 حق نگہبان ہو اے خسرو شیر بیترا
 گر نگاہے سوئے فرماؤ دل افتادہ کنی
 تو اگر مائل منہ باد دل افتادہ ہو
 خاطر ت کے رحم فیض پذیر و ہیات
 رحم فیض نہیں ملتی کسی انسان کو
 مگر از نقش پر آگندہ ورق سادہ کنی
 نقش بیہودہ سے جس کا نہ ورق سادہ ہو
 اے صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن
 اے صبا بندگی خواجہ جلال الدین کن
 کہ چمن پُر سمن و سوسن آزادہ کنی
 کہ چمن پُر سمن و سوسن آزادہ ہو
 کار خود گر بخدا باز گزاری حافظ
 گر بھروسہ تو کھرے رحمت حق پر حافظ
 اے بس عیش کہ با محبت خدا دادہ کنی
 عیش و عشرت تھے با محبت خدا دادہ ہو



بلبل ز شاخ سرو گلگاہ نگہ پہلوی	بلبل یہ شاخ سرو بہ گلگاہ نگہ پہلوی
میراندہ دوش در کس مقامات معنوی	پڑھتا ہے بیٹھا در کس مقامات معنوی
یعنی بیہ کہ آتش سوئے نمود گل	آ اور دیکھ آتش گل تاد رخت سے
تا از درخت کزہ تحقیق بشنوی	فل چائے تھہ کو نکتہ تحقیق موسوی
مرغبان باخ قافیہ سینہ و بندہ گو	مرغ چمن ہے قافیہ سنج و لطیفہ گو
تا خواجہ مے خورد بغزلہائے پہلوی	تا خواجہ مے پئے بہ غزلہائے پہلوی
جمیدہ جز حکایت جام از جہاں نبرد	جم کو بجز حکایت ساغر ملا نہ کھ
ز نہار دل بندہ اسباب دینوی	ز نہار دل لگانہ بہ اسباب دینوی
خوش فرشی پور یادگاہی و خواب امن	خوش فرشی پور یاد و فقیہی المہمان
کاین عیش نیست در خور اورنگ خسروی	یہ عیش کس کو دیتا ہے اورنگ خسروی
درویشم و گدا و برابر غنی کنم	درویش و فقیری میں فرمعت مجھے بہت
پیشین کلاہ خوش اجد تاج خسروی	بہتر نہیں گلہ سے مری تاج خسروی
ایں تقدیر عجیب شنو از بخت و اثر گوں	ہے کس تقدیر عجیب سیحالی یاد کی
مارا بگشت یار با انفاس میسوی	کرتا ہے قتل ہم کو یہ انفاس میسوی

حشمت بے غرہ خانہ مہر و خراب کرد
 انصون چشم سے ہوا خانہ خراب میں
 مخموریت بہاد کہ خوش مست می روی
 مجھ کو کھار دیتی ہے مستوں کی چڑی
 مے خور بشعر بندہ کہ دل تنگیت بہاد
 پل اور شعر سن کہ ہے تانہ عنم کوئی
 بعد از تو خاک بر سر اسباب وینوی
 سب ڈال خاک میں تو یہ اسباب وینوی
 ساقی مگر و تلینہ سخت افط زباده داد
 ساتی نہ کچھ زیادہ ہی مے دی ہے حافظ
 کاشنہ گشت طرہ ہوستار مولوی
 آشفہ دیکھ کیسی ہے دستار مولوی



بُٹا یا ماگدار ایں کیسہ داری صنم تو اُس سے کیوں بے کینہ رکھتے
کہ حق صحبتِ دیرینہ داری جو حق صحبتِ دیرینہ رکھتے
نصیحت گوش کن کایں دہلے ہ نصیحت میں مری گوہر ہے الہا
ازاں گوہر کہ در گنجینہ داری نہ دُر اُس سا کوئی گنجینہ رکھتے
بفریادِ خمارِ مقلساں رَس تو فریادِ خمارِ مقلساں سن
خدارا گر مئے دوشینہ داری اگر مٹھوڑی مئے دوشینہ رکھتے
دلکین کے نمائی رُخ برنداں ہوتا سب جلوہ کس کو جب ترا رُخ
تو کز خورشید و مہ آئینہ داری مہ و خورشید کا آئینہ رکھتے
ہر رنداں گولے شیخ ہمدار بُرا استاد کہہ رندوں کو زاہد
کہ با حکمِ خدائے کیسہ داری تو کیوں حکمِ خدا سے کیسہ رکھتے
نہی ترسی ز آہ آتشینم دُہلے درویش آہ آتشیں سے
تو دانی خرقتِ پشیمینہ داری تو جبکہ خسہ قد پشیمینہ رکھتے
ندیدم خوشتر از شعر تو حافظہ نہ کیوں تیرے ہوں پاک لٹھ جافلا
بقرآنے کہ اندر سینہ داری ہے قرآن جبکہ تیرا سینہ رکھتے

بیاد بادہ و بازم رملں زر بخوری پلا مشرب کہ کم ہو هجوم ر بخوری
 کہ ہم بیادہ تو اں کر دفع مخوری وہ آبِ ناب کہ جس سے ہو دفع مخوری
 پہنچ و جہ نباشد مزاج مجلس انس نہیں ہے شے کوئی و جہ فروع بزم طرب
 مگر بد نے نگار و شراب انگوری سوائے روئے نگار و شراب انگوری
 ز سحر غم و فتن خویشتن غم و مباح گوشت خیز بہت ناز ہیں ترے لے جاں
 کہ آزمودم و سوئے مذاشت مغوری اگر ہے خوفِ خدا کر نہ اتنی مغوری
 بیک فریب پداوم صلاح خویش از دست تیرے فریب نظر پر نشان ہیں سارے
 دریغ آہنہ زہد و صلاح مستوری جلال و پاکی و زہد و صلاح مستوری
 ادیب چند نصیحت کنی کہ عشق مبارک ادیب کرتا ہے کیوں منع عشق سے ہم کو
 اگر چہ نیت ادب این سخن چہ دستور نہ بات ہے یہ ادب کی نہ ہے یہ دستور
 بعشق زند و بود جان مرد صاحب دل ہے انس جان و دل مردمانِ صاحب دل
 اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری بغیر عشق دل و جان کو ہے معذوری
 رسید دولت وصل و گذشت محنت ہجر ملی وصال کی دولت گیا علم ہجر
 ہزارہ کشور دل باز رہ بمعوری پھر آج کشور دل کی ہوئی ہے معوری
 مہر کے خنواں گفت راز دل حافظ تھا کہیں کو نہ اپنا تو راز دل حافظ
 مگر بد انکہ کشیدہ است محنت دوری سوائے اُن کے ملی جن کو محنت دوری



پدید آمد رسومِ ہوشیاری
ہوں ہے عام رسمِ بے ہوشیاری
تہاں از کس نشانِ آشنائی
نہیں ملت نشانِ آشنائی
برند از مذاقہ پیش ہر خیمے
ہوئے اہل ہنر اتنے ہی دست
کنوں اہل ہنر دست گدائی
کہ پھیلاتے ہیں وہ دست گدائی
کے کو فاضل مت امروز دور ہر
پڑا ہے وقت ایسا عالموں پر
نمی بیند ز غم یکدم ربائی
نہیں ملتی انہیں غم سے ربائی
کے کو جاہل مت اندر تنعم
یہاں عیشیں دامن ہے ہنر کو
متوح اولو ہر دم بہائی
جسے جاہل کو مست ہے بیائی
اگر شاعر بخواند شعر چوں آب
اگر شاعر کہے اشعار ایسے
کہ دل راز و فزاید روشنائی
ملے جن سے دلوں کو روشنائی
نہ خندش جوئے از بخل و امساک
بے بد ذوقِ ذلمتے میں کچھ ایسی
اگر خود فی امثل باشد سائی
نہیں ہوتی کہیں اُس کی سائی
خرد در گوشِ پرشوم دوشِ میگفت
خرد کہتی ہے اب یہ فاضلوں سے
برو صبرے بکن در بینوائی
رہی تم کو نہ گر کوئی رسائی
قناعت را بضاعث ساز و میسوز
جلو تم شمع صورتِ شیر کی ہیں
دریں درو عن در بینوائی
کرو مت شکوہ ہائے بے لوائی
ہیا حافظ بجاں امیں پند مینوش
کہے جو صبر حافظِ مطلق میں
کہ گراز پامبختی بر سر آئی
اُسے پستی میں ملتی ہے بڑائی

ترا کہ ہرچہ مرادست در جہاں داری جو ناز و ناز کی حسن دو جہاں رکھے
 چہ علم ز حالِ من زار و ناتواں داری نہ فکر عاشقِ ناحسب و ناتواں رکھے
 بخوار جان و دل از بندہ و رواں بستاں نہ فرق کرتا ہے آزادی و غلامی میں
 کہ حکم بر سر آژدہاں رواں داری دو اپنے حکم میں جو سب کے قلبِ جان رکھے
 بنوش مے چو سکر و حی لے حریفِ مے ام شرابِ پنی کہ سب کو جی تھے میں ہو جانم
 علی الخصوص وریں دم کہ سرگراں داری علی الخصوص بہت تو ہو سرگراں رکھے
 بیاض و سب سے ترانیت نقش و خوراز آنکہ نگاہ نقش کی حاجت تھے جنیں کوئی
 سوائے از خطِ مشکیں وادار خواں داری سوائے از خطِ سترائے از خواں رکھے
 با اختیار گرت حد ہزار تیر چہارست یہ کیا ستم ہے کہ اک جانِ خستہ اپنے کو
 بقصدِ جان من خستہ و رکماں داری ہزار تیر چہارست کے تری کماں رکھے
 بخش چنانے دقیاں مدام و دلِ غمش دار ہزار جو رو ستم جو رقیب کرتے ہیں
 کہ سہل باشد اگر یارِ مہر داری میں سہل اٹھں پہ جو اک یارِ مہراں رکھے
 وصالِ دست گرت دست میدہد روزے وصالِ مجھ کو میسر ہو تیرا اگر اک دن
 برو کہ ہرچہ مرادست در جہاں داری مدام دل کی مراد میں مری جواں رکھے



چہ ذکر لعل بیت میکنم خسرو گوید یہ کیس لعل لب یار کی ہے شیرینی
حدیث یا شکر ست اینکہ در دہاں داری کہ اسکا ذکر ہی شیریں مرا وہاں رکھے
میاں نزاری و دارم عجب کہ ہر ساعت عجیب بات کہ وہ در میاں حسینوں کے
میاں جمع خواباں کنی میاں دارمی میان دار بہت ہے بنا میاں رکھے
مکن عتاب ازیں سیش جو بردل من نہ کہ عتاب و ستم اس قدر مرے دل پر
بکن ہر آسچہ توان کہ جلے آں دارمی کہ تاب و رنج نہ اسب کچھ یہ ناتواں رکھے
چر گل با من ازیں باغ میبری عافظ خدا نے بھر دیا دامن گلوں سے حب عافظ
چہ علم زمانہ و قریا و باغباں دارمی تو دل میں کس نے پھر نکر باغباں رکھے

جاں قدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی جاں خدا بخشہ پہ کہ تو جان جہاں تو جانی
 ہر کہ شد خاکِ درت دستِ دستِ سرگزانی سر سیرے در پہ کہ کم اس سے بے سرگزانی
 سر سیرے اسیر کوئے تو نیارم بر جانت اٹھ کے کوچے سے ترے کیسے میں جاؤں جانیاں
 کارِ دشوار نگریدیں آسانی کام دشوار ہے ہوتا نہیں با آسانی
 خامِ رطافت پر دانہ پر سوختہ نیست تاب پر دانہ پر سوختہ لاعنہ میں نہیں
 نازکوں را ز سدِ شیوہ جاں انسانی کام نازک کا نہیں شیوہ جاں انسانی
 بے تو آرام گزستن بود از ناکامی تجھ بن آرام سے رہنا ہے بہت ناکامی
 با تو گستاخِ نشستن بود از حیرانی ملنے بے ادبی تیرے بہت نادانی
 فاش کردند رقیبان تو مسر دل من رازِ الفت کو کیا فاش رقیبوں نے مرے
 چند پوشیدہ بماند خبرِ پنهانی کہ چھپائے نہیں چھپتی خبرِ پنهانی
 تا بماند تو شاداب نہالِ قدر تو آنکھ میں میری نگاہیں نہالِ قدر کو
 واجبِ الفت کہ برویدہ ما بشتانی تاکہ شاداب ہے سر و قدرِ لاشانی
 در خمِ زلف تو دیدم دلِ خود را رونے ایک دن دیکھا جو دل اپنا خمِ گیسو میں
 گفتش چوئی در چوئی میری اے زندانی پوچھا کس حالِ قفس میں ہے تو اے زندانی
 گفت آئے چو کنی گزیری رشکِ بمن بولا اب رشکِ بہت لوگ کریں مجھ پر
 ہر گدازِ نبود مرتبہ سلطان بے فقیری میں مجھے مرتبہ سلطان
 راستی حد تو مافظِ نبود صحبتِ ما صحبتِ یادِ میسر نہیں گر اے حفاظ
 بس اگر بر سر ایں کوئے کنی سگبانی جاوہرِ یارِ پنا اور کر تو وہاں سگبانی



چوں در جہانِ غریبِ امروز کامگاری جیسے جب جہانِ خواب میں تجھے کو نامداری
 شاید کہ عاشقانِ داکا سے زلبِ برآری کر عاشقوں کی اپنے ہونٹوں سے کامگاری
 باعشقانِ بیدلِ ناچند ناز و عشوہ باعشقانِ بیدل یکے یہ ناز و عشوہ
 بر بیدلانِ مسکین تاکے جفا و خواری بر بیدلانِ مسکین کب تک جفا و خواری
 تا چند پھر پشتِ در عینِ ناتوانی خوابیدہ آنکھ کب تک لڑے گی ناتوانی
 تا چند پھر زلفتِ در تاب و بیقراری زلفتِ سیاہ کب تک کٹھے گی بے قراری
 جو رہے کہ از تو دیدم در سے کہ از تو بروم جو رو ستم میں تیرے درد و الم بہت ہیں
 گر مشورہ بدانی شاید کہ رحمتِ آری اگر کبھی تو ظالم کو میری غمگداری
 از بادۂ وصالِ گر جرحِ ہوشم گر بادۂ لبابِ کاہل جائے ایک ہر دم
 تازندہ ام نور زم آئینِ ہوشیاری مٹ جائے جان و دل سے آئینِ ہوشیاری
 در ہجر ماندہ بودم باو صبار سانید فرقت کی ناامیدی میں باغِ وصل سے اک
 از بوستانِ وصلت بوئے امیدواری لایِ صبا سحر دم بوئے امیدواری
 دوکانِ عاشقِ را بسیار مایہ باید بازارِ عاشقی میں سہ مایہ عاشقوں کا
 دلہائے ہیچو آتشِ چشمانِ دوباری دلہائے آتشین و چشمانِ اشکباری

گرچہ بہتے و صلت در حشر زندہ گردم گرچہ کرے گی محشر میں پوسے وصل زندہ
 سر بر نیارم از خاک از دشنے شرمساری اُسٹھنے مجھے نہ دے گا یہ ہار شرمساری
 مانندہ ایم و عابد تو خواجہ و قادر بندہ میں تیرا عاجز، تو خواجہ اور قادر
 گرمی کشی بزدل، گرمی کشی بزاری جال بستے یا قسَم جال یوسے یا بزاری
 آخر تر جتے کن بر حال زارِ حافظ کہ حال زارِ حافظ پہ رحم تو خدار
 تا چند تا امید می تا چند خاکساری کب تک یہ نا امید می کب تک یہ خاکساری



چہرہ بولے اردو دل آں ماہ مہرباں بولے
 اگر دو ماہ ذرا سا بھی مہرباں ہوتا
 کہ کار سارہ چنیں بولے ارچناں بولے
 بڑا نہ اتنا کبھی حسال عاشق ہوتا
 بجھتے کہ چہرہ زدنیم طرہ دوست
 ہزار جانیں ہر اک دو گھٹے میں گر ہوتی
 گرم بہر سہرہ موئے ہزار جاں بولے
 ذلے گیسوئے جاناں ہزار جہاں ہوتا
 رات خوشدلی ماچہ کم شدے یارہا
 کس زمانے کی عشرت میں کچھ نہ ہو جاتی
 گردش نشانہاں از دیدہ زماں بولے
 اگر ذرا سا املاں ہم کو یک زماں ہوتا
 گرم زمانہ سرا فراز دلشہ و عزیز
 سر پر عزت ہم آں خاک آستان بولے
 خیال اگر نشدے سدا دیدہ من
 ہزار چشمہ ہر گوشہ رواں بولے
 کسے بکسے ویم کاشکے نشانہاں دانی
 جو عند لیب کو متا نشانہاں کسے بتاں
 کہ آفرانے از باغ و بوستان بولے
 نہ اس کو منکر گل و شاخ و بوستان ہوتا
 بر رخ جو مہر فلک بے نظیر آفاق ست
 بزل دروغ کہ یک ذرہ مہرباں بولے
 زپردہ کاش بڑوں آئے جو قطرہ اشک
 کہ برود دیدہ ما حکم اور واں بولے
 اگر نہ دائرہ عشق راہ بریستے
 چو نقطہ حلقہ بیدل در آئیناں بولے
 گرا تخی راہ میں ہوتیں نہ بند شیں حافظ
 تو تو بھی حلقہ الفت کے درمیاں ہوتا

خوش کرو یاوری فلکت روزِ داوری حق نے کیا ہے کتنا کرم روزِ داوری
 تا شکر چوں کنی و چہ شکرانہ آوری یکسے کروں میں اُس کا ادا شکرِ پاوری
 در کئے عشقِ شکرِ شایِ منی خیزد بے ہج کوئے عشق میں شانِ شبنمی
 اقرار ہے بندگی کن و دعوائے چاکری اقرارِ بندگی کرو، دعوائے چاکری
 آنکس کہ افتادِ خدائش گرفت دست افتادگی پہ آتا ہے اللہ کو بھی رحم
 پس بر تو باد تا عمِ افتادگاں خوری افتادگاں کی تم پہ بھی لازم ہے یادری
 ساقی بھر دو گالی عیش از درم در آئی لا حژوہ بختِ امثال سے ختم مرے
 تا یکدم از دمِ عینِ دنیا بدر بری ساقی ہوتا کہ پیش تری شانِ دلبری
 در شاہراہِ حباہ و بزرگی خطرِ بے ست بے شاہراہِ حباہ و بزرگی خطرِ بے ست
 آں بر کزیں گروہ سبکدازی بگذری عاشق گزرتے راہ سے میں با سبک سری
 سلطان و فکرِ لشکر و سودائے تاج و گنج سلطان کو فکرِ لشکر و سودائے انصاری
 درویش و ابنِ خاطر و کینے قلندرِ ی صوفی کو امنِ خاطر و کینے قلندرِ ی
 نیلِ مراد پر حسبِ فکر و ہمت ست ملحق ہے حسبِ جرأت و ہمت مرادیاں
 از شاہِ تندرِ خمیس روزِ تو بینِ پاوری شاہوں سے تندرِ خمیرِ نصیبے کی پاوری



گر بر حسابِ روزِ جزا منقطع شوی
ہو گا حسابِ حشر میں دینار میں کو
ور دیشی اختیار کنی بر تو نگری
کر فقر و عجز، کر نہ ہوائے تو نگری
یک حرفِ صوفیانہ بگویم اجازت است
من حرفِ صوفیانہ کہ اس میں نجات ہے
از نور دیند و صلح بہ از جنگ و دلدوری
صلح و محاسبے اچھی نہیں جنگ و دلدوری
حافظِ عبادِ فقر و قناعت زرخ مشوی
حافظ نہ خاکِ فقر و قناعت جبیں نہ ہو
کایں خاکِ بہتر از عمل کیسیا گری
دیکھ اس عباد میں ہے بہت کیسیا گری

در ہمد ویرِ خال نیست چو من شیدائے ہے نہیں دیرِ مغال میں کوئی بٹھکے ساشیدائے
 خرقہ جائے گرد و باد و دفتر جائے خرقہ ایک جا گرد و باد و دفتر اک جا
 دل کہ آئینہ مشابہی ست غبارے ڈالے ہوا آلود جو آئینہ مشابہی دل کا
 از خدائی جہنم صحبت روشن دلے اس کو پھر جذبہ الفت سے خدا یا چمکا
 کردہ ام تو بیدستِ ضمیمہ باد و فروش وعدہ کرتا ہوں پیوں گا نہ سمجھی لے ساقی
 کہ در گیسو نہ خود ہے رخ بزم آرائے دیکھہ بن تیرا رخ روشن محفل آرا
 جو شب بایستہ ام از دیدہ بداماں کو گر کی جوئے اشکِ دہاں چشم بداماں میں نے
 در کنارم بقشاشند سہمی بالائے کہ لگے اس کے کنارے ترا مسرو بالائے
 سیرا میں تکتہ مگر شمع بر آرد بزیں راز آجائے مجھیں شمع کے لب پر شاید
 در نہ پروانہ نداد و سخن پر دلے ورنہ پروانے کو بالکل بھی نہیں ہے پڑا
 کشتی باد و بیاور کہ مرلے رخ دوست لاؤ ایک کشتی باد و کہ بدوں یاد کیا
 گشتہ ہر گوشہ چشم از غمِ دل دریائے دل غمگیں نے ہر اک گوشہ دیدہ دیا
 سخن غیر مگو با من معشوقہ پرست رکھتا ہوں گوشہ دل میں کہ ہوں معشوقہ پرست
 گزشتے و جامِ میہ نیست بکس پڑائے جام و جاناں کے سوا اور نہ کوئی پروا
 ز گس ارفاف نہ وہ شہود چشم تو مرغ چشم ز گس کو نہ ہو سکتا تکبر اتنا
 نہ رود اہل نظر از پئے تابنائے دیکھ سکتی وہ تری آنکھ اگر نابینا



عہدِ کرم کہ دگر خونِ دلِ خود بخود م
عہدِ میرا ہے، بیوں گانہ کبھی خونِ جگر
مگر از دستِ حریفِ صنیعِ رعنائے
کیا کروں دیوے اگر بُت وہ بہت رعنائے
بہم شبِ گریہ کنایں بردِ مینخانہ در آئی
رات کو روتا ہوا آ در مینخانہ پر
مادہ پادِ صبا مژدہ بنگاہِ پائے
تا کہ دے لاکے تجھے خاکِ درِ بارِ صبا
ایں صمیمِ چہ خوش آمد کہ سحرِ گری گشت
سخنِ اچھا تھا سنا تا تھا بہیں گاکر جو
بر درِ میکدہ پادِ ورنے ترسائے
بارِ ورنے در مینخانہ پر طفلِ ترسا
گر سنانی ازین ست کہ حافظہ دارد
باتِ زاہد کی سمجھ میں نہیں آئی حافظہ
آہ اگر ازینے امروز بود فردائے
کہ ہے اس کے لئے امروز سے پہلے فردا

دیدم بختِ بدوش کہ ماہے برآمدے اک ماہ رات خواب میں یوں جلوہ گر ہوا
 کہ حکیم بٹے اور شبِ بھراں سرآمدے افروزِ تارِ بھسم میں نورِ سحر ہوا
 تعمیرِ رختِ یارِ سفر کردہ مسیرِ سد آیا ہے میرا یارِ سفر کردہ لاسٹ کر
 لے کاش ہرچہ زود تر از دردِ آمدے آباد اُس کے دم سے دگر میرا گھر ہوا
 فیضِ ازل بزورِ وزرِ آمدے بدست زود وزرِ سکندری سب پیچ ہیں مگر
 آبِ شہرِ نصیبِ اسکندر آمدے دریا برب کے فیض سے آبِ شہر ہوا
 اُس عہدِ یاد باد کہ از بام و درِ مرا وہ دن بھی تھے کہ لائے تھا پیغامِ راتِ شان
 ہر دم پیغامِ یار و خطرِ دلیر آمدے نایاب اب وہ در پہ مرے نامہ بر ہوا
 اُن کو ترابِ سنگالی گشتِ رہنوں سکاٹائی تجھ کو سنگلی جو رقیبوں نے
 لے کاشکے کہ پاشِ بر سنگے برآمدے مجروح اُن کا سنگ سے پھر کیوں نہ سر ہوا
 کے یافتے رقیب تو چنداں مجالِ قلم ہوتی مجالِ ظلم نہ اتنی رقیب کو
 مظلومے ارشے بدرد اور آمدے ہوتا کھٹا ترا درد اور اگر ہوا
 خامانِ رہِ زلفِ چہ دانند ذوقِ عشق خامانِ رہِ زلفِ کو کیا کام عشق سے
 دریا و لے بجوئی دلیرے سرآمدے دریا دل و دلیرے یہ قلعہ سر ہوا



چاہتا نشاندار کر دے آں دلتواذرا
جائیں نشاندار کی ہیں ادا پر ہستار ہا
گر پیمو روح جلوہ کنں در بر آمدے
دو دلتواذ جب بھی کبھی جلوہ گر ہوا
ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من
ذکرش بخیر ساقی فرخندہ فال من
کر در تمام بات سحر و سحر آمدے
جس کے گرم سے جسم مرے مگر ہوا
خوش رہے از خواب دیدے دیار خویش
دیکھے میں جب سے یار وطن اپنے خواب میں
نایاب صحبتیں سوئے مانا میر آمدے
ہر راستے میں خواب مراد راہ میر ہوا
گردیگرے بشیوہ حافظہ ز دے رقم
مقبول طبع شاعر سخن سنج ہو گیا
مقبول طبع شاعر سخن پردہ آمدے
شعر دگر بہ شیوہ حافظہ اگر ہوا

روزگار است کہ مدارا نگراں میداری کبھی دست سے تو ہم کو نگراں رکھتا ہے
 مخلصاں دانہ بوضع دگراں میداری مخلصوں کو بھی بوضع دگراں رکھتا ہے
 گوشہ چشم نہائے بہشت باز نشد گوشہ چشم رضا مند سے دیکھے نہ ہمیں
 این چنین عزت صاحب نظران میداری کیا عجب عزت صاحب نظران رکھتا ہے
 نہ گل از دایع غمت دست و پیل دایغ گل و پیل کو ہول رنج سے نصرت نہ بھی
 ہمد الغرہ زناں جامہ دران میداری ان کو تو لغرہ زناں جامہ دران رکھتا ہے
 پدید تخریب آخر توئی لے دل نہ چہ روی تخریب کار تو آتا ہے مرے دل اسیکن
 طبع مہر و وفائیں پسراں میداری خواہش دوستی بادشمن جہاں رکھتا ہے
 گرچہ رندی و خرابی گنہ ما ستوے ہم میں رندی و خرابی کے گنہگار مگر
 عاشقے گفت کہ مارا تو برآں میداری تو جس بے چین ہمارے دل و جاں رکھتا ہے
 جوہر جام جم از کان جہان در گشت تو ہر ساغر جم دنیا میں ناپید ہے اور
 تو متنازع گل کوزہ گراں میداری تو توقع بہ گل کوزہ گراں رکھتا ہے
 کیسے سیم و زنت نیک بیایہ سپر و است حاجت سیم و زنت نقد نہیں ہے دل کو
 زیں تناک تو از سیم براں میداری وہ تو بس اک جوں سیم تناک رکھتا ہے
 لے کہ درد دایع ملق طبعی ذوق حضور چاہتا دایع ملق سے ہے جو عشق خدا
 چشم میرے عجیب از بے بصران میداری وہ امید بصر از بے بصران رکھتا ہے



پتوں توئی نرگس باغ نظر اے چشم و چراغ
نرگس باغ نظر چشم و چراغ جہاں تو
مسر حیا بر من دل خستہ گراں میداری
سرد دل خستہ سے کیوں میرے گراں رکھتا ہے
دین و دل رفت و آست نئی آم گفت
ہم ہیں بے دین مگر کیسے کہیں یہ تو بھی
کہ من موختہ دل دالتو بر آں میداری
دین سے دور دل سوختگان رکھتا ہے
تا صبا برگ و بل و برق حسن تو خواند
قصہ حسن ترا جب سے صبا لانی ہے
ہمدرا شیفہ ڈول نگر آں میداری
سب کو یہ شیفہ و دل نگر آں رکھتا ہے
ساعت آں بہ کہ پوشی ہو تو از بہر نگار
نہ چھپا خلق سے جو اپنی کلائی پر تو
دست در خون دل پر ہنراں میداری
نقش خون جگر پر ہنراں رکھتا ہے
گمہ راں نہ ز سلامت بسلامت حافظ
تجھ کو جو کچھ میں ملے جان غنیمت حافظ
چہ توقع ز جہان گذراں میداری
کچھ حقیقت نہ جہان گذراں رکھتا ہے

زیں خوش رقم کہ بر گل رخسار میکشی نقش و نگار بر گل رخسار کھینچ کر
 خط بر صحیفہ گل و گلزار میکشی دل کو سرے بشاد یا گلزار کھینچ کر
 اشک حرم نشین نہا سخا نہ مرا اشک حرم نشین جو پس پردہ ہیں مرے
 ز آنسوئے بہت پردہ بہ بازو میکشی لانا ہے وہ انہیں سر بازار کھینچ کر
 ہر دم بیا و آں لب میگون و چشم مست اک یا چشم مست و لب لعل بر مثال
 از خلوتم بخاند خستار میکشی لائی مجھے بخاند خستار کھینچ کر
 گنتی میر تو بست بستر اک ماسزد قابل نہیں ہے سر مرا فقر اک کے مگر
 سہلست اگر تو زحمت این بار میکشی صیاد لے کے جلنے ہے یہ بار کھینچ کر
 با چشم دارشے تو چہ تدبیر دل ستم کیا حفظ دل کروں ترے ابرو چشم سے
 وہ زیں کماں کہ برسبر بہار میکشی رکھے کماں ہے برسبر بہار کھینچ کر
 باز آ کہ چشم بد ز رخت دور می کنم اسے تازہ گل امیں چشم جس کے تھے بجاؤں
 اسے تازہ گل کہ دامن لاریں خار میکشی دامن اگر نہ پکڑے مرا خار کھینچ کر
 حافظہ دگر چہ می طلبی از نعیم دہر و بکھو بے مست حاضری شیراز کس طرح
 مے می چیشی و طرہ دلدار میکشی پتیا ہے مے وہ گیسوئے دلدار کھینچ کر



سحر بادی گفتم حدیث آرزو مندی
صبا سے صبح کرتا تھا میں ذکر آرزو مندی
خطاب آمد کہ واقع شوبالطاف خداوندی
صد آں بھروسہ کر برالطاف خداوندی
قلم را از زبان نبود کہ ستر عشق گوید باز
زبان کلمت سے کیسے بیان را نثر دل ہووے
دل سے حد تقریب مست شرح آرزو مندی
حد تقریر سے بیروں ہے شرح آرزو مندی
دل اندر زلف لیلی بندو کار عشق مجنون کن
الہ گیسوئے لیلی میں کہ کار و بار الفت میں
کہ عاشق را زبان داد و مقالات خرد مندی
زبان دیتے ہیں مجنوں کو خیالات خرد مندی
الہ ایوسف مصری کہ کردت سلطنت مغرور
غزور اتنا حکومت پر نہ کر لے یوسف مصری
پند را باز پرس آخر کہا شد مہر فرزندگی
تو سمجھو لا پاپ کو اپنے ہوا کیا مہر فرزندگی
بسوز غمزدہ فراق و داغ بخشی و درواغ کنز
بہر سحر غمزدہ جاناں ہے درد دل بھی دہاں بھی
بچوین زلف مشک افشاں آرزو مندی و لبندگی
پر چین زلف مشکیں ہیں دلاویزی و دلبندگی
ہمائے چو نتو عالی قدر و مہر استخوان تکی
جہائے عال شاں تیرا یہ ذوق استخوان کیسا
در یغ ایں سایہ دولت کہ بر ما اہل انگندی
جو کی ہے سایہ الفت کناہلوں سے پونہ کی
دریں بازار اگر سود مست باد ویش خرد مست
خدا یا انکم گرداں پدر ویشی و خرد مندی
خدا یا اے مجھے بھی طور ویشی و خرد مندی

جہان پیرِ دلائلِ اقربوت ارجیت نیست نہیں کرنا مروت اس جہان پیر کا شیوہ
 ز مہر او چرمی خواہی دروہیت چرمی بندی محبت میں چھپے ہیں ان کی صد بیدار و بیدری
 دعاے صبح و شام تو کلیدِ گنجِ مستحسوت دعا شام و صبح کر رہے ہیں کنجِ خزانہ کی
 بایں راہ و روش میر و کہ بادلِ اہیوندی کہ اس راہ و روش میں یار کی ملتی ہے پیوندی
 بخواب دل نہ دگر ہیں آں بیو غایبہا نہ دے دل ان حسینوں کو کبھی اور دیکھ کر کیسے
 کہ باقی زبانِ گردِ مکارانِ اُلوندی برقع بے رخی کاٹے ہیں رشتہ ہلے دہندی
 ز شعرِ حافظِ شیراز میگویند و میرِ قسند کلامِ حافظِ شیراز سن کر قس کر تے ہیں
 سیدِ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی سیدِ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی



سحر گرہ ہر وہ در سمرزد چمنے بہم صوفی تھے دواک سمرزد میں
بہیں گفت ایرا معنایا قریبے کہا اک نے یہ گوش دم قریں میں
کہ لے صوفی شرب آنگہ بود صفا کہ لے صوفی ارہے سینے کے اندر
کہ در شیشہ ہما نذر یعنی تو مے ہوتی ہے صاف اک الہیں میں
گر انگشت سلیمانی نباشد نہ انگشت سلیمانی رہی جب
چہ خاصیت وہ نقش نگینے رہے کیا خاصیت نقش نگین میں
خدا ز آں خرقہ بے زارست مہربا چہ اس خرقے سے ہزار می خدا کو
کہ صد بہت باشدش در آستینے ہزاروں بہت ہوں جس کی آستین میں
درد نہایت درد شدہ باشد کہ از غیب چہ اربع عشق روشن کر خدایا
چہ اربعے پر کند خلوت نشینے اذھیرا ہے دل خلوت نشین میں
مروت گرچہ نام بے نشانست مروت یوں زمانے میں ہے عفت
نیازے عرضہ کن پر نیاز نیٹے ہو جیسے عاجزی ایک ناز میں
ثوابت باشد اے دارلے خرمن بھر اس کا دامن لے دارلے خرمن
اگر رحمت کسی بر خوشہ چمنے بہت ہے جے نواں خوشہ چمن میں
نمی جنم نشاط و عیش در کس نڈل میں امنائے تسکین جاں میں
تے در میان اس کے درویشے نہ ہے دیں قلب میں نئے قلب میں

اگرچہ رسم خواباں تند خوئی ست ہے گرچہ رسم خواباں تند خوئی
 چہ باشد گر بسازی با سینے نہ تاب اب کچھ رتی قلبِ حرم میں
 در میخانه بکشان تا پیرسم در میخانه کھل جائے تو دیکھوں
 مآلِ حالِ خود از پیشِ بیٹے مآلِ حالِ جامِ پیشِ ہیں میں
 نہ ہمت را امید سر بلند یست نہیں دل کو امید سر بلند ی
 نہ دعوت را کلید آہِ سینے دعا بے بس ہے قیدِ آہِ نہیں میں
 نہ حافظ را حضورِ درسِ قرآن نہ حافظ کو شعورِ درسِ قرآن
 نہ دانش مند را علمِ یقینے نہ عالم کو یقینِ علمِ ایشیں میں



سحر مہمان بدولت خواہی یوں یوں یوں مہمان بدولت خواہی
 گفت باز آئی کہ دریند ایں درگاہی آ کہ ہے تیرے لئے باز در درگاہی
 ہجو جم جرعتے کش کہ زمیں ملکوت بادہ جمشید کے مانند پیے جو اس کو
 پر تو جام جہاں میں دہت آگاہی پر تو جام جہاں میں سے جو آگاہی
 باگدایان درمیکہ لے سالک راہ با ادب آؤ درمیکہ پر لے سالک راہ
 با ادب باش اگر سر خد آگاہی راز حق کی تمہیں مقصود ہو گر آگاہی
 پردہ میکہ زندان قلندر با شہد ایسے رہ ان قلندر بھی ہیں بیخلفہ میں
 کہ متا شد و رہند افسر شاہنشاہی کبھی لیتے کبھی دیتے ہیں دو شاہنشاہی
 شست زبر و سر و بر تارک ہشت اختر پائے سر ہے پتھر پہ مگر پاؤں کے نیچے اختر
 دست قدرت نگر منصب صاحب جاہی ایسا کہ زند کا ہے منصب صاحب جاہی
 اُرت سلطنت فقر یہ بخشد اے دل بخشش سلطنت فقر طے کر اے دل
 کتریں ملک تو از ماہ بود تا ماہی بر تر اس سے نہ جہاں میں کوئی ملک شاہی
 قطع ایں مرحلہ بے ہمراہی خطر ممکن ہو گا یہ مرحلہ بے ہمراہی خطر نہ ملے
 فلکات ست قبرس از خطر گراہی راہ اندھیری ہے بہت ہے خطر گراہی

سرِ ماؤ در میخانہ کہ طرفِ پامش
 ہر فلک بر شدہ دیوار بایں کوتاہی
 تو در فقر ندانی زدن از دست مدد
 مسندِ خواجگی و مجلسِ توراں شاہی
 دیوے دستک جو در فقر پہ تو اس کو مٹے
 مسندِ خواجگی و مجلسِ توراں شاہی
 آسہِ حیران کی جو یابی میں اے اسکنڈ
 کام آتے نہیں بلکہ شوکت و شان شاہی
 اے گدایانِ ترا عارِ نہشت ہنشاہی
 ہمہ کس را تو وہی منصبِ صاحب شاہی
 حافظِ خام طمع شرعے از بس نصہ دار
 حافظِ خام طمع نے نہ کیا ٹھیک کوئی
 عملتِ حیرت کہ مزدِ دوش در جاں غمی آہی
 کام دنیا میں مگر مزدِ دو عالم چاہی



سلامے چو بوئے خوش آشنائی سلام ایک مثل بوئے آشنائی
بدان مردم دیدہ و روشنائی تجھے مردم دیدہ و روشنائی
نمی بینم از ہمدماں هیچ برجا ہوا خون دل کا پیلا ساقیائے
دلہم خوں شد از عتد ساقی کجائی رہی ہمدنوں میں مذا ب آشنائی
ز کئے مغان رو مگرداں کہ آسجا بہ کئے مغان ہلاکے دیکھو کہ کیسے
فرود شد مفتاح مشکل کشائی وہ بیسے نہ مفتاح مشکل کشائی
عرو کیا جہاں گرچہ در حسن ست عرو بس جہاں گرچہ بے حد حصیں ہے
نصد می برد شیوہ بیوفائی ہے بے انت اُس کی مگر بے وفائی
مئے صوفی انگن کجائی مزد شند مئے صوفی انگن کہیں سے خرید
کہ در تالم از دست زہر ریائی نہیں ہم میں اب تالم نہ ریائی
رفقاں چناں عہد صحبت شکستند رفیقوں نے توڑا ہے یوں عہد صحبت
کہ کوئی خود دست خود آشنائی کبھی جیسے ہم سے نہ بقی آشنائی
مرا اگر تو یگداری بے نفس ظمع نکل جانے لالچ اگر میرے دل سے
بے بادشاہی کنم در گدائی کروں میں شہنشاہی اندر گدائی

بیا موزمت کیسے سعادت	لے مجھ کو اک کیسیاے سعادت
زہم صحبت بد حسبِ دلِ جدائی	جو ہو صحبتِ بد سے میری جدائی
دروے چو نورِ دلِ پارسیاں	دعا شل نورِ دلِ پارسیاں
بداں شمعِ خلوتِ گہِ پارسیائی	تھے شمعِ خلوتِ گہِ پارسیائی
دلِ خستہ من گرشس ہتے نیست	ہے مجروح و خستہ اگر چہ مرے دل!
سخواہد ز سنگیں دلاں مومیائی	تو سنگیں دلوں سے نہ لے مومیائی
مکن حافظ از جوہرِ گردوں شکایت	شکایت نہ کر جوہرِ گردوں کی حافظ
چہ دانی تو لے بندہ کارِ خداں	تو بت دے جانے نہ کارِ خداں



سینہ بالا مال درد مست لے در یغا مرہے
 دل ز تنہائی بجائ آئند خدا را ہمدے
 بیش ہے تنہائی یا دب نے مجھے ہمد م کوئی
 بوئے زلف ترک شیرازی ہے لائی یوں صبا
 لایا جنت سے ہو جیسے خور یوں کا دم کوئی
 آسمان گرم رو دیتا ہے آسائش کے
 ساقیا لا جا ہم نے آرام دے یکدم کوئی
 سن کے حالی عشق میرا عقل حیراں ہو گئی
 تھی سنی اس نے نہ ایسی داستانِ علم کوئی
 عاشق شمع چگل جلتا ہے چاو صبر میں
 کاش اس کی قید کس سن لے خبر رستم کوئی
 اسن و آسائش طریق عشق بازی میں نہیں
 زخم دل کے واسطے مت مانگئے مرہم کوئی
 خام و خود ہیں کو نہیں کچھ راہ کوئے عشق میں
 کر سکا جز راہروٹے پر نہ راو غنم کوئی
 خاک را آدم کوئی ملتا ہی عالم میں نہیں
 عالم دیگر بسنے اک نیا آدم کوئی
 دریا قطر وہ ہے یہ ملانا پیش استغنا گر
 گر بہ حلقہ ہے طوفان یہ نہیں غنیم کوئی
 سیرِ خاطر بدایاں ترکِ سحر قندی دہیم
 کز نیش بوئے زلفِ خوریاں آید ہے
 چشم آسائش کہ دارد زیں پہر گرم رو
 ساقیا جاسے بیاورد تا میا سائیم دے
 زیر کے را گفتم ایں احوال خود خندید گفت
 صعب کائے بو العجب تھے پریشاں حالے
 سو ختم در چاو صبر از بہر آں شمع چگل
 شاو ترکاں غافل مت از حال ماکور ستے
 در طریق عشق بازی ایں آسائش خطا مت
 ریش باد آدل کہ بادرو تو جوید مرہمے
 اہل کام و ناز را در کوئے رنداں اونیست
 در جہرے باید جہاں سوئے نہ خانے بلے غے
 آدم خاکی بدیں عالم فی آید بدست
 حالے دیگر بیاید ساخت از نو آدمے
 گر بہ حافظہ چہ ساز و بیش استغنائے دوست
 کا ندر میں طوفاں تلایہ بخت دریا شبنے

صبا تو نگہبست آں زلفت مشکبہ داری صبا جو کلمہست گیسوئے مشکبہ رکھتے
 بیاد گلزار بستان کی کہ بوئے او داری جوان ہر دلی عساق میں آرزو رکھتے
 دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق دروست یہ دل جو ہے مرا اسرار حسن و عشق سے پر
 لہاں پرست تو دامن گردش شکوہ داری بشوق دوس میں جو محفوظ اس کو تو رکھتے
 در آں شاہل ملبوس و سج نتواں گفت ہے خود تو اتنا خوش اخلاق دوست میرا
 جزایں قدر کہ رقیبان تنہ خود داری معاملہ بر رقیبان تنہ خود رکھتے
 قبائے حسن فروشی ترا بزمید و بس قبائے حسن فروشی تجھی پہ سمجھتی ہے
 کہ ہجو گل ہمہ آئین رنگ و بوداری تو مثل گل بہت آئین رنگے ہو رکھتے
 زمانہ گر ہمہ مشکبہ خستن و بد برباد نہیں ہے مجھ کو کوئی جھوٹے مشکبہ ختن
 ندائے تو کہ خط و خال مشکبہ داری لہذا میں تجھ پہ کہ تو خال مشکبہ رکھتے
 دم از ممالک غولی چو آفتاب زدن چمک ستاروں میں ہے آفتاب کی غوسے
 قرا سزد کہ عنایان ماہر و داری ہو خوب تو جو عنایان ماہر رکھتے
 بسر کشی خود کے سرو چو مبار مناز وہ تازہ دیکھے متبہ یاد کا چمن میں اگر
 کہ گر باور سی از شرم سر فرو داری غرور ایسا نہ سرو کنار جو رکھتے



دعا بھی دوں تو وہ کہتا ہے کون تو کیا تو
کہ کیسی تو وہاں چہ گفتگو داری
نوائے بلبلت اے گل کجا پسند افتد
کہ گوش ہوش بہرعت ان ہرزہ گو داری
ز جہنم تو سرم مست گشت و نوشت بار
خود از کدام تخت اینکہ در سجود داری
ہکچہ مدد رحمت فقط یوئی گو ہر عشق
قدم ہوں نہ اگر سیل جستجو داری
دعا بھی دوں تو وہ کہتا ہے کون تو کیا تو
کہ کیسی تو وہاں چہ گفتگو داری
نوائے بلبلت اے گل کجا پسند افتد
کہ گوش ہوش بہرعت ان ہرزہ گو داری
ز جہنم تو سرم مست گشت و نوشت بار
خود از کدام تخت اینکہ در سجود داری
ہکچہ مدد رحمت فقط یوئی گو ہر عشق
قدم ہوں نہ اگر سیل جستجو داری

لطیف ہستی عشق نہ آدمی دہری
 ارادتے نہ ماسعادے ہری
 لطیف ہستی الفت ہیں آدمی دہری
 ہے عرض حسن ارادت سعادوں سے بھری
 چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی
 کیا جام جم نہ ہو سو وقت بے بھری
 نہ مانگ وصل اگر تو نہیں ہے الہ نظر
 نہ جام جم سے لے کچھ اگر ہو بے بھری
 مئے صبح و شکر خواب صبح و دم کب تک
 کر آؤ نیم شبی کیسے چالہ سحری
 بھونے زلف و رخت میر و ندوی آنید
 صبا بیا نیہ سال و گل بجلوہ گری
 جسک ہے باو بادی میں تیری زلفوں سے
 سکھائی چہرے نے تیرے گلوں کو جلوہ گری
 بکوش خواجہ کو از عشق بے نصیب باش
 کہ بندہ را سخن کس پر عیب بے ہنری
 بیا و سلطنت از ما بجز ہمایہ حسن
 از میں معاملہ غافل مشو کہ حیف ثوری
 خریدی اس نے ہے اک آنکھ کے اشک سے
 بکی ہے ہستی بہت میرے دل کی تاجوری
 دعائے گوشہ نشیناں ہلا بگرداند
 چرا بہ گوشہ چشمے بس امنی نگری
 بیک نگاہ کرے دُور سب بلائیں تو
 اسے کاش مجھ پہ بھی ہو ایک دن کرم فخری
 مرا از میں قلمات آنکھ ز جمال کرد
 دے لے نیم شبی بود و گریہ سحری
 ہیں رہتا مری تدبیک زندگان میں
 دے لے نیم شبی آؤ و گریہ سحری



زہجرو وصل تودہ حیرتم چہ چار و گنم	وصال و ہجر کا قصہ بہت ہے عجیبہ
نہ در برابر چشمی نہ غایب از نظری	نہ آنکھ کے وہ مقابل نہ غائب نظری
طریق عشق طریقے عجیب نظرناک است	طریق عشق ہے طور عجیب کچھ ایسا
نعوذ باللہ اگر وہ سامنے نہری	کبھی وہ راحت دل ہے کبھی وہ درد مری
ہزار جان گرامی بسخت ذیں غیرت	جلایا جان گرامی کور شک و غیرت نے
کہ ہر صباح و مباح مہلک دگری	ہے جب سے یار بنا شمع مہلک دگری
چو ہر خبر کہ شنیدم ہے بھرت داشت	خبر جو ملتی ہے ساقی بیری ہی ملتی ہے
ازیں سپس بن و ساقی و شمع بے خبری	دے مجھ کو باد و گلاب و وضع بے خبری
کلاو سرودیت کج مباد برسم حسن	کلاو سرودی گرج ہو حسن کے سر پر
کہ زیب تخت و سزا دار تخت من مری	ہے زیب تخت و سزا دار تخت تاج سری
پر نمی بہت حافظ اسید ہمت کہ باز	بیان ایسا ہے حافظ ترا کہ سلی ای
اے ای اسامہ نسکامی کیلئے العمر	سنے ہے قصہ مجنوں بر سیلہ القمر

گفتہ ظائق کہ توں یوسف ثانی کہتا ہے زمانہ کہ ہے تو یوسف ثانی
پہل نیک پریدم بحقیقت یہ اتانی ہوتا ہے مگر دیکھ کے یوسف تجھے پانی
درعین تو ام شہرہ چو فرہاد و عجبیت مشہور اگر میں ہوا فرہاد کے مانند
اے خسرو خواباں کہ تو شیرین زمان وہ خسرو خواباں بھی ہے شیرین زمان
تشیہر و ہانت متوالاں کردہ غنچہ تشیل دہن کی ترے کیسے ہو کلی سے
ہرگز نبود غنچہ بایں تنگ دانی تجھ سی نہ کسی غنچے میں ہے تنگ دانی
صد بار گفتی کہ دہم ز آں دہنت کام وعدہ کیا سو بار دیا بوسہ نہ لیکن
چوں سو سن آزاد چہرا جملہ زبانی سو سن کی طرح تجھ کو بھی ہے جملہ زبانی
گفتی کہ دہم کامت و جانست بستام جان مانگے عیوض وصل کے لیکن مجھے ہے
ترسم نہ ای کام و جانم بستانی جاں بھر میں لگاؤ مری جان جہانی
چشم تو خدنگ از سپر جاں گذرانید اس دل کے ہوا پار سپر حیر کے ناوک
بیاد کہ دیدہ است بایں سخت کامانی کیا دیدہ بیمار کی ہے سخت کامانی
درد او تو عاشقی جو قلم کرد ز سر پائے بل سر کے چلا شکل قلم راہ وفا پر
چوں نامہ چراغ کش از لطف سخاوی پرست در کبھی نامہ عاشق کی نہ جانی



چوں اشک بیند ازیش از دیدہ مردم جب تو نے بہاں ہے نظر ابھی کس سے
آں را کہ دے از نظر خویش برانی بس دیدہ مردم سے گرا ہو کے وہ پانی
گر سر و بماند از قد و رخسار تو بر پائے ہر سر و چہن شرم سے گر بجائے نہیں میں
بخرام کہ از سر و گنہ شقی بروانی دیکھے وہ اگر تیری خیرامی و روانی
حافظ بیجا از تو شکایت نماید حافظ کو نہیں تیری جفاؤں کی شکایت
ز آں رو کہ بہر جور تو لطفیت نہائی دیکھے ہے وہ ہر جور میں اک لطفیت نہائی

گندہ شقی بر کنِ عمدہ از راہِ جفاکاری
 نہیں ہے جامیری جاں! تیری یہ رسمِ جفاکاری
 بے تو عمری و پر عمر کے باشد وفاداری
 کہ کیسے کوئی رکھے جاں سے امیتِ وفاداری
 رقیبِ در پے آزارِ جانِ ماستِ اولیا
 رقیب اور دوپٹے آزارِ جان و قلبِ اولیا
 سب کوئے تو پیدا کر دے مرمِ آزادی
 ترے کو پچھے کے کئے کو ہے غمِ مردمِ آزادی
 خطا باشد بدِ مریعہ معنی و زلفینِ او گفتن
 خطا کرنا ہے جب ہو دُور گیسو و رخِ جاناں
 سخن از لبستانِ چینی و از مشکِ تازی
 بیانِ لبستانِ چین و ذکرِ مشکِ تازی
 بڑا ساقی مے نام کہ یکدم بے خبر گروم
 پلا اتنی رکھے ہو جاؤں میں مدھوش بے ساقی
 کہ جانم بر لبِ آوازِ شکفتہ نائے ہشیاری
 کہ جاں لیتے ہیں میری یہ تکلفِ نائے ہشیاری
 تو خواہی خونِ یازی و خواہی اشکِ لعل کن
 تو چاہے خونِ کرائس کا تو چاہے لطفِ احساں کر
 عنانِ اختیارِ بادستِ مست و محنتِ ری
 عنانِ اختیارِ بادستِ مست و محنتِ ری



گشتہ از آتش سے عارض تو گلہ اسے
 چوں نالام بن دل سوختہ بکبل اسے
 دلیر اور درخ زیبائے تو آں زلف سیاہ
 سایہ بر من انداختہ کسبل اسے
 دئے آنکس کہ نوشہ سے درندہ می کند
 شیشہ سے چو صلابہ زردہ ات مل اسے
 میکند قمری محنت زدہ در گوشہ باغ
 از غم لالہ و گل نالہ کسبل اسے
 خیال ہر آنست کہ از بہر پریشانی است
 حلقہ حلقہ شدہ آں زلف تسلسل اسے
 کے شود نیم نفس چو نتو گدائے مافظ
 بادشاہ ہے کہ بود اہل تجمل اسے
 آتش سے بنا جب تراغ گل جیسا
 چھرنہ کیوں نالہ کرے دلی مرا ببل جیسا
 درخ زیبایہ ترے ہوتی ہے جب زلف سیاہ
 یاسین پہ کرے سایہ بے یہ کسبل جیسا
 رندی مجھ کو نہ ہو کیوں مے نہ پیوں میں کھیسے
 شور شیشے کا ہے جب ہزم میں قفل جیسا
 بیٹھ کے قمری مصیبت زدہ اک گوشے میں
 غم لالہ میں کرے زار ہے بلبل جیسا
 واسطے قلب پریشاں کی گرفتاری کے
 حلقہ کوئی نہیں کس زلف تسلسل جیسا
 تجھ سا حافظ نہیں دنیا میں گدا کوئی ہے
 فقر میں فخر ہو اک اہل تجمل جیسا

مخمور جامِ عشقِ ساقی بدہ شراب ہے مخمور عاشقی ہوں لائے شراب کوئی
 پر کن قدح کہ بے مجلس نذر آبلے بے مجلس بے مجلس میں آہِ تاب کوئی
 عشقِ رُخِ چو مائش در پردہ راست یاد چاہے اگر کہ کھولے الفت کا راز میرا
 مُطرب بزن لائے ساقی بدہ شراب ہے لغز سائے کوئی لائے شراب کوئی
 چوں آفتابِ دلش در دیدہ می نگینہ جب آفتابِ رخ کی تاب آنکھ میں نہ ہو
 لے دل چو سودا می در تیرہ مُطرب ہے رکھے بھر اپنے دل میں کہوں اُطرب کوئی
 در انتظارِ رویت ماؤ امید واری ہے انتظارِ رخ میں اک نا امید واری
 وز عشوہِ لبانت ماؤ خیال و خواب ہے عشوہ ہے اُس کے لب کا ہو جیسے خواب کوئی
 دستِ غرضِ میالانی بر کاسہ کہ دان دستِ غرض نہ پھیلا ہے ایسی خشک سال
 انجام کار خود از وسۂ امید آبلے اک قطرہ تک نہ ڈالے کاسے میں آب کوئی
 حافظِ چہ می بنی تو دل پرصالِ عالم حافظِ نور کھ نہ کوئی امید وصلِ جاناں
 کے تشہ میر گرد و از لغزِ سراب ہے تشہ کو سیر کرتے ہے کیا سراب کوئی



ماغیم و غم عشق جوں دخیالے دل ایک ماہ رخ نے کیا پُر مال ہے
 وز ماہ رخش گشتہ تم ہمجو ہمالے خمدار جسم ضعف سے شکنجہ پال ہے
 با محنت ہجر تو شب و روز قرینم ملتے ہیں روز و شب غم و محنت فراق میں
 تابا تو کجا دست و پا روز وصالے کب دیکھنے خدا مجھے دیتا وصال ہے
 احوال مرا عرضہ کنی یہ سیشن نگارم جا کے میان کر مرے احوال بار سے
 لے باو صبا گر بود آسناات بمالے باد صبا اگر تجھے اتنی محال ہے
 ورزاکو ز حال میں بیمار و پیرسد کہہ اس سے حال نزار وہ کرتے سے پوچھ لے
 گو از غم ہجران تو گشتہ ست خلخالے لا عز بدن ہوا میرا مشکل خلال ہے
 ہر کس ز جہاں منصب ملے طلبیدہ منصب کمال کی ہے طلب سب کو ہر جا
 ماہ غم عشق تو بہ از منصب مالے منصب مجھے ہے عشق سے غم میرا مال ہے
 حاکم سخا ہم بد نیاؤ بہ عیشے دنیا و عاقبت سے نہیں مجھ کو کچھ طلب
 جز خاک سر کوئے تو مالے و منالے بس خاک کوئے یا اسی مال و منال ہے
 گفتم بچہاں آرزوئے وصل تو دارم حافظہ تجھے ہے آرزوئے وصل یادگار
 گفتا چہ کنی حافظہ سوداے محالے سوداے جوئے شیر ہے کلر محال ہے

تو بہارِ مستِ رآں کوش کہ خوشدل باشی
 کہ بے گل بد بادِ زو تو در گل باشی
 چنگ در پردہ جی میدہت پند و لے
 و عظمت آنگاہ وہ سود کہ قابلِ پاشی
 من نگویم کہ چہ کن با کہ نشین و چہ خوش
 کہ تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
 در چمن ہر ورقہ دفترِ حالے و گریست
 حیف باشد کہ ز حالِ ہمہ غافل باشی
 گرچہ را ہمیت پُر از بیم زمانا بردوست
 رفتن آساں بودار و اقب منزلِ باشی
 نقدِ عمرت بیرون رفتہ دنیا بگز است
 گریب روز درین قصہ باطلِ باشی
 عاشقِ گرامد از بختِ بلندت باشد
 صیدِ آس شاید مطبوع شامی باشی
 پھر بہار آئے گی پھر بلبل خوش دل ہوگا
 پھول جو باغ میں ہے پرزدہ در گل ہوگا
 چنگ کے پردے سے نکلے گی نصیحت لیکن
 دل دیوانہ نصیحت کے نہ قابل ہوگا
 کیا کرنے کیا پیے اور ساتھ تو گیس کے بیٹھے
 خود سمجھ ہوگی اگر زیرک و عاقل ہوگا
 حسن ہوگا جو نمودار گلوں میں تو چمن
 ان تر خاک حسینوں سے نہ غافل ہوگا
 را و کاستا دلبر ہے خطرناک بہت
 ہوگی آساں تو اگر واقف منزلِ ہوا
 نقدِ حباں تیری کرے گا عہدِ نیا ضائع
 گریب و روز تجھے قصہ باطل ہوگا
 بختِ بیدار اگر ساتھ ہے گا حافظ
 قرب میں شاید مطبوع شامی ہوگا



وقت را غنیمت داناں آفندہ کہ بتوانی
 حاصل از حیوات اے جاں یکدم ست تداوانی
 پیش زلف از رندی بزم مہزن کہ خواں گفت
 با طیب و نامحرم حال در دینہائی
 یاد علئے شغیر اس اے شکردہاں مستین
 در پناہ یک اسم ست خاتم سلیمان
 یوسف عزیزم رفت اے برادران رحمت
 کز غمش عجب دیدم حال چیر کنعان
 می روی کہ مژگانہ خون خلق می ریزد
 تند می روی جانان ترسمت مستورمان
 پند عاشقے بشتو وز رہ طرب باز آ
 کایں ہمہ منی از د شغل عالم فانی
 ز اہدیشیاں را شوق باد و در جانست
 عاقلان ممکن کادے کاورد پیشیانی

غنیمت جان ملتا ہے جو وقت عیش و آسنان
 کہ جان یک نفس دیتی ہے ہر لمحہ پریشانی
 نہ کہہ زلف از رندی بزم مہزن کا، ہمیں کہتے
 ہر نامحرم و طیبیاں کچھ بیان در دینہائی
 دعا و نالہ شغیر سے جھگڑا نہ کر اے جاں
 پناہ و اہم اعظم سے ہیں سب حکم سلیمان
 نہ پھسکو چاہ میں یوسف کو اے بھائی فداسو
 کہ اُس کی یاد میں تر پے گا کیسا پیر کنعان
 بہا اتنی نہ تیزی سے تو خون عاشقان طہاں
 مجھے ڈر ہے کہ تحک جائے گی تیری تیغ شرکان
 سفینہ نصیحت عاشقوں کی عرض کو چھوڑو
 نہیں دیتا نشاط و عیش دامن عالم فانی
 ہٹے ہیں شوق باد و در زباں پہ عجب میخواری
 یہ دور و فانی تیری زلف تجھے ہے گل پیشانی

خم شکن نمی داند ایست در که صوفی را
 جنس خاشکی باشد بچو لعل رمانی
 گر تو خار غنی از من لے نگار سنگین دل
 حال خود بخوابم گفت پیش آصف ثانی
 از درم در آمد دست میز غم بشادی دست
 روشنی بمایه دوست راستی به ارمانی
 باغبان چو من زینجا بگذرم حرامت باد
 گر بجائے من سرور غیر دوست منشیانی
 دل زنا و کچشت گوشه داشتیم میکن
 ابروئے کاندازت می پرد به آسانی
 جمع کن با حسانے حافظ پریشان را
 اے شکنج گیسویت مجمع پریشانی
 نہ توڑے محتسب خم میکندے کے دیکھ صوفی بھی
 جو کیسے مست ہیں پی کر شراب عشق ربانی
 نہ کر تو کے بت سنگین دل خون جگر اتنا
 نہیں بے کیا تجھے کچھ خوف عدل آصف ثانی
 سبھاؤں شاد یا نہ اور کروں میں قصہ ستانہ
 اگر ستانہ آجائے کبھی تشریف جانانی
 لحد پر گر لگاٹے باغبان تو سر و اس جیسا
 تو گورتاں مرا بن جائے رفیق باغ رضوانی
 یہ مشکل دل اگر نک جاے تیر چشم سے تیرے
 کمان ابرو کرتی ہے اُسے سبل بہ آسانی
 کرے ہے حافظ شوریہ سر کی جمع خاطر وہ
 شکنج زلف ہے جس شمع کا مجمع پریشانی



ہزار جہد بکرم کہ یار من باشی کئے ہزار جتن اب وہ یار ہو میرا
قرار بخش دل بیتلہ من باشی قرار بخش دل بے قرار ہو میرا
دے جگہ احزان عاشقاں آئی کبھی تو کلبہ احزان عاشقاں میں آ
جے انیس دل سو گوار من باشی گئے انیس دل سو گوار ہو میرا
چراغ دیدہ شب زندہ دایر من گردی چراغ دیدہ بے خواب شب بیدار دین میں
امیر روز من و روزگار من باشی تو غمگسار غم روزگار ہو میرا
رفیق و مونس و آرام جان من گردی رفیق و مونس و آرام جان دل بن جا
انیس خاطر امید دایر من باشی انیس خاطر امید وار ہو میرا
ازاں حقیق کہ خونیں دلم ز عشوہ او وہ جس حقیق نے خونیں کیا سرے دل کو
اگر کسم گلہ راز دایر من باشی گلہ جو اس کا کروں راز دار ہو میرا
شود غزالہ نور شید صید لا عز من غزالہ شمس بھی ہو صید ناتوان اگر
گر آہوئے جو تو یکدم شکار من باشی ہرن کوئی ترا جیسا شکار ہو میرا
سہ پورہ کز دولت کردہ وظیفہ من جو تین پورے دولت کے وظیفہ میرا ہیں
اگر ادا نہ کنی وادایر من باشی تو اگر ادا نہ کرے قرضدار ہو میرا

من ایں مراد نہ بینم بھر خود کہ شبے بجائے اشکِ رواں آنکھ میں ہو تو رہی تو
 بجائے اشکِ رواں در کنارِ من باشی اگر وہ تو رہ جہاں ہم کنار ہو میرا
 در آں چمن کہ تباں مستِ عاشقان گیرند کریں چمن میں ہیں بت دستگیریِ عاشق
 گرتِ ز دست بر آید نگارِ من باشی لے ہاتھ ہاتھ میں میرا نگار ہو میرا
 چو خسرواںِ ملاحیت ہر بندگانِ نازند ہے خسرواںِ ملاحیت کو ناز بندوں پر
 در آں میانہ خداوند گارِ من باشی خدا را تو بھی خداوند گار ہو میرا
 من ارچہ حافظِ شہرم جوئے نمی اوزم ہوں گرچہ شہر کا حافظ میں کیا ہوں کچھ بھی نہیں
 مگر تو از کرمِ خویش یارِ من باشی نہ جب تلک کرمِ آمادہ یار ہو میرا



غزلیات حافظ شیرازی



غزل گفتی و در سُفتی بیا و خوش بخوا
حافظ
که بر نظم تو افتاد فلک عقیق دریا را